شمائم سید محمد گیسو دراز

قطب الاقطاب خواجہ دکن حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ
کے حالات و کمالات پر مبنی تحقیقی مقالات کا مجموعہ جس میں
نیز مضامین گلبرگہ، مکاتیب گلبرگہ اور ہند کی مطبوعات گیسو دراز کے
علاوہ حضرت خواجہ صاحب کی اولاد و احفاد کے بعض غیر مطبوعہ تبرکات
آخر میں بیاض نفیس کا انتساب "جامعہ نظیہ"

سید نفیس الحسینی

حلقۂ معارفِ گیسو دراز
نفیس منزل ○ کریم پارک ○ لاہور

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

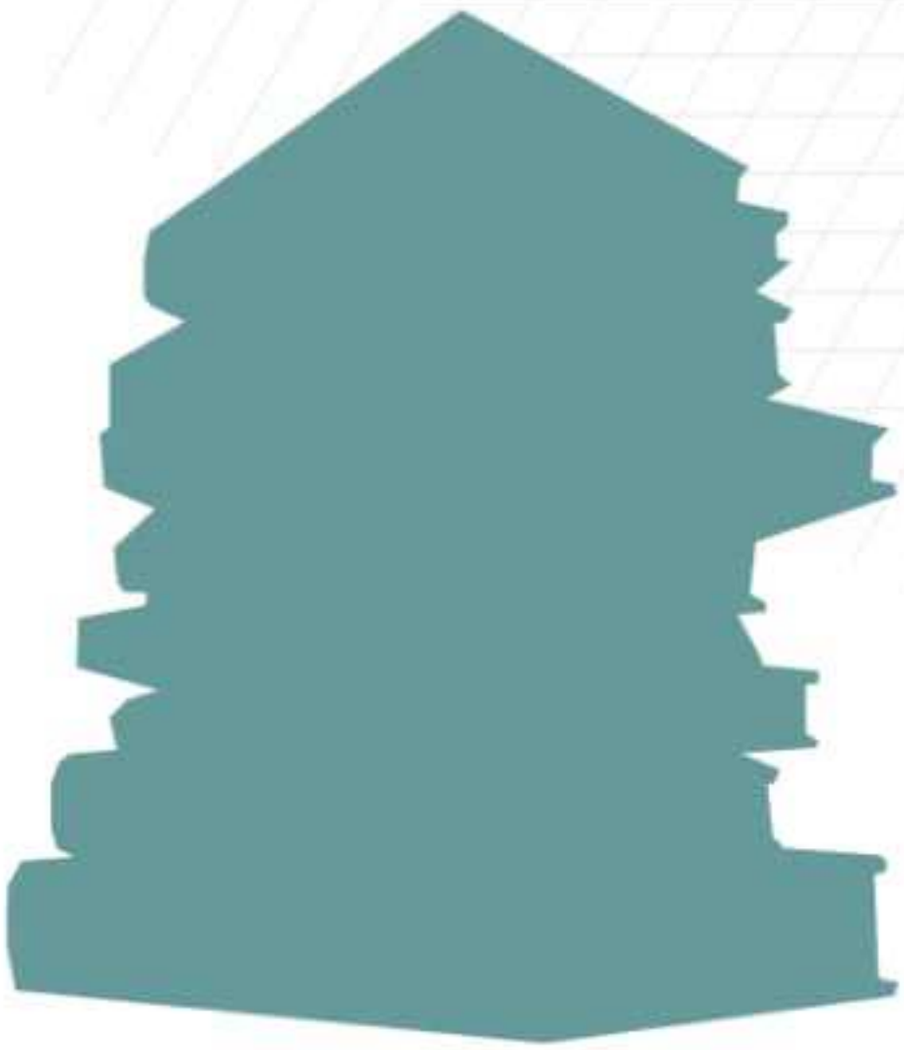

130607

اشاعت اوّل : ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء
نام کتاب : شمائم سید محمد گیسودرازؒ
تالیف : سید انور حسین نفیس الحسینی
صفحات : ۳۲۰
مطبع :
ناشر : حلقۂ معارف گیسودراز
نفیس منزل۔ کریم پارک۔ لاہور

شمائمِ سیّد محمّد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

قطب الاقطاب خواجہ دکن حضرت سیّد محمّد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز
کے حالات و کمالات پر سب سے قدیم و مستند کتاب "سیرِ محمّدی" کا ترجمہ و تلخیص
نیز سفرنامہ گلبرگہ، مکاتیب گلبرگہ اور تذکرہ ساداتِ گیسو دراز پنجاب کے
علاوہ حضرت خواجہ صاحب کی اولاد و احفاد کے بعض غیر مطبوعہ شجرات
آخر میں بیاضِ نفیس کا انتخاب "جواہرِ نفیسہ"

سیّد نفیس الحسینی

حلقۂ معارفِ گیسو دراز
نفیس منزل کریم پارک لاہور

وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ

اور شہید اپنے رب کے پاس، اُن کو ہے اُن کا اجر، اور اُن کا نُور — الحدید۔ ۱۹

انتساب

سادات گیسو دراز کے جدِّ بزرگوار

سیّد المجاہدین حضرۃ سیّد ابُو الحسن زید الجُندی شہید دہلی

کی پاکیزہ رُوح کے نام

جو خراسان سے فتح دہلی کے لیے سرفروش و جانباز مجاہدین کی ایک مختصر جماعت کے ساتھ چند بار آئے اور حصار دہلی پر حملہ آور ہوئے۔ آخر ایک معرکۂ عظیم میں داد شجاعت دیتے ہوئے شہادت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

یہ واقعہ چوتھی صدی ہجری کے آغاز میں پیش آیا۔

مجاہد سر کٹانے کے لیے بے چین رہتا ہے
کہ سر افراز ہوتا ہے وہ خنجر در گلو ہو کر

○

سید نفیس الحسینی

شجرۂ نسب

حضرۃ خواجہ صدرُ الدّین ابُو الفتح الولی الاکبر الصّادِق سیّد مُحمّد حُسنی المُلقّب بگیسو دراز
قدّس سرّہٗ م ۸۲۵ ھ

بن سیّد یُوسُف بن سیّد علیّ بن سیّد مُحمّد
بن سیّد یُوسُف بن سیّد حسین بن سیّد مُحمّد
بن سیّد علیّ بن سیّد حمزہ بن سیّد داؤد

بن سیّد ابُو الحسن زید الجُندِی شہید دہلے در آغاز چہارم صدی ہجری

بن ابُو عبد اللہ الحُسین الفدّان
بن ابُو منصُور مُحمّد الاکبر
بن عُمر الأعلیٰ
بن ابُو الحُسین یحییٰ المُحدِّث (المتوفی ۲۰۷ھ)
بن ابُو عبد اللہ الحُسین ذی الدّمعۃ (م ۱۳۵ھ)
بن سیّدنا ابُو الحُسین زید الشہید (شہادت ۱۲۲ھ)
بن سیّدنا علیّ الأوسط إمام زین العابدین رضوان اللہ علیہ وسلامہ (م ۹۴ھ)
بن سیّدُ شبابِ أہلِ الجنّۃِ أبُو عبدِ اللہِ الحُسین
سِبطُ رسُولِ اللہِ صلّی اللہُ علیہِ وآلہِ وسلّم (شہادت ۶۱ھ)
بن أمیر المؤمنین سیّدنا علیُّ المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ (شہادت ۴۰ھ)

قال اللہ تعالیٰ

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ
بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ
وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ

الطور: ۲۱

اور جو یقین لائے اور اُن کی راہ چلی اُن کی اولاد
ایمان سے ، پہنچا دیا ہم نے اُن تک اُن کی اولاد کو
اور گھٹایا نہیں ان سے اُن کا کیا کچھ -

فہرست

مضامین	صفحہ
	۲
شجرہ نسب خواجہ گیسودرازؒ	۳
	۴
حضرت سید ابو الحسن زید الجندی شہید دہلی رحمہ اللہ علیہ	۵
	۶
	۷
	۸
سیرت خواجہ گیسودرازؒ۔ کتاب سیر محمدی کا ترجمہ و تلخیص	۹
باب اوّل	
حالات و سوانح، ولادت باسعادت، نسب نامہ	۱۱
شجرہ طریقت، سفر دولت آباد، شیخ بابوؒ کا ارشاد	۱۲
ابتدائی حالات	۱۳
شیخ نصیر الدینؒ سے اشتیاق ارادت، عزم دہلی، شرف بیعت	۱۴
مولانا علاء الدین الندیؒ کی تربیت، تحصیل علوم ظاہر	۱۵
مجاہدہ و ریاضت، حضرت شیخ کی نوازش،	
خلوت گزینی۔ شیخ کی علالت	۱۶
حضرت مخدوم کی علالت۔	
علالت کے بعد شیخ کی خدمت میں حاضری	۱۷
عرض حال و کیفیت۔ خلافت سے سرفرازی	۱۸
شیخ کی جانشینی	۱۹
شیخ نصیر الدین کی وفات۔ انتقال نسبت۔	
سجادہ ولایت پر۔ رجوع عام۔ دہلی سے گلبرگہ۔	۲۰
عزم گوالیر۔ مولانا علاء الدین کا ایثار	۲۱
مولانا کی خلافت یابی، بہاندیر، ایرچہ	۲۲
چترہ، چندیری، سفر بڑودہ، قیام کھنبایت	۲۳
سفر دولت آباد۔ قصد گلبرگہ	۲۴

مضامین	صفحہ
وصال	۲۵
باب دوم	
فضائل، استغراق کامل، خطاب من جانب اللہ	۲۷
ابدالوں اور مردانِ غیب سے ملاقات،	
لطفہ، قہرہ و قہرہ لطفہ، رکن الدین ابدال سے ملاقات	۲۸
حضرت لنبکشرؒ کے مزار پر حاضری، تجلی صفت رضا	۲۹
نور فراست	۳۰
مولانا نصیر الدین قاسم کی بیعت، معیت صفتی و ذاتی	۳۱
باب سوم	
روش سلوک۔ نماز باجماعت۔ معمولات	۳۳
سماع بالمزامیر پر شیخ کی تنبیہ۔ تدریس و تصنیف	۳۴
صورت بیعت۔ ارشاد و تلقین۔ خانقاہ کے لیل و نہار	۳۵
باب چہارم	
تلقینات	۳۷
باب پنجم	
تصانیف	۴۹
خلافت نامہ شیخ علاء الدین گوالیری	۵۱
خلافت نامہ شیخ رکن الدین ابو الفتح	۴۳
خلافت نامہ عام	۴۶
باب ششم	
اولاد و احفاد: مخدوم زادہ بزرگ سید محمد اکبر حسینی	
رتبہ بلند، وفات، تصانیف	۵۲
مخدوم زادہ خرد سید محمد اصغر حسینیؒ حالات و کیفیت	۵۳
شاہد اللہ حسینی	۵۴
حضرت مخدوم کی صاحبزادیاں بی بی فاطمہ	۵۵
بی بی بتول۔ بی بی امتہ الدین	۵۶

باب ہفتم

خلفاء کرام، شیخ علاء الدین گوالیری ۵۷
قاضی نور الدین اجودھنی،
مولانا معین الدین توبانی، شیخ صدر الدین خوندمیر ۵۸
قاضی اسحق بن محمد، قاضی سلیمان،
قاضی حلیم الدین بن شرف، سید محمد اکبر حسینی ۵۹
سید ابو المعالی، خواجہ احمد دبیر، ۶۰
شیخ ابو الفتح بن علاء الدین گوالیری ۶۱
شاہ کلمتہ اللہ، شاہ محمد اصغر حسینی،
میاں ید اللہ، میاں سفیر اللہ، عبد اللہ بن ابو المعالی ۶۲
قاضی راجا، شہاب الدین، بہاء الدین امام،
قاضی سراج الدین، سیف الدین لکھنوی،
ملک زادہ عزالدین شہاب الدین و شیخ حمید ابو بن اجود ھنی ۶۳
ملک زادہ عثمان، سید سعد الدین، شیخ مہابت ۶۴
حضرت سید محمد حسینی گیسودراز- ریڈپائی نشریہ ۶۵
تصانیف خواجہ دکن، در دہلی و اثناء سفر گلبرگہ ۷۰
تصانیف در احسن آباد گلبرگہ ۷۱
سوانح بندہ نوازؒ کے دیگر قدیم و مستند ماخذ ۷۲
حضرت خواجہ گیسودراز کا مسلک ۷۳
"جوامع الکلم" میں فضیلت صحابہ کرامؓ ۷۵
مخدوم زادوں کا مسلک اہل سنت و جماعت ۷۹
اقتباس تاریخ حبیبی- ملفوظات شاہ من اللہ حسینی ۸۱
توحید و نعت و مناقب صحابہ کرامؓ حضرت خواجہ کی نظم ۸۲
رتبہ بلند ۸۳
اے رونق بزم چشتیائی (منقبت) ۸۴
شجرہ طریقت حضرت خواجہ گیسودراز رحمہ اللہ ۸۵
سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ گیسودرازیہ قدوسیہ امدادیہ ۸۷
سیر گلبرگہ (مضمون) ۸۹
حضرت اقدس رائپوری سے تعلق بیعت ۹۰
سجادہ نشین صاحب روضہ
بزرگ گلبرگہ شریف سے خط و کتابت کا آغاز ۹۱
سفر رائپور- سہارنپور میں
حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں حاضری ۹۲
قیام رائپور ۹۳

سفر گلبرگہ ۹۴
حیدرآباد- سجادہ نشین- روضہ خرد کے ہاں قیام ۹۵
حضرت مولانا شاہ عبد اللہ نقشبندی
اور حضرت مولانا ابو الوفا افغانی سے ملاقات ۹۶
گلبرگہ شریف میں
حضرت خواجہ گیسودراز کے مزار اقدس پر حاضری ۹۷
گلبرگہ میں مختلف زیارات ۹۸
پروفیسر مبارزالدین رفعت سے ملاقات- بیدر کا سفر ۹۹
خانقاہ خواجہ ابو الفیض میں قیام ۱۰۰
قیام بیدر- سیر بیدر ۱۰۱
واپسی حیدرآباد- سجادہ نشین شاہ روضہ بزرگ
محمد حسینی صاحب کا پر خلوص عشائیہ ۱۰۲
حیدرآباد میں کتب خانوں سے استفادہ ۱۰۳
مزارات پر حاضری- حیدرآباد میں ایک ماہ سے زائد قیام ۱۰۴
واپس رائپور کا سفر ۱۰۵
بزرگان دہلی کے مزارات پر حاضری ۱۰۶
رائپور میں چند روز قیام کے بعد لاہور کو واپسی ۱۰۷
ارمغان گلبرگہ (نظم) ۱۰۹
نسیم گلبرگہ (مکاتیب) ۱۱۱
ہر مو مرے بدن پہ زبان سپاس ہے- ۱۱۲
مکتوب حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ ۱۱۳
مکتوب حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ ۱۱۴
مکتوب حضرت مولانا عبد الوحید خواہر زادہ
حضرت اقدس رائپوری ۱۱۶
مکتوب سید عظمت اللہ حسینی
برادر خرد سجادہ نشین روضہ خرد گلبرگہ شریف ۱۱۸
شجرہ سید صوفی حسینی از اولاد خواجہ گیسودراز ۱۲۲
مکتوب سید عظمت اللہ حسینی ۱۲۴
مکتوب سید عظمت اللہ حسینی ۱۲۶
مکتوب سید عظمت اللہ حسینی ۱۳۰
مکتوب سید عظمت اللہ حسینی ۱۳۳
مکتوب حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ ۱۳۷
مکتوب سید عظمت اللہ حسینی ۱۳۹
مکتوب احقر نفیس الحسینی ۱۴۲

مکتوب سید معین الدین حسینی
سجادہ نشین روضۂ خواجہ ابو الفیض بیدری ۱۴۶
مکتوب داروغہ روضہ خرد عبد الرحیم صاحب ۱۴۷
مکتوب احقر نفیس الحسینی ۱۵۰
مکتوب خلیل اللہ حسینی برادر خرد سجادہ صاحب روضۂ خرد ۱۵۴
مکتوب سید عظمت اللہ حسینی ۱۵۶
مکتوب سید شاہ محمد حسینی
سجادہ نشین روضۂ بزرگ گلبرگہ شریف ۱۶۰
مکتوب سید عظمت اللہ حسینی ۱۶۱
مکتوب سید عظمت اللہ حسینی ۱۶۵
مکتوب سید عظمت اللہ حسینی ۱۶۷
مکتوب سید عظمت اللہ حسینی ۱۷۱
مکتوب سید شاہ محمد حسینی سجادہ نشین روضۂ بزرگ گلبرگہ ۱۷۳
مکتوب مستجاب رقم ۱۷۵
مکتوب سید عظمت اللہ حسینی ۱۸۱
مکتوب نواب معشوق یار جنگ ۱۸۳
مکتوب شاہ محمد حسینی سجادہ نشین روضۂ بزرگ
گلبرگہ شریف ۱۸۷
مکتوب سید شاہ محمد حسینی
مکتوب سجادہ نشین روضۂ بزرگ گلبرگہ شریف ۱۸۸
مکتوب سجادہ نشین روضۂ بزرگ گلبرگہ شریف ۱۹۰
مکتوب سجادہ نشین روضۂ بزرگ گلبرگہ شریف ۱۹۲
مکتوب محمد اکبر الدین صدیقی ۱۹۴
مکتوب سید شاہ قبول اللہ حسینی سجادہ نشین روضۂ خرد
گلبرگہ شریف ۱۹۵
مکتوب سخاوت مرزا ۱۹۶
مکتوسید شاہ محمد حسینی سجادہ نشین روضۂ بزرگ
گلبرگہ شریف ۱۹۷
مکتوب محمد اکبر الدین صدیقی ۱۹۸
مکتوب عبد الرشید صاحب گلبرگوی ۱۹۹
مکتوب سید شاہ قبول اللہ حسینی
سجادہ نشین روضۂ خرد گلبرگہ شریف ۲۰۰
دختر سجادہ نشین روضۂ بزرگ
کی شادی میں شرکت کا دعوت نامہ ۱۹۷۱ء ۲۰۱
دختر دوم ۱۹۷۵ء ۲۰۲
سید عارف فرزند سجادہ نشین روضۂ بزرگ
کی شادی میں شرکت کا دعوت نامہ ۱۹۸۴ء ۲۰۳
سید خسرو ۱۹۷۵ء ۲۰۳
مکتوب سید شاہ محمد حسینی
سجادہ نشین روضۂ بزرگ گلبرگہ شریف ۲۰۴
مکتوب یوسف قدیر ۲۰۵
مکتوب سید امین الدین حسینی
سجادہ نشین روضۂ ابو الفیض بیدریؒ ۲۰۷
سادات گیسودراز پنجاب ۲۰۹
شاہ عبد الکریم رحمہ اللہ علیہ ۲۱۱
شاہ محمد صالح ۲۱۲
شاہ محمد سلیم رحمہ اللہ علیہ سید محمد شاہ رحمہ اللہ علیہ ۲۱۳
نسخہ جات و تعویذات ۲۱۶
شجرہ سادات گیسودراز، اقتباس بیاض صدری ۲۱۸
وفات سید رحم، شاہ سید احمد شاہ، سید کرم شاہ
سید نواب شاہ، سید ملک شاہ، سید بدھن شاہ ۲۲۰
اولاد سید رحم شاہ صاحب اولاد سید احمد شاہ صاحب ۲۲۱
اولاد سید کرم شاہ صاحب ۲۲۲
اولاد سید نواب شاہ - اولاد سید ملک شاہ صاحب ۲۲۳
اولاد سید بدھن شاہ صاحب ۲۲۴
جواہر نفیسہ ۲۲۵
حضرت سید محمد صوفی رحمہ اللہ علیہ ۲۲۶
نمونہ خط حمائل شریف ۲۲۷
دستخط سید رحم شاہ صاحب ۲۲۸
حضرت سید علی الحسینی کی اولاد ۲۲۹
اولاد حضرت گیسودرازؒ ۲۳۰
شاہ ید اللہ حسینی، شاہ سفیر اللہ حسینی ۲۳۲
سید سفیر اللہ ثانی، شاہ حسین کلاں ۲۳۳
سلسلہ طریقت شاہ حسین کلاں ۲۳۴
شجرہ شاہ قطبی حسینی گلبرگوی ۲۳۵
اولیاء حیدرآباد دکن، شاہ نور اللہ حسینی،
شاہ منھی، حسین شاہ ولی ۲۳۶
سادات گیسودراز بیجاپور ۲۳۷

شاہ راجو حسینی ۲۳۸
شاہ علی عباس ۲۳۹
اولیاء بیجا پور ۲۴۰
شجرہ سادات گیسودراز اورنگ آباد ۲۴۲
اورنگ آبادی شاخ کا ایک اور شجرہ ۲۴۳
شجرہ سادات گیسودراز لاہور پنجاب ۲۴۴
اقتباس از رسالہ شاہ محمد غوثؒ ذکر، سید یداللہ ۲۴۵
ترجمہ اقتباس ۲۴۸
عادل شاہی عہد کے بزرگ ۲۴۹
گلبرگہ شریف اور اس کا نواح ۲۵۲
شجرہ سید شاہ عبداللطیف بزرگ ۲۵۵
خلفاء حضرت سید محمد اصغر حسینی ۲۵۶
خلفاء حضرت شاہ یداللہ حسینیؒ ۲۵۷
شاہ منفی عرف خواجہ سالارؒ ۲۵۸
خلاصہ شجرہ جات، شجرہ خواجہ ابوالفیضؒ بیدری ۲۵۹
شجرہ سلطان صوفی حسینی ۲۶۱
شجرہ سید علی قطب ثانی ۲۶۲
اولاد سید صوفی حسینی ۲۶۳
شجرہ شاہ یداللہ حسینی ۲۶۴
سید سمیر اللہ حسینی ۲۶۵
متفرقات نسب نامہ اولیاء بیجا پور ۲۶۶
تاریخ وفات جناب شاہ حسین صاحب
سجادہ گلبرگہ شریف ۲۶۷
استفادہ از سخاوت مرزا۔ محمود بحری ۲۶۸
اقتباس عروس عرفان۔ سید عبداللہ حسینی ۱۶۹
سید شاہ ابوالحسن ابن شاہ علی قطب ثانی ۲۷۰

قصیدہ در مدح سید میاں صاحب از مشتاق بیدری ۲۷۱
ذکر اولاد شاہ یداللہ حسینیؒ ۲۷۵
اولاد شاہ راہیؒ ۲۷۶
شاہ عسکراللہ بن شاہ سفیراللہؒ ۲۷۷
یادداشت سیاحت نامہ بیدر ۲۷۸
مزارات خاندان حضرت خواجہ ابوالفیضؒ بیدری ۲۸۱
فرزندان خواجہ ابوالفیضؒ ۲۸۲
شجرہ طریقت قدوسیہ گیسودرازیہ چشتیہ ۲۸۳
میرابوالحسن ولد میر عبداللہ اولاد خواجہ گیسودرازؒ ۲۸۴
[illegible] والد مرحوم ۲۸۵
اقتباس "ہوا معظم" ۲۸۶
قطعہ وصال سید ابوالحسن حیدر الثانی ۲۸۷
شجرہ طریقت چشتیہ کلیمیہ گیسودرازیہ ۲۸۸
ایشیخ السید حیدر الثانی القادری
اورنگ آبادی کا شجرہ طریقت ۲۹۰
مضمون تاریخ ولادت ووفات
حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ ۲۹۲
سادات حسینی حضرت گیسودرازؒ اور ان کے اخلاف ۲۹۴
خاندان سید شاہ نفیس الحسینی ۲۹۵
شجرہ حضرت گیسودرازؒ ۲۹۷
اولاد سید محمد بندہ نواز گیسودرازؒ ۲۹۸
کھنبایت کے آثار ۲۹۹
اقتباس تذکرۃ السالکین چغتا ۳۰۰
نسب نامہ جدی خود ۳۰۱
اقتباس ماثر عالمگیری، ذکر حضرت شاہ فتح محمد حسینی ۳۰۲
عالمگیر کی حضرت بندہ نواز گیسودراز سے عقیدت ۳۰۳
تاقیامت رہے آبروئے ہرات (نظم) ۳۰۴

دیباچہ باغ ہاشم از شاہ یدیراللہ رح ۳۰۵
کاغذات ادائیگی معاملہ محکومال ۳۰۸
اقتباس "آہوان صحرا" ۳۰۹
اقتباس "تذکرہ خطاطین" ۳۰۹
اقتباس "کنز الانساب" ۳۱۰
ایک مثالی مومنہ کی وفات ۳۱۱
صوبہ سرحد کے بعض افغان قبائل ۳۱۲
شکریہ ۳۱۲

حضرۃ خواجہ صدرُ الدین ابُو الفتح الولی الاکبر الصادِق سیّد مُحمّد حُسینی المُلقّب بگیسُو دراز

قُدّس سرّہٗ م ۸۲۵ھ

آپ کا خاندانِ عالیشان مدینہ منوّرہ سے عراق اور پھر عراق سے خراسان منتقل ہوا۔ آپ کے آباو اجداد میں حضرت سیّد ابوالحسن زید الجندی رحمہ اللہ علیہ پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے برصغیر پاک و ہند کو اپنے قدومِ میمنت لزوم سے مشرّف فرمایا۔

حضرت زید الجندی اپنے آباے کرام کی سُنّت جہاد کے علمبردار تھے آپ سرفروش مجاھدین کی ایک جماعت کے ہمراہ خراسان سے عَلَمِ جہاد بلند کیے ہوئے فتح دہلی کے لیے کئی بار تشریف لائے۔ ایک معرکۂ عظیم میں دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہادت کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خواجۂ گیسُودراز رحمہ اللہ علیہ کے ملفوظات "جوامع الکلم" میں حضرت زید الجندی کا ذکرِ خیر آیا ہے۔

روز یکشنبہ چہاردہم ماہ محرم الحرام ۸۰۳ھ

وقت چاشت۔ ذکرے درباب فضائل اہل بیت مصطفےٰ ﷺ بود۔ فرمودند۔ سیّد ابوالحسن جندی دوازدہم محل جدّنا باشد۔ وریرِ حصارِ دہلی متصل دروازۂ شکار، مقبرۂ حضرتِ سیّد است ہر شب جمعہ آنجا نور فرود می آید، اکثر ہمسایگان الشان بدیں گواہی می دہند و ہمہ خلق آں مقام دیدہ اند، واورا شہید انار میگویند۔ وتمام درخت انار از ریسمان پُرشدہ۔ گفتند کہ مردمان حاجتمند بستہ اند۔

اہل بیت نبوی ﷺ کے فضائل کا ذکر تھا۔ فرمایا سیّد ابوالحسن جندی جو بارھویں پشت میں ہمارے جد امجد تھے۔ حصار دہلی کے متصل دروازہ سے متصل حضرت سیّد کا مقبرہ ہے۔ اور ہر شب جمعہ اس جگہ نور برستا ہے۔ اہل کے اکثر پڑوسیوں کے لوگ اس کی گواہی دیتے ہیں۔ اور سب نے وہ مقام دیکھا ہے اور لوگ ان کو "شہیدِ انار" کہتے ہیں۔ تمام انار کا درخت سب کا سب ڈوریوں سے پرا ہے کہتے ہیں کہ مردمان حاجتمند نے باندھ رکھی

وہر یکی را حوائج برآمدہ۔ پیش ازایامِ فتحِ دہلی سیّد با شانزدہ نفر آمدہ بود۔ پیش دروازہ بزرگ شب ماند۔ مشورت کردند وقتِ بیرون شدنِ مواشی بامداد درشہر درآییم ہمچناں کردند۔ قتالے عظیم شد۔ بسیارے از ہنود کشتند۔ ہر شانزدہ نفر از برجِ دروازہ شکار برون افتادند۔ بسلامت بیرون شدند۔ شب بارِ دوم بیرونِ دروازۂ بزرگ اقامت کردند۔ آنجا مسجدے کردند، چند سنگے نہادند، محرابے کردند، بانگ نماز گفتند، نماز گذاردند، بامداد باز گشتند، باردوم بازآمدند۔ ہمچنان وقت مواشی در آمدن قتالے بس بزرگ شد۔ جہانے ار ہنود زیرِ تیغ آوردند۔ در شہر شورے عظیم انداختند۔ بازدر رہ حصار دروازۂ شکار بیرون افتادند۔ در آں محلے کہ سیّد افتاد، ہم آنجا ہجوم ہنود بود، ہمہ یکبار برسید افتادند۔ ہم دراں محل کشتند ہم دراں موضع تربت سیّد است ہر آئنہ فرزند رسول اللہ قتالے برائے خدا کردہ و ہم براں رفتہ۔ لابد یکے از مقربانِ حضرت و مشفقان امت باشد۔

واللہ اعلم بالصواب

جوامع الکلم نسخۂ خطی صفحہ ۲۹۶

نسخۂ مطبوعہ صفحہ ۳۱۳

ہیں۔ اور سب لوگ مراد پاتے ہیں۔ زمانہ فتح دہلی سے پہلے حضرت سیّد سولہ آدمیوں کے ساتھ تشریف لائے۔ بڑے دروازے کے سامنے رات گذاری ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ صبح سویرے جس وقت مویشی شہر سے باہر نکلیں ہم شہر میں داخل ہو جائیں انہوں نے ایسا ہی کیا۔ بڑی خونریز جنگ ہوئی۔ بہت سارے ہندو مارے گئے۔ یہ سولہ کے سولہ آدمی شکار دروازہ کے برج سے باہر نکلے۔ بالکل سلامت باہر آگئے۔ بڑے دروازے کے باہر مقیم ہوئے۔ اس جگہ ایک مسجد بنائی۔ چند پتھر رکھ محراب بنایا اذان کہی۔ نماز ادا کی۔ صبح سویرے واپس ہوگئے۔ دوسری بار پھر آگئے۔ اسی طرح مویشیوں کے باہر نکلنے کے وقت اندر داخل ہوگئے۔ بڑے پیمانے پر قتال ہوا ہنود کی ایک بڑی تعداد کو قتل کیا۔ شہر میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہو گیا پھر حصار دہلی کے راستے شکار دروازے سے باہر نکل آئے حضرت سیّد جہاں پر ہنود سے جنگ کر رہے تھے وہاں پر ہنود کا ایک ہجوم تھا انہوں نے یکبارگی حضرت سیّد پر حملہ کر دیا حضرت سیّد لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ اسی جگہ پر ہی حضرت سیّد کی قبر مبارک ہے۔ یقیناً فرزند رسول ﷺ نے

اللہ کی راہ میں قتال کیا اور اسی پر وہ شہید ہوئے
یقیناً وہ مقربانِ حضرت حق تعالیٰ اور مشفقانِ
امت میں سے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت خواجہ گیسودراز قدس سرہ کی سوانح حیات
"تاریخ حبیبی (تالیف ۸۴۹ھ)" میں بھی
حضرت زید الجندی کا ذکر آیا ہے

می فرمودند: دہلی فتح کردۂ تُرکان است و پیش ازاں سیدابو الحسن جنیدی دوازدہم کرسی فرجد من باشد چند کرت از خراسان برائے فتحِ دیارِ دہلی آمد۔ انبوہے ہندوان اقلیم ہند و شوکت چند ہزار رسالہ فراہم آمدہ۔ وایشان نتوانست فتح کردن۔ چوں در آخرین کرت کہ آمد، شہادت یافت۔ مدفن متبرکہ اش در صحن مسجد اناراست۔ صالحانے کہ در پیرامون آن مسجد ساکن بودہ اند، در ہر شب جمعہ دران مسجد بالائے قبر فرجد من نورے می دیدند۔ روزے حضرت، فرمودند۔ "مولانا بہاء الدین" تو می دانید کہ مسجد انار کجا است، بہاء الدین التماس کردند، آرے مخدوم، بندہ میداند۔

تاریخِ حبیبی تذکرۂ مرشدی (نسخۂ خطی) صفحہ ۱۴
تالیف مولانا عبد العزیز بن شیر ملک بن محمد واعظی
سال تالیف ۸۴۹ھ

دہلی تُرکوں کی فتح کی ہوئی ہے۔ اس سے پیشتر سید ابو الحسن جندی سیری بارھویں پیڑھی کے دادا ہوئے ہیں، ملک دہلی فتح کرنے کے لیے خراسان سے چند بار تشریف لائے تھے چونکہ ملک ہندوستان کے ہنود گروہ در گروہ جمع ہو گئے اور چند ہزار سان کی شوکت و سلطنت کا سامان ان سے پاس جمع تھا۔ اس لیے میرے جد سے دہلی فتح کرنا ممکن نہ ہوا اور جب آخری مرتبہ تشریف لائے تو یہیں جام شہادت نوش فرمایا مسجد انار (دہلی) کے صحن میں آپ کی قبر مبارک موجود ہے۔ بعض نیک لوگ جو اس مسجد کے پاس رہتے تھے وہ شب جمعہ کو اس مسجد میں میرے پردادا کی قبر پر ایک نور دیکھا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت مخدوم نے فرمایا کہ مولانا بہاء الدین تم جانتے

ہو کہ مسجد انار کہاں واقع ہے۔ مولانا بہاء الدین
نے کہا، جی ہاں مخدوم بندہ کو معلوم ہے۔ ص ۷، ۸

حضرت زید الجندی کی شہادت کے بعد ان کی اولاد و احفاد اپنے وطن خراسان ہی میں نشوونما پاتی رہی۔ پھر ایک مدت کے بعد اس خاندان کے کوئی بزرگ برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوئے بعض کا خیال ہے کہ حضرت خواجہ گیسُودراز قدس سرہ کے دادا بزرگوار سیّد علی الحسینی رحمہ اللہ ہرات سے تشریف لائے اور دلّی میں فروکش ہوئے لیکن اس میں اشکال یہ ہے کہ حضرت خواجہ گیسودراز کے والد گرامی سیّد یوسف "سیّد راجا" اور والدہ ماجدہ "بی بی رانی" کے لقب سے معروف تھے غیر ملک سے آئے ہوئے کسی خاندان میں مقامی عرفی نام اتنی جلد رائج نہیں ہو پاتے۔

حضرت زید الجندی کا مزار مبارک حضرت خواجہ گیسُو درازؒ کے زمانے تک معروف تھا البتہ آج کل اس کے صحیح آثار دریافت طلب ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت سیّدا بوالحسن زید الجندی الشہید قدس سرہ

تین بھائی تھے:

(۱) الحسن ابو محمّد الرئیس بالکوفہ
(۲) ابوالحسن زید الجندی
(۳) جعفر الاحول

ان تینوں بھائیوں کی اولاد کوفہ، شام، نیل، اور خُراسان میں اقامت پذیر تھی۔

"عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب" صفحہ ۳۰۴ (۶۱-۶۲)
المختصر فی علم الانساب (خطی)

عمدۃ الطالب میں ہے:

فمن نسبی زید الجندی بن الحسین الفدّان آل شیبان: وھوا بو الفوارس مُحمّد بن عیسیٰ الفارس بن زید الجندی المذکور کانوا بطناً بانکوفہ (صفحہ ۳۰۴)

زید الجندی بن حسین الفدّان کی اولاد و احفاد میں آل شیبان ہیں ابوالفوارس مُحمّد بن عیسی الفارس بن زید الجندی مذکور اور وہ کوفہ میں سکونت پذیر ہے۔

عیسیٰ الفارس کے علاوہ زید الجندی کے ایک بیٹے داؤد بھی تھے جو ساداتِ گیسُودرازؒ کے مُورث ہیں۔

سیرتِ خواجہ گیسو دراز

قطب الاقطاب خواجۂ دکن حضرۃ سیّد محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز المتوفی سنہ ۸۲۵ھ
کے حالات و کمالات پر سب سے قدیم اور مستند کتاب

"سیرِ محمدی" (تالیف فارسی ۸۳۱ھ) مؤلفہ مولانا محمد علی ساماني مرید خاص خواجہ گیسو دراز

تلخیص اور ترجمہ ○ از سیّد نفیس الحسینی

باب اوّل

حالات و سوانح

ولادت باسعادت حضرت مخدوم قطب الاقطاب سیّد محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ کی ولادت باسعادت ۴ رجب المرجب ۷۲۱ھ کو دہلی میں ہوئی۔

حضرت مخدوم کے والد ماجد کا اسم گرامی سیّد یوسفؒ تھا لیکن مشہور نام سیّد راجا تھا۔ اُن کا وصال دولت آباد میں ہوا اور وہیں کرانہ لری میں مدفون ہیں۔ حضرت مخدوم فرماتے ہیں جس زمانہ میں ہم دولت آباد سے جانب دہلی روانہ ہوتے ہمارے والد صاحب نے اُس سے چار سال پیشتر انتقال کیا تھا۔ ہمارے گھر کے سامنے ایک بڑا صحن تھا، والد صاحب کو ہم نے وہیں دفن کر دیا۔

نسب نامہ حضرت مخدوم قدس سرہٗ کا سلسلۂ نسب بائیسویں پشت میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔ اور سلسلۂ مشیخت بھی بائیس واسطوں سے تمام ہو کر آپ تک پہنچتا ہے۔

سیّد السادات نبیع السعادات صدر الملۃ والدین الولی الاکبر الصادق ابو الفتح محمد بن یوسف بن علی بن محمد بن یوسف بن حسن بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابی الحسن العبدی بن حسین بن ابی عبداللہ بن محمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید الشہید بن علی زین العابدین بن الحسین السبط الشہید بن فاطمۃ الزہراء بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امیر المؤمنین سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے والد نامدار حضرت ابو الحسن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ رضی اللہ عنہ تھے۔

شجرۂ طریقت

حضرت مخدوم قطب الاقطاب سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ
شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی (چراغ دہلی) قدس سرہٗ

شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بداونی قدس سرہٗ
شیخ الاسلام شیخ قطب الدین بختیار اوشی "
شیخ الاسلام شیخ عثمان ہارونی "
شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین مودود چشتی "
شیخ الاسلام خواجہ رکن الدین ابو محمد چشتی "
شیخ الاسلام خواجہ ابو اسحٰق چشتی "
شیخ الاسلام خواجہ ابو ہبیرۃ البصری "
شیخ الاسلام سلطان ابراہیم ادہم البلخی "
شیخ الاسلام خواجہ عبد الواحد بن زید "

شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود (گنج شکر) اجہودھنی رح
شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سجزی "
شیخ الاسلام حاجی شریف زندنی "
شیخ الاسلام خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی "
شیخ الاسلام خواجہ احمد چشتی "
شیخ الاسلام خواجہ علو دینوری "
شیخ الاسلام خواجہ حذیفۃ المرعشی "
شیخ الاسلام خواجہ فضیل ابن عیاض "
شیخ الاسلام خواجہ حسن بصری "

شیخ الشیوخ امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔
حضرت سید المرسلین تاج المحققین سلطانِ صوفیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سفرِ دولت آباد

سلطان محمد تغلق نے جب اہلِ دہلی کو دولت آباد روانہ کیا، اس وقت حضرت مخدومؒ چار برس کے تھے۔ آپ بھی اپنے والدِ بزرگوار کے ساتھ دولت آباد تشریف لے گئے۔

شیخ بابوؒ کا ارشاد

حضرت مخدومؒ کے والدِ ماجد شیخ بابوؒ کی ملاقات کے لیے دیوگر (دولت آباد) تشریف لے گئے۔ حضرت مخدومؒ فرماتے تھے کہ وہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ شیخ بابوؒ قدس سرہٗ ایک مردِ بزرگ اور صاحبِ نعمت تھے۔ گھر ساری دروازہ کے قریب تھا، انہوں نے حضرت

مخدوم کے بارے میں بہت اچھے اور پاکیزہ کلمات ارشاد فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہی ظہور میں آیا۔

ابتدائی حالات

جب حضرت مخدوم قدس سرہٗ آٹھ سال کے ہوئے تو وضو، نماز اور دوسرے دینی کاموں میں اہتمام کرنے لگے۔ بہت سے بچے آپ کے پاس جمع ہوتے اور باداب تمام آپ کی خدمت میں بیٹھتے اور کھڑے ہوتے تھے۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ پانی کا ایک کٹورا رکھتے اس میں سے ہر ایک کو مشائخ کے طریقے پر تبرک عنایت فرماتے۔

بعد ازاں آپ تعلیم میں مشغول ہوئے اور بیشتر اپنے نانا جان کی صحبت میں رہنے لگے۔ آپ کے نانا حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بداونی قدس اللہ سرہ العزیز کے مرید تھے۔ آپ کے والد بزرگوار بھی انہیں کے ارادت مند تھے۔ والد ماجد اور نانا جان سے حضرت شیخ نظام الدین (قدس سرہ) کے فضائل اکثر سنا کرتے تھے۔ آپ کی بیشتر توجہ حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ کی جانب مائل تھی۔

حضرت مخدوم قدس سرہٗ طلب علم میں برابر مشغول رہتے تھے۔ جس زمانہ میں آپ استاد سے مصباح اور قدوری پڑھتے تھے۔ ایک شخص آیا اور آپ سے سوال کیا کہ نماز میں جب رکوع کے بعد سجدہ میں جاتے ہیں تو زمین پر ہاتھ پہلے رکھتے ہیں یا گھٹنے؟ اور جب سجدہ سے اٹھتے ہیں تو زمین سے ہاتھ پہلے اٹھاتے ہیں یا گھٹنے؟ حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے ابھی یہ مسئلہ نہیں پڑھا تھا۔ فرمایا، تھوڑی دیر بعد آؤ تو میں اس کا جواب دوں گا۔ جب وہ چلا گیا تو آپ مسجد کے ایک گوشے میں بیٹھ کر سوچنے لگے کہ اس کو کیا جواب دوں؟ دفعتہً آپ نے دیکھا کہ ایک شخص صحیح قامت، گندم گوں، سر پر بڑی سی پگڑی، فراخ آستینوں والا مسجد میں آیا اور دوگانہ شروع کیا۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے اپنے دل میں کہا کہ مرد بزرگ معلوم ہوتا ہے شاید یہ شیخ الاسلام شیخ نظام الدین ہوں اس اعتبار سے کہ اپنے نانا جان سے حضرت شیخ کا حلیہ بالکل ایسا ہی سنا رکھا تھا۔ اُن کی نماز دیکھنے لگے اور جی میں کہا کہ یہ بزرگوار ہاتھ اور گھٹنے جس طرح رکھیں گے اور اٹھائیں گے میں سوال کر دیسے ہی بتا دوں گا۔ بزرگوار نے نمازِ دوگانہ تمام کی اور غائب ہو گئے۔ آپ نے جواب مسئلہ حاصل کر لیا۔ دوڑے دوڑے اپنے نانا جان کے پاس آئے۔ اور کہا کہ میں نے آج آپ کے پیر شیخ نظام الدین کو دیکھا۔ ایسی اور ایسی صورت تھی۔ آپ کے نانا نے ارشاد فرمایا تم نے یقیناً دیکھا۔ حضرت مخدوم ایسے

تھے کہ سب لوگ تعجب کرتے تھے۔ اور یہ واقعہ حضرت شیخ (نظام الدین اولیاءؒ) کے وصال کے بعد پیش آیا تھا۔

اشتیاقِ ارادت

اب حضرت مخدومؒ کے دل میں ارادت کا ولولہ پیدا ہوا۔ حضرت شیخ نصیر الدینؒ (چراغ دہلی) کے فضائل بہت سُن چکے تھے آپ کا قلب اُن کی طرف مائل تھا لیکن اس تردّد میں تھے کہ کیسے اُن کی خدمت میں حاضر ہوں، وُہ دہلی میں اور ہم دولت آباد میں سات سو کوس کا فاصلہ درمیان ہے۔

عزمِ دہلی

جب حضرت مخدومؒ پندرہ برس کے ہُوتے اتفاقاً آپ کی والدہ ماجدہ کسی وجہ سے اپنے بھائی ملک الامرا سیّد ابراہیم مستوفی سے مکدّر ہوئیں۔ اور اسی غصّے میں دہلی کو روانہ ہوگئیں۔ حضرت مخدومؒ اور اُن کے بڑے بھائی سیّد حُسین عرف سیّد چندن قدس سرہٗ ہمراہ تھے۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے والدِ بزرگوار اُس زمانے میں وصال فرما چکے تھے۔ چند ماہ بعد آپ دہلی پہنچ گئے۔

شرفِ بیعت

جُمعہ کے دن جامع مسجد سلطان قطب الدین میں جو سرائے کے اندر واقع تھی آپ نماز جمعہ کے لیے تشریف لے گئے۔ صحنِ مسجد میں بیٹھے ہوتے تھے کہ ناگاہ حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین قدس سرہٗ جامع مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت مخدومؒ کی نظر اُن کے جمال پر پڑی۔ اور عاشق و مبتلائے جمال ہو گئے۔ جی میں کہنے لگے اگر یہی شیخ نصیر الدینؒ ہوں تو کیا اچھا ہو۔ بعض حاضرین سے آپ نے پُوچھا کہ یہ بزرگوار کون ہیں؟ انہوں نے کہا، شیخ نصیر الدین محمود اودھی بہت ہی خوش ہُوتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے کہ پہلے دل نے انہیں قبول کیا تھا اب آنکھ نے بھی قبول کر لیا۔ اپنے بڑے بھائی سے آپ نے اصرار فرمایا کہ آیئے ہم اور آپ دونوں چلیں اور حضرت شیخ کے مرید ہو جائیں۔ سولھویں رجب المرجب ۷۳۶ھ روز استفتاح حضرت مخدومؒ اور اُن کے بڑے بھائی سیّد چندن حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین قدس سرہٗ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔

سیّد چندن تو دُنیوی کاموں میں مشغول ہو گئے اور حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے حضرت شیخ الاسلام کی

خدمت گذاری اختیار کی مجاہدہ و ریاضت، ذکر و مراقبہ اور حضرت شیخ کی تلقین و فرمائش کی بجا آوری میں مصروف ہوتے۔ نیز علوم ظاہری کی تعلیم بھی کچھ سید شرف الدین کیتھلیؒ سے اور کچھ مولانا تاج الدین بہادرؒ سے حاصل کرتے رہے۔

مولانا علاء الدین الندؒی کی تربیت

جب مولانا علاء الدین الندؒی کو اُن کے خالہ زاد بھائی ملک حاجی حضرت شیخ کی خدمت میں بیعت کے لیے لائے اور آپ نے اُن کو مُرید کر لیا۔ تو فرمایا ملک زادہ تمہاری میرے ساتھ مصاحبت ممکن نہیں اور کچھ کہنے سُننے کا اب وقت نہیں رہا ہے۔ ان یارانِ طریقت میں سے کسی ایک کی صحبت اختیار کر لو۔ مولانا علاء الدین سوچ میں پڑ گئے۔ حضرت شیخ نے دوبارہ ارشاد فرمایا "کسی کو پسند کیا"۔ مولانا علاء الدین قدس سرہٗ نے عرض کیا کہ جی ہاں اُس سید کو، جو لمبے لمبے بال رکھے ہوتے ہیں۔ حضرت مخدومؒ کے بال بہت لمبے تھے زانو تک پہنچتے تھے۔

حضرت شیخؒ نے فرمایا سید محمد گیسو دراز! آؤ، ملک زادہ کو اپنی صحبت میں رکھو اور جو کچھ میں نے تمہیں تلقین کیا ہے ان کو بھی حصہ دو۔ اس وقت سے حضرت مخدومؒ اور مولانا علاء الدین قدس سرہٗ یکجا رہنے لگے۔ حضرت مخدومؒ کی والدہ ماجدہ مولانا علاء الدین کو بیٹا فرماتی تھیں اور مولانا مذکور حضرت مخدومؒ کی والدہ کے سامنے آیا کرتے تھے۔

جب حضرت مخدومؒ پر لذتِ مشغول غالب ہوتی اور گھر میں یکسوئی حاصل نہ ہوتی تھی تو آپ حظیرۂ شیر خاں جہاں پناہ میں مشغول رہنے لگے وہاں ایک حجرہ تھا۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ دس سال اس حجرے میں مشغول بحق رہے۔ مولانا علاء الدین بھی ہمیشہ ساتھ ہی رہتے تھے۔ وہیں سے حضرت قاضی عبد المقتدر کی خدمت میں تعلیم کے لیے جایا کرتے تھے۔ غالباً حضرت شیخ کے حکم سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ پھر وہاں سے ہر روز حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ارشاد و تربیت حاصل کرتے۔

تحصیلِ علوم ظاہر

کبھی کبھی حضرت شیخؒ کی خدمت میں عرض کرتے کہ علم ظاہر کسی قدر حاصل ہو چکا ہے اگر اجازت ہو تو اسی پر بس کروں اور کلی طور پر علم باطن میں مشغول ہو جاؤں۔ حضرت

شیخؒ فرماتے، خیر ہدایہ، بزدوی، رسالہ شمسیہ، کشاف، مفتاح، صحائف ان سب کتابوں کو ترتیب سے پڑھ لو، مجھے تم سے ایک کام لینا ہے۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے سب کتابیں پوری کرلیں اور حضرت شیخؒ کی خدمت میں گذارش کی۔ شیخ بے حد خوش ہوتے۔

مجاہدہ وریاضت

اس کے بعد حضرت مخدومؒ ہمہ تن علومِ باطن میں لگ گئے۔ مجاہدہ وریاضت طے کیے روزے پنجگانہ، دہ گانہ اور پانزدہ گانہ اختیار فرماتے اور مکاشفات وتجلیات پر فائز ہو گئے۔ اپنے حالات حضرت شیخؒ کی خدمت میں عرض کرتے رہتے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ستر برس کے بعد ایک لڑکے نے مجھ میں پھر سے شوریدگی پیدا کردی ہے اور مجھے میرے پہلے زمانے کے واقعات یاد دلا دیے ہیں۔

حضرت شیخؒ کی نوازش

حضرت شیخؒ بڑی مہربانی فرمایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت شیخؒ اپنے معتقدوں میں سے ایک بزرگ کی وفات پر نکلے تو زیارت کے بعد فرمایا: سید محمد ابقاہ اللہ تعالیٰ کا مقام مشغولیت کہاں ہے تاکہ اُن کو چل کر دیکھوں۔ وہاں سے قصد فرمایا اور خطیرۂ شیر خاں میں حضرت مخدومؒ کے دیکھنے کو تشریف لے گئے۔ کچھ روپے بھی ساتھ لاتے تھے اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا کہ سید محمد کے لیے یہ ہماری نذر ہے۔ اُس دن سے حضرت مخدوم قدس سرہٗ کا نام بہت بلند ہوا اور طائفۂ صوفیا میں اُن کی شہرت پھیل گئی۔ یہاں تک کہ صوفیانِ کامل بیک زبان فرماتے تھے کہ اِس شخص کو جوانی ہی میں مقامِ پیرانِ واصل ومقتدایانِ کامل حاصل ہو گیا ہے۔

خلوت گزینی

جب حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی عمر تیس سال سے کچھ اُوپر ہوتی تو آپ زیادہ تر خلوتوں اور صحراؤں میں رہا کرتے۔ اور خلقت سے بالکل منقطع رہتے اور سیرِ سلوک بہ تمام وکمال فرمانے لگے؛ آخر انتہائی مقامات پر پہنچ گئے کہ اس سے آگے سیر کی جگہ نہیں ہے۔ عورتوں کی صحبت سے آپ بالکل محترز تھے۔ اہل وعیال سے فارغ تھے اور کمال مجاہدہ کرتے تھے۔

شیخؒ کی علالت

اسی سال حضرت شیخ نصیر الدینؒ کو باسوربادی کا دورہ ہوا۔ حضرۃ کے حسبِ ارشاد مشغول بحق ہو کر آپنے عالمِ واقعہ میں دیکھا کہ ایک پرانا چھپر ہے، خواجہ خضر علیہ السلام اُس کی چھت پر کھڑے ہیں۔ اور حضرت مخدوم سے اشارہ میں کہہ رہے ہیں کہ حضرت شیخؒ کو میرا اسلام پہنچا دو۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ

خانقاہ میں آئے۔ حضرت شیخ نصیر الدین نے دریافت فرمایا تو کیا دیکھا عرض کیا، حضرت خواجہ کی صحت یابی۔ میں نے یہ دیکھا کہ خواجہ خضر علیہ السلام مجھے اشارہ میں کہہ رہے ہیں، حضرت شیخ نصیر الدین کو میرا اسلام پہنچاؤ۔ حضرت خواجہ نصیر الدین خوش ہوتے۔ کچھ عرصہ بعد حق تعالیٰ نے فضل فرما دیا۔ حضرت خواجہ کو صحت ہوگئی۔ اُس کے ایک سال بعد تک حیات رہے۔ کیونکہ خواجہ خضر کا کہنا پیچھے پر گھٹنا ہونا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ حضرت شیخ کی عمر اخیر کو پہنچ گئی ہے اور سلام کی تعبیر یہ تھی کہ اس بیماری سے حضرت شیخ کو صحت و سلامتی ہو جائے گی۔

حضرت مخدوم کی علالت

جب حضرت مخدوم کی عمر کا سینتیسواں برس شروع ہوا۔ اُس سال برسات میں وبا پھیلی۔ حضرت مخدوم کو غلہ کی بیماری لاحق ہوگئی اور خون تھوکنے لگے۔ ساتھ ہی پیچش بھی شروع ہوگئی۔ تمام یاران و اصحاب طریقت اور ارباب قدس میں شور برپا ہوگیا کہ سید محمد سلمہ اللہ تعالیٰ کو مہلک مرض لاحق ہوگیا ہے۔ حضرت شیخ نصیر الدین قدس اللہ سرہٗ نے مولانا صدر الدین طبیب اور مولانا ملا۔ الدین کو حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے دیکھنے کو بھیجا۔ مولانا صدر الدین نے جب آپ کو دیکھا کہ آپ اضطراب میں ہیں اور حالت دگرگوں ہے وہ رہیں نہ گئے اور واپس بھی نہ آئے۔ حضرت شیخ نے روغنِ خشت بھیجا، اُس کو غلہ کی جگہ پر ملا گیا، اس سے تخفیفِ مرض ہوگئی۔

جب مولانا صدر الدین سے حضرت شیخ نے دریافت فرمایا کہ سید محمد حال زدہ کیسے ہیں۔ تو مولانا نے عرض کیا اچھے ہیں، روغنِ خشت سے بہت فائدہ ہوا۔ حضرت شیخ نے مولانا زین الدین سے فرمایا کہ روغنِ خشت تھوڑا سا اور بھیج دو۔ اور سید محمد سے کہو کہ بادشاہ کے سوا کوئی دوسرا یہ روغن کشید کرنا نہیں جانتا ہے۔ وہ کشید کرتا ہے اور میرے لیے بھی بھیج دیتا ہے۔ مولانا صدر الدین نے عرض کیا آپ کے غلام بھی یہ روغن نکالنا جانتے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا پھر کیوں نہیں نکال کر دیتے ہو۔ مولانا صدر الدین نے گذارش کی۔ اس لیے کہ لوگ لے جاتے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا علاء الدین، سید محمد سے کہنا کہ ایسے ہی تھا سے حضرت شیخ کا ایک آدمی ہر روز حضرت مخدوم کی بیمار پرسی کے لیے آیا کرتا تھا۔ جب کہ [illegible] سے کراہت صحت ہوگئی۔

علالت کے بعد حاضری

حضرت مخدوم بروز چہار شنبہ ۶۰۷ھ کو حضرت شیخ کی خانقاہ میں حاضر خدمت ہوئے۔ خواجہ بشیر موجود تھے۔ حضرت شیخ کو اطلاع کی گئی۔ شیخ بے حد خوش ہوئے۔ اُسی وقت بلوا لیا۔ جب حضرت خواجہ کی نظر حضرت مخدوم پر پڑی تو

بلند آواز سے فرمایا، الحمدللہ۔ آپ قریب ہو گئے۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا: سید، تمہیں کیا بیماری تھی؟ حضرت مخدوم نے عرض کیا خلہ کی بیماری تھی، خون تھوکتا تھا اور ہچکی آتی تھی۔ آپ نے تعجب کیا۔ فرمایا، بڑی سخت بیماری تھی، اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ تمہیں صحت ہو گئی حضرت مخدومؒ نے عالم واقعہ میں کچھ دیکھا تھا۔ چاہا کہ عرض کریں، کھڑے ہو گئے۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ آفتاب نکل آیا ہے، مجھے نماز اشراق ادا کرنی ہے، تم بھی جاؤ اور پڑھو۔ اس کے بعد آؤ اور کہو۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ باہر آ گئے، شیخ اشراق میں مشغول ہو گئے۔ اسی اثناء میں قاضی عبدالمقتدر اور شیخ محمود درویش قدس سرہما اور دوسرے حضرات حاضر خدمت ہوئے۔ خواجہ بشیر نے جا کر خبر کی۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا۔ ان حضرات کو بلا لو اور سید محمدؒ سے کہو کہ وہیں ٹھیریں۔ یہ حضرات حاضر ہوئے۔ آپ نے سب کو بہت جلد رخصت فرما دیا، حضرت قاضی عبدالمقتدر اور شیخ محمود بیٹھے رہے شیخ نے ان سے فرمایا، سید محمدؒ خون تھوکتے تھے خلہ کی بیماری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ سید محمد طال عمرہٗ کو صحت ہو گئی۔ کچھ وقفے سے پھر یہی فرمایا۔ بعد ازاں ان سے ارشاد فرمایا، آپ لوگ جائیں اور سید محمدؒ کو میرے پاس بھیج دیں۔ وہ باہر آ گئے۔ حضرت قاضی عبدالمقتدرؒ نے فرمایا، سید تمہیں اندر بلاتے ہیں تمہیں باہر جانے کا حکم ہوا ہے۔ تم جاؤ۔

عرضِ حال و کیفیت

حضرت مخدومؒ کوٹھے پر حاضر ہوتے اور عرض کیا "میں نے اس بیماری میں یہ دیکھا کہ میرے لیے ایک جامہ لایا گیا۔ فرمان ہوا اسے پہنو کہ یہ جامۂ ولایت ہے پھر فرمایا کہ اتار ڈالو۔ میں نے اتار دیا۔ ایک اور جامہ لاتے اور فرمایا کہ اسے پہنو، یہ جامۂ نبوت ہے۔ پھر فرمایا اتار ڈالو۔ میں نے اتار دیا۔ ایک اور جامہ لاتے اور فرمایا اسے پہنو کہ یہ جامۂ رسالت ہے۔ پھر فرمایا اتار ڈالو۔ میں نے اتار دیا۔ پھر ایک اور جامہ لاتے اور فرمایا اسے پہنو کہ یہ جامۂ اتحاد ہے۔ پھر فرمایا اتار ڈالو، میں نے اتار دیا۔ پھر اور جامے لاتے گئے۔ فرمایا انہیں پہنو کہ یہ جامہ ہائے ربوبیت و الوہیت ہیں۔ میں نے ہر ایک کو پہنا۔ حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ اس درمیان میں حضرت شیخؒ کا روئے مبارک میں نے دیکھا کہ خوشی سے تمتما رہا تھا۔ وہ ہر بار فرماتے جاتے تھے کہ ہاں پھر، ہاں پھر، پس میں نے عرض کیا کہ پھر تمام اشیاء مختلف کو جو صورۃً متفاوت ہیں سب کو میں نے ایک حقیقت پر پرتو ہوئی دیکھا۔

خلافت سے سرفرازی

حضرت شیخؒ بے حد خوش ہوئے اور اپنا دست مبارک اپنے چہرے پر پھیرا اور فرمایا الحمد للہ رب العالمین اور چند الفاظ اس قسم

کے ارشاد فرماتے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت شیخؒ کی عمر آخر ہونے والی ہے۔ اس کے بعد اپنے سامنے سے کمبل اٹھایا اور حضرت مخدوم قدس سرہٗ کو عنایت فرمایا۔ اور حضرت مخدومؒ کے ہاتھ مضبوط پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی کسی کے پیچھے مشقت کرتا ہے تو کسی چیز کے واسطے کرتا ہے اس کے بعد فرمایا سید محمد اس کام کو میری طرف سے قبول کرو یعنی دست بیعت دیا کرو۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے سر نیچا کر لیا اور خاموش رہے۔ آپ نے پھر ارشاد فرمایا، تم نے قبول کیا؟ حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے عرض کیا، میں نے قبول کیا۔ پھر فرمایا، تم نے قبول کیا، حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے عرض کیا میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد آپ نے دو وصیتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ اپنے ظاہری اوراد کو ترک نہ کرنا اور دوسری یہ کہ ہمارے متعلقین کے ساتھ عنایت کرنا۔

اس کے بعد مولانا زین الدین آ گئے۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا، زین الدین جاؤ اور کشادی کے لیے حلوے کی فرمائش کرو۔ جب مولانا زین الدین چلے گئے تو آپ نے اپنا نہالچہ حضرت مخدومؒ کی طرف پھینکا اور فرمایا سید اس نہالچے کا غلاف اتار کر آستین میں رکھ لو اور چلے جاؤ۔

شیخؒ کی جانشینی

۱۵ رمضان المبارک سہ شنبہ کی رات حضرت شیخ کی علالت شروع ہوئی بیماری کے دنوں میں بعض یارانِ طریقت نے حضرت شیخ قدس سرہٗ کی خدمت میں گذارش کی کہ ہر بزرگ نے اپنی مراجعت کے وقت چند اشخاص مقرر کئے ہیں اور اپنی جگہ کے لیے ان میں سے ایک کو ممتاز فرمایا ہے حضرت شیخؒ کے بعض مسترشد اعلیٰ مقامات پر فائز اور صاحب کشوف و تجلیات ہیں۔ اگر ان میں سے بعض کو مجاز اور ایک کو ممتاز فرما دیں تو یہ بات طریقہ خواجگان کے کچھ خلاف نہ ہوگی۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا اُن لوگوں کے نام لکھ کر لاؤ۔ یارانِ طریقت سے مشورہ کے بعد مولانا زین الدین نے فہرست پیش کی۔ اس فہرست میں حضرت مخدوم قدس سرہٗ کا نام نہ تھا۔ جب حضرت شیخؒ پوری فہرستِ اسماء دیکھ چکے تو فرمایا کہ کیا ڈھیلے چپڑے لاتے ہو۔ ان لوگوں سے کہو کہ اپنے ایمان کا غم کھائیں اور اس فہرست کو پھینک دیا۔ مولانا زین الدین نے چند نام نارنج کر دیئے اور فہرست مختصر کر کے دوبارہ حضرت شیخؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، فرمایا، پڑھو انہوں نے پڑھی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا، سید محمد کا نام تم نے نہیں لکھا ہے سب خوف سے کانپنے لگے، اسی وقت حضرت مخدومؒ کا نام لکھ کر پڑھ دیا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے حضرت مخدومؒ کا نام سن کر فہرست لے لی اور اپنے قلم مبارک سے صاد فرمایا۔

حضرت شیخ نصیر الدینؒ کی وفات ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ شب جمعہ کو حضرت شیخ نصیر الدین قدس اللہ سرہٗ نے دارِ فنا سے دارِ بقا کو رحلت فرمائی۔ حضرت شیخؒ کی عمر شریف ۸۲ سال تھی۔

انتقالِ نسبت وہ نعمت جو حضرت شیخؒ کے پاس تھی، چار اشخاص کو ملی، اُن میں سے ایک حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ تھے۔ اور جب دوسرے تین حضرات نے انتقال کیا تو وہ تمام نعمت بھی حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے پاس لوٹ آئی۔

سجادہ ولایت پر حضرت شیخ قدس سرہٗ کے وصال کے تیسرے روز حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ سجادۂ ولایت پر جلوہ افروز ہوتے اور اپنا ہاتھ بیعت کے لیے بڑھا دیا۔ طالبانِ حق کو تلقین و ارشاد فرمانے لگے۔ جس طرح حضرت شیخ نصیر الدینؒ فرمایا کرتے تھے۔

نکاح جب آپ کی عمر چالیس سال سے اُوپر ہو گئی۔ تو حضرت مخدومؒ کی والدہ حضرت بی بی رانی شادی کے لیے مُصر ہوئیں۔ بضرورت آپ نے شادی کر لی۔ سید احمد بن مولانا جمال الدین مغربیؒ کی صاحبزادی آپ کے نکاح میں آئیں۔

رجوعِ عام زمانۂ شیخوخت میں بہت سے عُلما و صلحا، مُلوک و خوانین اور قسم قسم کی مخلوق آپ کی مُرید ہوئی

دہلی سے گلبرگہ

جب آپ کی عمر شریف اسی سال کی ہوئی تو، ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو مغلوں کے حملے کی وجہ سے اپنے تمام کُنبے سمیت بھیلسہ دروازہ کے راستے شہرِ دہلی سے باہر نکلے۔ اِس "سیرِ محمدی" کا مؤلف (محمد علی سامانی) بھی ہمراہ تھا۔

بہادر پور جب آپ بہادر پور پہنچے ملک محمد علی افغانی اور مولانا بہاء الدین ہروی مُریدانِ حضرت مخدومؒ نے استقبال کیا۔ انہوں نے قصبہ کے اندر مکانات خالی کرا دیئے اور ان میں آپ کو ٹھہرایا۔ حضرت مخدومؒ نے مولانا بہاء الدین کو اپنی طرف سے وکیل مقرر فرمایا کہ جو کوئی حضرت مخدومؒ سے بیعت ہونا چاہے وہ حضرت کی طرف سے اُسے ٹوپی دے دیا کریں۔

مکتوب بنام مولانا علاء الدین گوالیریؒ وہاں سے ۱۸ ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو گوالیر میں مولانا علاء الدین گوالیری کے نام جو آپ کے مُرید صادق،

مشغول، تارکِ دُنیا، عالم باعمل تھے۔ اور مُغلوں کے حملے سے تقریباً دس سال پیشتر دہلی میں حضرت مخدومؒ سے بیعت ہوکر ارشاد و تلقین سلسلہ کی تھی۔ اس مضمون کا فرمان بھیجا۔

فرزندِ دینی، مولانا علاء الدین گوالیری، محمد حسینی کی دُعا مطالعہ کرو۔

تقدیر سے ایسا اتفاق پیش آیا ہے کہ ہم شہر دہلی سے حملے کی وجہ سے باہر نکلے ہیں جو تحریر و تقریر سے باہر ہے دیکھنے ہی سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ ہمارا قصد گوالیر آنے کا ہے۔ میرے بیٹے، ایسا کرو کہ فرید خاں کو اپنے ساتھ لے کر فلاں جگہ اور فلاں مقام کی حد تک ہمارے لینے کو آجاؤ اور شرف اقلیم سے بھی کہ دو کہ انہیں موقع ملے تو وہ بھی آئیں۔ سبحان اللہ العظیم عجب زمانہ ہے کہ میں لوگوں سے منت کرتا ہوں کہ میں تمہارے پاس آرہا ہوں، میری امداد کرو۔ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے پیٹھ کو پیٹ کی طرف اور پیٹ کو پیٹھ کی طرف اُلٹا پلٹتا رہتا ہے۔ پھر تاکید کی جاتی ہے اب تاخیر و تامل کا موقع نہیں ہے۔ تم پر عجلت لازم ہے۔

دریاب اگر تو عاقلی بشتاب اگر صاحب دلی۔
باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

عزمِ گوالیر

۲۰ ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو بہادر پور سے گوالیر روانہ ہوئے۔ جب گوالیر تقریباً بیس میل رہ گیا، ایک بیابان میں پہنچے۔ وہاں بہت سے ہندو جمع ہوگئے قریب تھا کہ لڑائی شروع کردیں۔ ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور تسبیح و تہلیل و تحمید میں مشغول ہوگئے۔ گوالیر کی طرف سے ایک فوج نمودار ہوئی۔ ساتھیوں کو بڑی سخت تشویش ہوئی۔ اور گمان ہوا کہ شاید ہندو مقابلہ کے لیے آرہی ہے۔ جو فوج آنے والی فوج کی نظر حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ پر پڑی سب کے سب گھوڑوں سے اُتر پڑے۔ حضرت مخدومؒ و مخدوم زادگان اور سب ساتھیوں نیز ابو المعالی مولانا محمد، مولانا [illegible] شیخ سید تاج الدین اور مولانا محمد لبد تراش وغیرہم نے پہنچا کر مولانا علاء الدین گوالیری کا استقبال کرلیا۔ سب باغ باغ ہوگئے۔ اور ہندو مقہور و مردود ہوئے۔

مولانا علاء الدین گوالیری کا ایثار

۲۲ ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو گوالیر میں وارد ہوئے۔ حضرت مولانا علاء الدین نے اپنا مکان خالی کر رکھا تھا۔ وہاں آپ نے نزول فرمایا۔ حضرت مولانا علاء الدین نے قافلے کی دعوت کی۔

دوسرے دن مولانا علاء الدین گوالیری نے ایک فہرست جس میں اپنا نام، اپنے فرزندوں اور اہل خانہ کے نام لکھے تھے حضرت مخدومؒ کی خدمت میں پیش کی کہ ہم سب کو فروخت کر کے کام میں لائیں۔ اور دیگر تمام غلام، گھوڑے اور مویشی اور وہ سب غلہ جو گھر میں تھا نقد روپیہ اور کتابیں سب خدمت میں پیش کر دیں۔

ان سب میں سے کچھ نقد روپیہ، غلہ، گھوڑے اور چند کتابیں آپ نے قبول فرمائیں۔ مولانا پر بہت مہربانی فرمائی اور بلگیر ہوتے اپنا سینہ اُن کے سینے سے ملایا اور فرمایا تمہاری اولاد میری اولاد ہے۔

حضرت مولانا علاء الدین کے بیٹے مولانا ابوالفتح جو مغلوں کے حملے سے دو سال پہلے مُرید ہو چکے تھے۔ گوالیر میں انہوں نے حضرت سے تجدید بیعت کی۔

مولانا علاء الدین کی خلافت یابی

۱۷ جمادی الثانی ۸۰۱ھ کو حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ بھاندیر کی طرف روانہ ہوتے۔ اُسی دن حضرت مولانا علاء الدین کو اجازت خلافت عطا فرمایا۔ مولانا حمید الدین مفتی دہلی سے جو حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ کے مُریدوں میں سے تھے اور شریک سفر تھے خلافت نامہ لکھوایا۔ مولانا حمید نے حضرت مخدومؒ سے عرض کیا کہ اب تک حضرت نے کسی کو خلافت عطا نہیں فرمائی ہے اور مخدوم زادوں کو بھی اجازت نہیں ہوئی۔ مولانا علاء الدین کو سب سے پہلے خلافت کیسے عطا فرما رہے ہیں۔ حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا اے مولانا حمید! کیا میں اپنی طرف سے (خلافت) دے رہا ہوں۔ مجھے تو فرمایا گیا ہے کہ مولانا علاء الدین کو خلافت دو۔ اس لیے دے رہا ہوں۔ اگر میں اپنی خواہش پر عمل کروں تو پہلے اپنے بیٹوں کو خلافت دوں۔ اس کے بعد حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ نے خلافت نامہ املا کرایا اور مولانا حمید نے تحریر کیا۔

بھاندیر

اس کے بعد گوالیر سے بھاندیر اور بھاندیر سے ایرچہ تشریف لائے۔

جب آپ بھاندیر میں تھے ایک بڑے عالم مولانا ذوالقرنین جو شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین اودھی قدس اللہ سرہٗ کے مُرید تھے کے فرزندوں، بہت سے افغانوں اور اُن کے بیٹوں، اور وہاں کے خیلداروں نے آپ سے بیعت کی۔ اس مقام کا حاکم مظفر خاں بھی آپ کے استقبال کو آیا۔

ایرچہ

جب آپ ایرچہ پہنچے تو خوانین و ملوک اور علماء و مشائخ کی ایک کثیر تعداد نے استقبال کیا اور ملاقات کو حاضر ہوئے۔ مثلاً سیدا کرام، سید مہمان، مولانا امیر الدین، قاضی برہان الدین

130607

سید احسن، شیخ خوندمیر اور اس مقام کے حاکم سلیمان خاں وغیرہ خلقِ کثیر بیعت سے مشرف ہوئی۔
شیخ الاسلام ایرچہ کے صاحبزادے شیخ خوندمیر اپنے بھائیوں سمیت بیعت ہوئے۔

چھترہ | وہاں سے چھترہ تشریف لے گئے۔ وہاں بھی خلقِ کثیر بیعت ہوئی۔ قاضی اسحاق، محمد کن مفتی چھترہ اور اُن کے بھائی، قاضی سلیمان اور اُن کے دوسرے بھائی "حضرت قاضی القضاۃ قاضی منہاج الدین مدرس اور حاکمِ چھترہ کے بیٹے بھی مرید ہوئے۔ وہاں کے باشندوں کا ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔ سب نے بیعت کی۔

چندیری | وہاں سے چندیری تشریف فرما ہوئے۔ مخدوم خواجہ یعقوبؒ چندیروی کے صاحبزادے حضرت شیخ نصیرالدین نے استقبال کیا۔ اپنے گھر لاکر ٹھہرایا۔ وہاں پر مفتی چندیری کے صاحبزادے جو بڑے عالم تھے اور قاضی خواجگی کہلاتے تھے نیز دوسرے لوگوں نے بیعت کی۔ شیخ نصیرالدین چندیری نے تلقین ذکر کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ تلقین ذکر میں میری ایک روش ہے کہ طالبین ایندھن کا گٹھا جنگل سے سر پر اُٹھاکر لاتے ہیں تب میں تلقین کرتا ہوں۔ تم شیخ اور شیخ زادہ ہو اور اس جگہ کے صاحب صدر ہو۔ ایندھن کا گٹھا نہیں لاسکو گے جس شغل میں ہو اُسی میں مشغول رہو۔

بڑودہ | پھر وہاں سے آپ نے روانگی اختیار فرمائی اور میاندھار ہوتے ہوئے بڑودہ تشریف لے گئے۔ شبِ عیدالفطر ۸۰۱ھ کو بڑودہ پہنچے۔ بالا سے حوض فروکش ہوئے۔ آدم خاں اور اُن کے لڑکے اور دوسرے لوگوں نے بڑی خاطر مدارات کی۔ چند دنوں بعد ظفر خاں و نثار خاں نے خرچہ اور علیحدہ آپ کی خدمت میں بھیجا۔

قیام کھنبایت | ذوالقعدہ ۸۰۱ھ میں کھنبایت کو رونق بخشی۔ ظفر خاں نے تقریباً پانچ چھ کوس آگے آکر استقبال کیا۔ کافی مقدار میں فتوح اور کندوری ساتھ لایا۔ ظفر خاں کو فرمان ہوا کہ آج کرنی ہے جو تیرا عیب تیرے منہ پر بیان کرے اور تجھے اس کی خبر کرے۔ قاضی سلیمان نے جو اس کے مقربوں میں سے تھا، کہا، خوندخاں کا کیا کہنا کسی خلافِ شرع کام سے آس پاس بھی نہیں پھٹکتے۔ حضرت مخدومؒ نے فرمایا: میں نہیں کہتا تھا کہ یہ سب تیرے خوشامدی ہیں؟ ظفر خاں اور سب موجود ساتھیوں نے سر جھکا لیا۔

کچھ عرصہ آپ سرزمین گجرات میں کھنبایت اور دوسرے مقامات پر قیام پذیر رہے۔ مولانا نظام الدین مرنی جو پہلے ہی سے شرف بیعت رکھتے تھے اور دوسرے لوگ بھی حاضرِ خدمت ہوتے۔ شیخ سعید کھنبایتی مُرید حضرت شیخ علاء الدین الندیؒ کے صاحبزادے شیخ عُمر حضرت مخدومؒ کی خدمت میں برابر حاضر ہوتے رہے اُن کا ایک لڑکا تھا اُسے بھی برابر ساتھ لایا کرتے تھے۔

یہاں سے دوبارہ بڑودہ تشریف لاتے۔ پھر وہاں سے روانہ ہوکر سلطان پور سے ہوتے ہوتے دولت آباد کی طرف عزم فرمایا۔

سفرِ دولت آباد

دولت آباد میں آپ نے اپنے والدِ ماجد حضرت سید یوسف قدس اللہ سرہٗ کے مزار کی زیارت فرمائی۔ جب فتح آباد عرف دیوگر پہنچے۔ عضد الملک جو اُس جگہ کا حاکم تھا۔ حاضرِ خدمت ہوا اور سلطان فیروز (بہمنی) بادشاہِ گلبرگہ کی طرف سے نذر پیش کی۔ سلطان فیروز نے سُنا تھا کہ حضرت مخدومؒ اس طرف تشریف لا رہے ہیں۔ اُس نے (حاکم کو) لکھا تھا کہ ہماری طرف سے نذر لیجا کر خدمت میں پیش کرو۔

قصدِ گلبرگہ

پھر وہاں سے دارالسلطنت احسن آباد عرف گلبرگہ کا قصد فرمایا۔ سلطان فیروز (بہمنی) لشکر کے ساتھ باہر نکلا ہوا تھا۔ راہ میں حاضر ہوکر حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں باصرار عرض کیا کہ گلبرگہ کی سکونت اختیار فرمائیں۔ حضرت مخدومؒ تھوڑی دیر مُراقب ہوتے۔ پھر فرمایا کہ ہم نے چاہا تھا کہ تمہاری بات مان لیں لیکن تمہاری عُمر بہت تھوڑی باقی رہ گئی ہے۔ پس اگر میں گلبرگہ میں رہوں گا اور تم نہ رہو گے تو پھر کیا راحت ملے گی۔ سلطان فیروز (بہمنی) نے فوراً عرض کیا کہ اگر میری عُمر تھوڑی باقی رہ گئی ہے لیکن حضرت مخدومؒ اللہ تعالیٰ کے حضور میں دُعا تو کر سکتے ہیں کہ میری عُمر بڑھ جائے۔ ارشاد فرمایا، ہاں، ایسا کر سکتا ہوں۔ آج رات میں مشغول ہوں گا۔ کل آؤ جواب دوں گا۔ سلطان واپس چلا گیا۔ دُوسرے دن پھر آیا۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے سامنے بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد اُس نے کھڑے ہوکر کیفیتِ مذکور کے لیے التماس کی۔ ارشاد فرمایا۔ آج رات تمہارے واسطے مزید عُمر کے لیے دُعا کی تو فرمان ہوا کہ ہم نے اُس کی عُمر زیادہ کر دی جب تک تم جیو گے وہ بھی زندہ رہے گا، اور واقعتہً ایسا ہی ہوا

چنانچہ حضرت مخدومؒ گلبرگہ میں جلوہ افروز ہوتے اور سکونت اختیار فرمائی۔

وصال

جب آپ کی عمر شریف ایک سو پانچ سال چار ماہ اور بارہ روز کی ہوئی تو ۱۶ ذوالقعدہ ۸۲۵ھ بروز دوشنبہ وقت اشراق و چاشت کے درمیان اس سرائے فانی سے اس جہان باقی کی طرف رحلت فرمائی۔ رضی اللہ عنہ۔

اے اللہ اے اکرم الاکرمین تیرے کرم سے ان کے اور ان کے احباب کے زمرے میں ہمارا حشر ہو۔

آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مولانا بہاء الدین امام مجھے غسل دیں اور مولانا سراج الدین پانی ڈالیں۔ ایسا ہی کیا گیا۔

حضرت مخدومؒ کا سالِ وفات "مخدومِ دین و دنیا" سے ۸۲۵ھ نکلتا ہے۔

باب دوم

فضائل

حضرت مخدومؒ کا مقام و مرتبہ احاطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔ سلطان العارفین شیخ ابو یزید بسطامیؒ و خواجہ جنید بغدادیؒ اور دیگر بزرگوں کے جو حالات کتابوں میں لکھے ہوتے ہیں اور کانوں تک پہنچے ہیں وہ سب آپ سے ظاہر ہوتے۔ آپ کی روش متقدمین کے طرز پر تھی۔

استغراقِ کامل یارانِ معتبر اور مریدانِ معتمد سے سنا گیا ہے کہ حضرت مخدومؒ کو ابتدا سے حال میں حق تعالیٰ کے ساتھ ایسا استغراق تھا کہ کھانے پینے کی کچھ خبر نہ تھی۔ دو گانہ، دوازدہ گانہ اور پانزدہ گانہ طے کے روزے رکھا کرتے تھے۔ زیادہ تر صوم دوام رکھتے تھے۔

آپ ارشاد فرماتے تھے کہ حضرت شیخ نصیر الدین قدس اللہ سرہٗ نے پہلی مرتبہ جب مجھے روزہ کیلئے فرمایا، آخر شب میں میرا دل بے قرار ہو گیا جیسے جان نکلنے لگی۔ آخر میں نے صبر کیا۔ اس کے بعد میرے دل کو متلی ہوئی اور میں نے قے کی۔ تو گولی کی شکل کی ایک چیز میرے حلق سے باہر گری۔ ہر چند میں نے اُسے توڑنا چاہا لیکن نہ ٹوٹی۔ میں نے اُسے دور ایک طرف پھینک دیا۔ اس کے بعد مجھے بھوک لگنی بالکل موقوف ہو گئی۔ بیس گرمی کے موسم میں سات کے روزے رکھتا تھا لیکن ہرگز کوئی ضعف پیدا نہیں ہوتا تھا۔

خطاب من جانب اللہ جناب مخدومؒ کا خطاب من جانب اللہ "ولی الاکبر" تھا۔ قطب ابدال شیخ نور الدین پاتزاد آپ کو سید محمد صادق کہا کرتے تھے۔

ایامِ طفولیت سے لے کر بیعتِ شیخ کے زمانہ تک عالمِ غیب کا ایک شخص آپ کے ہمراہ رہا کرتا تھا۔ اگر تقاضائے بشری کسی نامشروع کام کا ذرا سا قصد بھی آپ کے دل میں پیدا ہوتا تو وہ شخص مانع ہو جاتا۔

ابدالوں اور مردانِ غیب سے ملاقات

اکثر آپ پہاڑوں اور ویرانوں میں مشغول بحق رہا کرتے تھے اور اگر شہر میں تشریف لاتے تو کسی کی جانب نظر نہ فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ آپ کو سید دیوانہ کہتے تھے۔ ابدالوں اور مردانِ غیب سے اکثر ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ ذکرِ ابدالاں ہو آپ بعض مریدین کو تلقین فرماتے تھے انھیں سے حاصل کیا تھا اور بعض ابدال حضرت مخدوم کے مرید تھے۔ مثلاً فخر الدین، چھجو اور اسفندیار وغیرہ جو اپنے قطب شیخ نورالدین پائزاد کے اذن سے بیعت ہوتے تھے۔

لُطفہٗ قہرہٗ ، قہرہٗ لُطفہٗ

فرمایا۔ ایک دفعہ میں کھنبایت سے پٹن جا رہا تھا اسلاکِ باراں تھا۔ مویشی بہت مارے گیے تھے۔ جانور انہیں کھا رہے تھے ایک کوا شاخ پر بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا۔

یا واسع المغفرت وسعت	اے اللہ تری مغفرت بڑی وسیع ہے اے رحیم،
علینا رزقاً بفضلك یا	اے وہاب اے کریم اے توّاب تو نے اپنے
وھّاب یا کریم یا توّاب	فضل سے ہم پر ہمارا رزق وسیع کر دیا ہے۔

میں نے تعجب کیا کہ اس زمین کے رہنے والوں پر تو مصیبت آئی ہوئی ہے اور کوّے رزق و نعمت کی کشادگی پر اور زیادہ شکر ادا کر رہے ہیں۔ میں نے جان لیا کہ لُطفہٗ قہرہٗ، قہرہٗ لُطفہٗ (اس کا لُطف قہر ہے اور اس کا قہر لُطف ہے)

رُکن الدین ابدال سے ملاقات

ایک مرتبہ حضرت مخدوم گھر سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک شخص پرانی دہلی کی جامع مسجد کے نزدیک قے کر رہا ہے اور گوشت کی بوٹیاں اُگل رہا ہے ایک خارش زدہ بیمار کتا اُن کو کھا رہا ہے۔ اور لوگ جو اس راہ سے گزر رہے ہیں اُس شخص کو گالیاں دے رہے ہیں۔ جب وہ فارغ ہو گیا وہاں سے ایک تالاب کی طرف چلا گیا۔

حضرت مخدوم نے اُس کی پیشانی پر آثارِ معرفت دیکھے۔ اُس کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ آخر کار

اس کو پالیا۔ وہ شخص حوض پر آیا وضو کیا۔ کلی کرنے میں اُس نے بہت مبالغہ کیا پھر دوگانہ ادا کیا۔ حضرت مخدوم نے اُس سے فرمایا تمہیں اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے تمہیں اور مجھے پیدا کیا اور تمہاری پیشانی پر آثارِ نعمت ہویدا فرمائے۔ مجھے بتاؤ تم کون ہو۔ اُس نے کہا آپ نے قسم دے دی اب ناچار اپنا حال کہنا پڑ گیا ہے۔ میں ابدالوں کی جماعت کا ایک فرد ہوں۔ رکن الدین میرا نام ہے میں یہاں سے تقریباً ایک ہزار کوس پر تھا مجھے حکم ملا کہ جامع مسجد پرانی دہلی کے دروازے پر ایک خارش زدہ بیمار کتا ہے آج اُس کا رزق چند پیالے شوربا اور گوشت کی چند بوٹیاں ہم نے فلاں جگہ سے مقرر کیا ہے۔ اُن کا برتن تیرا پیٹ ہے تو وہاں جا اور اُس گوشت اور شوربے کو کھالے۔ پھر جا کر اُس کتے کو کھلا دے۔ بفضلہٖ رست آیا ہوں۔ جیسے مجھے فرمایا گیا میں نے کر دیا۔ آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے کیا کیا کہا۔ لازم ہے کہ تحمل کیا جائے۔

بعد میں حضرت مخدوم نے اُس سے محبت کی گرہ باندھی اور بھائی چارہ کیا اور اُس سے بہت سے اشغال باطنی حاصل کیے۔

حضرت گنج شکرؒ کے مزار پر حاضری

ایک دفعہ شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ روحہٗ کی زیارت کے لیے اجودھن تشریف لے گئے۔ حضرۃ حضرت شیخ منورؒ نواسۂ حضرت شیخ فریدالدینؒ نے حضرت مخدومؒ کو حضرت شیخ کے روضے میں ٹھہرنے کی جگہ دی وہاں آپ فروکش ہوئے۔ ایک دن حضرتِ مخدوم وہاں مشغول بحق تھے۔ ناگاہ شیخ منورؒ کا کوئی آدمی وہاں آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ سر ملبوس دوپڑا ہے الگ ہاتھ الگ۔ وہ باہر آیا اور چلایا کہ حضرت سید محمد حسینی کو کسی نے مار ڈالا۔ بہت سے لوگ دوڑے آئے۔ دیکھا کہ باہم ٹھیک قبلہ رُو شریف فرما ہیں۔ یہ قصہ حضرت شیخ منورؒ کی خانقاہ میں مشہور ہے۔

تجلی صفت رضا

جس وقت مولانا ابوالفتحؒ کو ذکر و مراقبہ کی تلقین ہوئی۔ تو مخدوم [illegible] شلاً مخدوم زادہ میاں یداللہ و میاں سفیداللہ و میاں [illegible] و قاضی صاحب و شیخ شہاب الدین شیخ زادہ، خواجہ احمد دبیر و مولانا بہاء الدین امام و مولانا سراج الدین خادم و قاضی سیف الدین و سید تاج الدین و ملک مبارک و ملک عثمان و شیخ حمید و مولانا فخرالدین نرسی مولینا فخرالدین زرّادی سب کو بعد فراغتِ تلقین واپس فرما دیا لیکن مولانا ابوالفتح کو بٹھائے رکھا۔ اُن سے ارشاد فرمایا کہ اُس وقت جب میں تجھے تلقین کر رہا تھا اور سب یارانِ باطنیت ملقنین [illegible]

حق تعالیٰ نے مجھ پر اپنی صفتِ رضا کی تجلّی فرمائی۔ اس کے بعد مولانا مذکور کو شانہ دان سے اپنا شانہ مرحمت فرمایا اور واپس فرما دیا۔

ایک دوسرے وقت حضرت مولانا ابوالفتح نے عرض کیا کہ عرصہ ہُوا حضرت مخدوم کے صدقے سے کوئی چیز بخشش نہیں ہوتی۔ فرمایا "جاؤ آج رات مشغول رہو اپنا مطلب پاؤ گے"۔ مولانا کو اُس رات میں عظیم چیزیں حاصل ہوئیں جو بیان سے باہر ہیں۔

نورِ فراست

جس زمانہ میں حضرت مخدومؒ دہلی میں تھے۔ مغلوں کے حملوں سے دو تین سال پیشتر آپ نے سب کو مطلع کر دیا تھا کہ اس مقام کے لیے بلانا مزد ہو چکی ہے۔ یہ مقام تباہ ہو جائے گا۔ جس سے ہو سکے باہر چلا جائے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تم لوگ باہر نہ جا سکو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا جیسے ارشاد فرمایا تھا۔ ایک دن ایک ارادتمند حاضر ہُوا۔ دریافت فرمایا، کس راستے سے آئے ہو؟ اُس نے کہا بازارِ کمان سے ہو کر۔ فرمایا کہ یہ بازارِ کمان ایسا ہو جائے گا کہ یہاں شیر رہیں گے آخر مغلوں کے ہنگامہ کے بعد وہاں شیر آ کر رہا تھا۔

جب حضرت مخدومؒ گوالیر تشریف لائے۔ گوالیر کے لوگوں نے اصرار کیا کہ حضرت مخدومؒ یہاں سکونت اختیار فرمائیں۔ سب لوگ خدمت کریں گے۔ آپ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ اس جگہ کے لیے بلانا مزد ہو چکی ہے۔ تم سے ہو سکے تو باہر چلے جاؤ۔ آخر ایسا ہی ہُوا۔ اُس مقام پر کافروں نے قبضہ کر لیا۔

دہلی میں جس وقت مولانا حسین آپ کے مُرید ہوتے، اُن کی بہن کے داماد نے کہا کہ آپ سیّد محمّد کے کیا مُرید ہوتے۔ مولانا حُسین نے کہا کہ تو نے سیّد محمّدؒ کو دیکھا ہی نہیں۔ اگر دیکھو تو معلوم ہو جائے کہ سیّد محمّدؒ کیا چیز ہیں۔ اُس نے کہا اچھا میں اور آپ کل چلیں گے۔ دوسرے دن مولانا حُسین اور اُن کی بہن کے داماد حضرت مخدومؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ حضرت مخدومؒ چوکی پر تشریف فرما تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ حضرت مخدومؒ سر پر ایک عمامہ باندھے ہوتے تھے جس کے کنارے سُرخ تھے۔ ہاتھ میں سُرخ چمڑے کا پنکھا تھا۔ مولانا حُسین کی بہن کے داماد کے جی میں آیا کہ اگر یہ صاحبِ نعمت ہوں گے تو یہ پنکھا اور عمامہ مجھے دے دیں گے۔

حضرت مخدومؒ نے ارشاد فرمایا، مولانا سُنو، بغداد میں ایک بازیگر تھا۔ وہ اپنے گدھے کو مجمع میں لا کھڑا کرتا اور کرتب دکھاتا۔ اُس کی دونوں آنکھوں پر پٹی مضبوط باندھ دیتا، پھر کہتا، تم لوگوں میں سے کوئی

کسی کا سامان چُرا لے تو مَیں اُسے پکڑ لوں گا۔ کوئی کسی کا سامان چُرا لیتا وہ گدھے کی آنکھیں کھول دیتا اور کہتا فلاں آدمی کا سامان کسی نے چُرایا ہے۔ چور کو تلاش کرو۔ وہ گدھا سب کو سُونگھتا ہوا چلتا جب چور کے پاس پہنچتا تو اُس کے کپڑے دانتوں سے پکڑ لیتا اور کھینچتا ہُوا بازی گر کے پاس لے آتا۔ اس (قصہ) کے بعد فرمایا کہ بڑی مشکل ہے کہ اگر کوئی اظہارِ کرامت کرے تو گدھے کے مانند بنے۔ اگر اظہار نہ کرے تو لوگ اُسے بے نسبت کہتے ہیں۔ مولانا، یہ لو پنکھا اور عمامہ۔ مولانا حیران رہ گئے اور بیعت کی درخواست کی آپ نے قبول فرمائی۔ مُرید ہُوئے اور مشغولانِ حق میں سے ہو گئے۔

مولانا نصیر الدّین قاسم کی بیعت

دہلی میں ایک عالم تھے مولانا نصیر الدین قاسم۔ مولانا معین الدین عمرانی کے اوّل درجے کے شاگردوں میں سے تھے۔ بیحد اہل و متقی تھے۔ مخدوم زادگان اُن سے پڑھتے تھے۔ کبھی اُن کے گھر جا کر پڑھتے تھے اور کبھی وہ خانقاہ میں تشریف لا کر سبق پڑھاتے۔ ابتدا میں کسی سے اعتقاد نہیں رکھتے تھے۔ آخر کار مخدوم کی خدمت میں آ کر مرید ہو گئے۔ حضرت مولانا معین الدین عمرانی نے سُنا تو اُن سے کہا مولانا تم تو عالم ہو، پھر سیّد محمد کے مرید کیوں ہو گئے مولانا نصیر الدین نے کہا۔ ہاں میں عالم تو تھا لیکن مسلمان سیّد محمد کے سامنے ہُوا ہُوں۔

ایک دن (مولانا نصیر الدین قاسم نے) تفرقۂ باطن اور حضورِ قلب کے لیے التماس کی۔ حضرت مخدوم نے انہیں کوئی چیز فرما دی۔ چند روز بعد دریافت فرمایا کہ کچھ خطرہ ابھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا جس طرح پہلے دل میں تصوّرِ حضوری محال تھا اب خطرے کا تصوّر محال ہے۔

معیّتِ صفتی و ذاتی

ایک دفعہ ایک ملک زادہ جو تارک ہو گیا تھا، حضرت مخدوم کی خدمت میں آیا۔ حضرت مخدوم کے دستِ مبارک میں اپنا تصنیف کردہ رسالہ دیا۔ ملک زادہ نے التماس کر کے رسالہ لیا اور دیکھا۔ اُس میں حضرت مخدوم نے تحریر فرمایا تھا کہ ہمارے ساتھ حق تعالیٰ کی معیّت ذاتی ہے۔ اُس ملک زادہ نے یہ جملہ یاد کر لیا۔ جب وہاں سے واپس ہُوا۔ تو حضرت قاضی عبد المقتدر کی خدمت میں گیا۔ اُن سے عرض کیا کہ سیّد نے ایسا لکھا ہے کہ (مخلوق کے ساتھ) حق تعالیٰ کی معیّت ذاتی ہے۔ یہ بات کتابوں کے خلاف ہے اُن میں معیّتِ علمی بتائی گئی ہے۔ یہ کلام درست نہیں ہے حضرت قاضی عبد المقتدر نے فرمایا۔ ہاں اگر وہ تمہیں رسالہ نہ دکھاتے تو تم ایسا کیوں کہتے۔ اُن کی سزا یہی ہے۔

اس ملک زادہ نے اس پیاکتفانہ کی حتیٰ کہ یہ بات سلطان فیروز (تغلق) بادشاہِ دہلی کے کانوں تک پہنچادی. سلطان نے ملک عمادالملک کو بلا کر کہا کہتے ہیں پرانی دہلی میں سید محمد نام ایک درویش ہیں. شریعت کے خلاف باتیں کہتے ہیں. عمادالملک نے کہا، بندہ اُن کو جانتا ہے اور اُن کی پابوسی کر چکا ہے اور بندہ کے لڑکے میاں جیون و میاں شاہن اُن کے مُرید بھی ہیں۔ اگر فرمان ہو تو تحقیق کروں. حکم ہوا کہ بُلا کر بلاؤ اور جمع کرو تاکہ اس مسئلہ کی تحقیق کریں. ملک عمادالملک نے کہا کہ پرانی دہلی کی جامع مسجد میں جہاں حضرت مخدومؒ نماز جمعہ کے لیے تشریف لے جاتے ہیں وہیں عُلما کو جمع کروں گا۔ فرمان ہُوا بہتر ہے۔ نماز جمعہ کے بعد عُلما جامع مسجد میں جمع ہوئے۔ حضرت مخدومؒ نماز ادا کر کے واپس تشریف لے جا چکے تھے. عمادالملک نے کہا اُن کو طلب کرنا بے ادبی ہے۔ کوئی ایک آدمی اُن کے ہاں چلا جائے اور دریافت کرے۔ سید عمادالدین جو شہر کے سیدِ اجل تھے اور سید علاء الدین جیسپوریؒ کے نواسے تھے نیز اُن کی صاحبزادی مخدوم زادہ خرد (سید محمد اصغر حسینی بن حضرت مخدومؒ) کے گھر میں تھی۔ سب نے کہا کہ سید اجل جائیں۔ سید اجل گئے اور عرض کی کہ بعض لوگ ایسا کہتے ہیں۔ کہ آپ (معیت کو) معیت ذاتی فرماتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں سید سنو، عُلما معیتِ صفتی کہتے ہیں اور صفت ذات سے علیحدہ نہیں ہے۔ جو معیت از روئے صفت ہوئی وہ از روئے ذات بھی ہوئی اور پھر یہ معیت اعتباری ہے نہ حقیقی اور اعتبار ذات میں ہو یا صفات میں (ایک ہی چیز ہے) سب نے قبول کیا۔ آپ کی عظمتِ شان کی وجہ سے کسی کی مجال نہ ہوئی کہ آپ کے سامنے تردید کرتا۔

حضرت مخدومؒ کے فضائل معرضِ تحریر اور حدِ تقریر سے متجاوز ہیں مختصر طور پر ذکر کر دیے گئے ہیں۔

اگر در سرائے سعادت کس است
ز گفتارِ سعدیش حرفے بس است

باب سوم

روشِ سلوک

نمازِ باجماعت

حضرت مخدومؒ پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا فرماتے تھے۔ کسی وقت بھی تنہا یا ایک آدمی کے ساتھ ادا نہیں فرمائی۔ تکبیر میں حضرت مولانا جمال الدین امامت کرتے تھے اور مولانا قطب الدین اذان کہتے تھے۔ اذان جماعت نماز مسجد میں ہوا کرتی تھی۔ آپ سنت باہر ادا فرماتے۔ اس کے بعد تکبیر ہوتی اور آپ اندر جا کر فرض ادا فرماتے۔ اگر فرض کے بعد سنت ہوتی تو اُسے بھی باہر آکر ادا فرماتے۔

معمولات

حضرت شیخ نصیر الدین کے اوراد پر آپ کا روزانہ عمل تھا اور مریدوں کو بھی اوراد بتاتے اور ان کی تلقین فرماتے۔ مولانا نور الدین نے کئی بار تلقین ذکر کی درخواست کی۔ ہر بار آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ کے اوراد کی پوری پوری پابندی کرو۔ پھر میں تلقین کروں گا۔ اس سلسلہ طریقہ کے مشائخ نماز فجر کے بعد ہمیشہ ۳۳ آیات پڑھا کرتے تھے۔ اور نمازِ فجر کے بعد آپ چہل اسم پڑھا کرتے تھے اور بعض مریدوں کو بھی اُن کی تلقین فرمائی۔ آخر زمانہ میں حضرت مخدوم زادہ میاں یداللہ عال اللہ تعالیٰ ظلہ العالی حضرت مخدومؒ کے سامنے پڑھا کرتے تھے۔ نماز عصر کے بعد آپ دعا استفتاح بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔ ان دنوں یہ دعا میاں یداللہ پڑھ کر سناتے تھے۔

حضرت شیخ نصیر الدین کے فرمان کے مطابق ہر روز نماز [illegible] سے ساتھ مراقبہ فرماتے جیسا کہ اس کام کے کرنے والے جانتے ہیں۔ آخر عمر میں حضرت مولانا جمال الدین امام بلند آواز سے تلاوت کرتے اور آپ سنتے تھے۔

اشراق و چاشت، نی الزوال اور تہجد تمام و کمال آپ ادا فرمایا کرتے تھے۔ آخر عمر میں قیام کل ما تیسر

نہیں رہ گئی تھی اس لیے فرائض و نوافل سب بیٹھ کر ادا فرماتے۔

حضرت مخدومؒ دوپہر کو قیلولہ کرتے اور فرماتے تھے جو سونی قیلولہ نہیں کرتا وہ شب بیداری کی نیت نہیں رکھتا۔ ساری رات چاہتا ہے کہ پڑا سوتا رہے۔

تہجد کے بعد آپ ذکر میں مشغول ہوتے۔ زیادہ تر ذکر دو حلقی کرتے۔ بار بار آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے، جس کسی کو فتحِ باب ہوا ذکر و مراقبہ سے ہوا۔ لوگوں نے برسوں نماز، روزہ اور تلاوت میں گزار دیے لیکن کوئی راستہ نہ ملا اس لیے کہ وہ ذکر و مراقبہ سے غافل رہے۔

حضرت شیخ الشیوخ (خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی) قدس اللہ سرہٗ کے اوراد پر آپ کا عمل تھا۔ جوانی کے ابتدائی زمانہ میں صومِ دوام رکھتے تھے۔ آخر میں ایامِ بیض کے روزوں اور اوراد و وظائف کا معمول تھا۔

جمعہ کے دن غسل فرماتے تھے اور بلا ناغہ جمعہ کی نماز کے لیے مسجد تشریف لے جاتے۔ مسجد میں جا کر چھ رکعت نماز تین سلام کے ساتھ ادا فرماتے۔ سلام کے بعد بیٹھ کر مراقبہ فرماتے۔

سماع بالمزامیر پر شیخ کی تنبیہ

سماع میں چشتیوں کی سی رغبت رکھتے تھے۔ اکثر اوقات آپ سید نصیر خلیفۂ شیخ برہان الدین غریب کے ہاں تشریف لے جایا کرتے۔ ان سے قرابتداری بھی تھی۔

دفعہ

حضرت مخدوم فرماتے تھے ایک بار میں، مولانا صلاح الدین اور مولانا علاء الدین نے اتفاق کیا کہ ایک بار ایسا سماع سنیں کہ اس میں جملہ مزامیر ہوں۔ مولانا صلاح الدین کا گھر تجویز کیا گیا۔ تمام مزامیر وہاں جمع کیے۔ دروازہ ہم نے بند کر دیا۔ دیواریں اونچی تھیں۔ تین رات دن ہم نے سماع سنا۔ خلقت نے گھر کے گرداگرد ہجوم کیا۔ یہ خبر حضرت شیخ (نصیر الدینؒ) تک پہنچی۔ جب ہم حاضرِ خدمت ہوئے تو ارشاد فرمایا سید محمد ایسا سماع مت سنا کرو۔ اس وقت سے پھر ہم نے مزامیر نہیں سنے۔

سماع شعر و غزل اور قول و ابیاتِ فارسی پر مشتمل ہوتا۔ آپ فرماتے تھے کہ میری فتح کا کثرتِ تلاوت اور سماع سے ہوئی ہے۔

تدریس و تصنیف

آپ دو وقت سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ایک چاشت کے وقت، دوسرے بعد نمازِ ظہر تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد۔ زیادہ تر علمِ تفسیر و حدیث اور سلوک کا درس دیتے اور کبھی کبھی علمِ کلام و علمِ فقہ کا۔

اگر کوئی چیز تصنیف فرماتے تو فی زوال ادا کرنے کے بعد لکھواتے۔

صورتِ بیعت

صورتِ بیعت اس طرح پر تھی کہ اپنا دستِ مبارک مرید کے ہاتھ پر رکھ دیتے اور فرماتے کہ تم نے عہد کیا اس ضعیف سے اور اس ضعیف کے خواجہ سے اور خواجہ کے خواجہ اور تمام مشائخ طبقات رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہ آنکھ اور زبان کی حفاظت کرو گے اور جادۂ شریعت پر چلو گے، تم نے یہ سب قبول کیا۔ مرید عرض کرتا جی ہاں میں نے قبول کیا۔ پھر آپ ارشاد فرماتے الحمد اللہ۔ اس کے بعد قینچی دستِ مبارک میں لیتے اور تکبیر فرماتے اور داہنی طرف سے کان کے قریب کے تھوڑے سے بال تراش لیتے پھر تھوڑے سے بال بائیں جانب سے۔ اس کے بعد تکبیر فرماتے ہوئے ٹوپی اس کے سر پر رکھ دیتے۔ مرید چلا جاتا اور دوگانہ ادا کرتا۔ پھر آتا اور نذر لا کر پیش کرتا۔

ارشاد و تلقین

پھر آپ ارشاد فرماتے کہ پانچوں وقت نماز باجماعت پڑھا کرو۔ نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعت نمازِ اوّابین تین سلام کے ساتھ ادا کیا کرو۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھا کرو۔ اس کے بعد دو رکعت مزید برآں تحفۂ ایمان۔ اس طرح کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص سات مرتبہ اور معوذتین تین مرتبہ پڑھو۔ سلام کے بعد سر بسجود ہو کر سو بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَان کہو۔ نمازِ عشا کے بعد وتر سے پہلے دو رکعت پڑھا کرو۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس بار۔ سلام کے بعد ستر مرتبہ یَا وَهَّابُ یَا وَهَّابُ یَا وَهَّابُ پڑھا کرو۔ اگر ہو سکے تو ہر مہینے میں ایام بیض کے روزے رکھا کرو۔

اسفتاح اور عرفہ کے دن تمام مرید جمع ہوتے اور تجدید بیعت کرتے آپ انہیں پہلے سے زیادہ عمل کا حکم فرماتے۔ آپ سے دریافت فرمائے کہ تم پہلے تلقین کردہ اوراد میں مشغول رہتے ہو۔ تمہیں کیا اس سے کچھ فائدہ نظر آتا ہے؟ پھر بہت سی چیزیں مزید ارشاد فرماتے کہ اس اس طرح کرو اور مشغول رہو۔

خانقاہ کے لیل و نہار

حضرت مخدوم ہمیشہ مہمان پر بیٹھا کرتے تھے اور کسی کے لیے تعظیماً کھڑے نہ ہوتے، مگر صرف بادشاہ کے لیے۔ فرماتے تھے کہ میں اولیاء اللہ ہوں اس وجہ سے تمہارے لیے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ جب بادشاہ آنا چاہتا تو ایک روز پہلے پیغام بھیجتا

تھا۔ آپ فرماتے کہ فلاں دن آؤ۔ پہلے سے آپ کھانے کا حکم فرماتے۔ جب بادشاہ آتا تو دستر خوان بچھایا جاتا۔ وہ کھانا کھا کر واپس جاتا اور تبرک بھی ساتھ لے جاتا۔

دستر خوان کا دستور یہ تھا کہ ہر آدمی کے سامنے چار روٹیاں رکھی جاتی تھیں۔ اور ایک صحنک میں سالن دو دو آدمی شریک ہو کر کھاتے۔ ایک ایک پیالہ آش کا ہر ایک کے سامنے رکھا جاتا۔ کھانے کے دوران میں پانی نہیں دیا جاتا تھا۔ جب لوگ کھانے سے فارغ ہو جاتے۔ تو ہر آدمی اپنا بچا ہوا حصہ، صحنک اور آش کا پیالہ اٹھا لے جاتا۔

اشراق کے بعد آپ صاحبزادوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ اُس کے بعد سبق میں مشغول ہو جاتے۔ علم تفسیر و حدیث اور سلوک کا درس دیتے۔ کبھی کبھی علم کلام اور علم فقہ کا۔ نمازِ ظہر کے بعد بھی تلاوت سے فارغ ہو کر سبق پڑھاتے۔

جن دنوں مؤلف سیرِ محمدی (مولانا محمد علی سامانی) گلبرگہ میں تھا قاضی راجا حضرت مخدومؒ کی تصنیف کردہ تفسیر پڑھتے تھے۔ شیخ زادہ شہاب الدین قوت القلوبؒ اور مولانا ابوالفتح تعرفؒ حضرت مخدوم کی شرح کے ساتھ پڑھتے تھے۔ حضرت مخدومؒ کے برادر زادہ سید احمد کے بیٹے سید اصغر کشافؒ اور ملک قطبی مستوفی علاقہ چیکنی کے لڑکے ملک زادہ عزّ الدین اور ملک زادہ شہاب الدین آداب المریدین پڑھتے تھے۔ مخدومؒ زادہ میاں یداللہ مصباح پڑھتے تھے اُس کے بعد کافیہ شروع کی تھی۔ مخدوم زادہ میاں سفیراللہ تصریف پنج گنج پڑھتے تھے۔

نمازِ عشا کے بعد دستر خوان بچھایا جاتا۔ سب صوفی اور مرید جمع ہو جاتے تقریباً چالیس رکابیوں کی روٹیاں کبھی کم کبھی زیادہ دستر خوان پر رکھی جاتیں۔ آش کا ایک پیالہ حضرت مخدومؒ کے حضور میں رکھا جاتا آپ اس میں سے تھوڑا سا نوش فرماتے، باقی جس پر نظرِ عنایت ہوتی اُس کو مرحمت فرما دیتے۔

(حضرت مخدومؒ کے) دائیں طرف مخدوم زادگان، برادر زادگان اور قرابتدار بیٹھتے تھے۔ بائیں طرف مریدانِ خاص پھر اُس کے بعد دونوں طرف دوسرے مریدین و معتقدین بیٹھتے تھے۔

باب چہارم

ملفوظات

ابتدائے حال میں مُریدوں کو آپ کی تلقین یہ تھی کہ ہر روز حضرت شیخ المشائخ الشیخ نصیر الدین چراغِ دہلی قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد کو معمول بنائیں۔ بعد ازاں اگر کوئی بلند ہمت ہوتا اور چاہتا کہ اس طائفہ صوفیاکی روش اختیار کرے اور ان کے مقامات پر فائز ہو جائے۔ تو اُسے ذکر و مراقبہ تلقین فرماتے۔

حضرت مخدوم صاحب کی خدمت میں تشریف فرما ہوتے اور مُریدین دونوں طرف بیٹھے [illegible] تھی وہ مجمع کے درمیان حضرت مخدوم کے سامنے نزدیک ہی بیٹھتا۔ پہلے آپ خود ذکر فرماتے پھر وہ ذکر کرتا جو آپ کے دائیں جانب ہوتا اس کے بعد وہ جو بائیں جانب ہوتا۔

[illegible]

مراقبۂ سمدیت، مراقبۂ امانت، مراقبۂ ہستیت، مراقبۂ وجہ اللہ اور دیگر مراقبات کو اس سے زیادہ بیان کرنا خلاف مصلحت ہے اس لیے کہ نااہل اس کلام کو دستاویز بنالیں گے اور خود کو اس کام کا کرنے والا ظاہر کریں گے اگرچہ مغیبات کا جاننا سوائے اُس کے جو اس کام کا محرم راز اور اس حال کا لذت شناس ہے، دُوسرے کے لیے ممکن نہیں ہے۔

یہ تمام اذکار و مراقبات حضرت مخدومؒ زادگان، حضرت مولانا علاء الدین، خواجہ احمد دبیر، مولانا ابوالفتح، قاضی راجا اور بعض دوسرے یارانِ طریقت جانتے ہیں اور وہ ان سے ثمرات حاصل کرتے ہیں۔

هنيئًا لارباب النعيم نعيمهم — ترجمہ:۔ اربابِ نعمت کو ان کی نعمتیں مبارک ہوں اور عاشق مسکین
وللعاشق المسكين لا يتجرّع — کو جو مصائب برداشت کر رہا ہے مبارک رہیں۔

آپ ذکرِ خفی بھی تلقین فرمایا کرتے تھے جس میں ضرب کا اظہار نہیں ہوتا لیکن ذکر میں ضرب کا خیال ملحوظ رکھتے ہیں۔ آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ذکر کثرت سے کیا کرو تاکہ دل میں اُتر جائے اور جب دل میں اُتر جائے تو زبان کو بند کرلو۔ کہ الذکر باللسان لقلقہ کہ زبان کے ساتھ ذکر کرنا لقلقہ میں داخل ہے اور جب ذکر میں راز کی بات پیدا ہو جائے تو دل کو خاموش کردو کہ الذکر بالقلب وسوسۃ ذکر بالقلب بھی وسوسہ ہے۔ الذکر بالسر معاینۃ ذکرِ بالسر مشاہدہ ہے اور چاہیئے کہ سانس روک کر دل پر ضرب قوت سے لگائی جائے تاکہ دل کی چربی پگھل جائے اور دل کا منہ کھل جائے اور جب فتحِ باب ہو جائے تو مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ فتح کے بعد پھر رجعت نہیں ہے۔ بعض اوقات کسی پر آپ کی نظرِ عنایت ہوتی تو کوئی آیت اور کوئی دُعا بھی تلقین فرما دیتے۔ جس طرح کہ حضرت مولانا نصیر الدین قاسم کو وہ دعا جس کا آغاز الہ العالمین والآخرین سے ہوتا ہے تلقین فرمائی تھی۔

حضرت مولانا علاء الدین جب گلبرگہ میں حاضرِ خدمت ہوئے۔ غرفہ کے دن تجدیدِ بیعت کے بعد حضرت مخدومؒ نے کوئی خاص چیز انہیں ارشاد فرمائی کہ اس کی مداومت کریں۔ اس کو صراحت سے بیان کرنے کی اجازت نہیں ہے اور جو کچھ بیان کیا گیا ہے اسی پر بس کرنا چاہیئے۔

حضرت مخدومؒ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی میری تلقینات پر میری شرائط کے ساتھ چالیس روز مداومت کرے اور پھر فتحِ باطن کے ابتدائی حالات اور کشوفات و تجلیات اُس پر ظاہر نہ ہوں تو کل قیامت کے دن اُس کا چنگل اور میرا دامن اور الموفق ہو اللہ (توفیق دینے والا وہی اللہ ہے)

بابِ پنجم

تصانیف

حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ کی تصانیف کثیر ہیں۔

۱۔ مُلتقط: قرآن کی تفسیر سلوک کے رنگ میں۔

۲۔ یک دوسری تفسیر آپ نے کشاف کے طرز پر شروع فرمائی تھی۔ تقریباً پانچ پارے لکھے گئے تھے مگر پوری نہ ہو سکی۔

۳۔ حواشی کشاف

۴۔ شرح مشارق: سلوک کے رنگ میں

۵۔ ترجمہ مشارق

۶۔ معارف شرح عوارف

۷۔ شرح تعرف

۸۔ ترجمہ عوارف

۹۔ شرح آداب المریدین عربی

۱۰۔ شرح آداب المریدین فارسی

۱۱۔ شرح فصوص (الحکم)

۱۲۔ شرح تمہیدات قاضی عین القضاۃ

۱۳۔ ترجمہ رسالہ قشیریہ: یہ ایک مستقل کتاب ہے۔

۱۴۔ نظائر القدس جس کو عشق نامہ بھی کہتے ہیں۔
۱۵۔ رسالہ استقامہ الشریعۃ بطریقۃ الحقیقۃ۔
۱۶۔ رسالہ شیخ محی الدین ابن عربی
۱۷۔ رسالہ سیر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۸۔ شرح فقہ اکبر، عربی
۱۹۔ شرح فقہ اکبر فارسی
۲۰۔ حواشی قوت القلوب
۲۱۔ اسماء الاسرار
۲۲۔ حدائق الانس
۲۳۔ ضرب الامثال
۲۴۔ شرح قصیدۂ امالی
۲۵۔ شرح عقیدۂ حافظیہ
۲۶۔ عقیدۂ چند ورق
۲۷۔ رسالہ در بیان آداب سلوک
۲۸۔ رسالہ در بیان اشارتِ محبان
۲۹۔ رسالہ در بیان ذکر
۳۰۔ رسالہ در بیانِ معرفت
۳۱۔ رسالہ در بیانِ رایت ربی فی احسن صورۃ
۳۲۔ رسالہ در بیان بود و ہست و باشد
۳۳۔ خلافت نامہ خاص برائے حضرت مولانا علاء الدین گوالیری رح
۳۴۔ خلافت نامہ برائے قاضی اسحاق چہترہ رح
۳۵۔ خلافت نامہ برائے حضرت قاضی سلیمان برادر قاضی اسحاق رح
۳۶۔ خلافت نامہ خاص برائے شیخ صدر الدین خوندمیر رح
۳۷۔ خلافت نامہ برائے حضرت مولانا ابو الفتح بن مولانا علاء الدین گوالیری رح

اس سیرِ محمدی کا مؤلف راجی رحمت ربانی محمد علی سامانی مغلوں کے ہنگامے کے وقت گوالیر میں حضرت مخدوم کے ساتھ تھا۔ حضرت مولانا علاء الدین گوالیری کے خلافت نامہ کی نقل لے لی تھی اور گلبرگہ میں حضرت مولانا ابو الفتح کی خلافت یابی کے وقت بھی حاضر تھا۔ اُن کا خلافت نامہ بھی نقل کر لیا تھا۔ دیگر حضرات کی سرفرازیٔ خلافت کے وقت موجود نہ تھا اور وہ گلبرگہ میں قیام پذیر نہ تھے کہ میں اُن کے خلافت نامے نقل کر لیتا۔ ایک خلافت نامہ حضرت مخدوم نے دہلی میں لکھوایا تھا اُس میں کسی کا نام نہ تھا۔ آخیر زمانہ میں آپ نے بعض خلفاء کے نام اُس میں درج کراتے تھے۔

یہ تینوں خلافت نامے یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

خلافت نامہ حضرت مولانا شیخ علاء الدین گوالیری قدس سرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جو اپنی وحدانیت میں یگانہ ہے [illegible]

اُس نے اپنی عنایت سے دین متین کی بلندی کی تکمیل فرمائی اور اپنی عنایت سے صراط مستقیم پر چلنے والوں کو راہیں ظاہر فرمائیں۔ ارشاد و ہدایت کے قواعد کو اپنے اولیا کے ذریعہ مبنیا طول اور اپنے اصفیا کے ذریعہ سعادتمندی کی بنیادیں مضبوط کیں۔ اہل محبت کو اپنے فضل عظیم کے ساتھ خاص فرمایا اور ان کے اُوپر بڑا حصہ کھول دیا۔ اپنی وسعت اور امکان کے مطابق ہر اُس کی جو کرتے ہیں اور اُس کی رضامندی کے حصول اسباب میں اس کی ہی امداد چاہتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ ایسی گواہی [illegible] تک پہنچا دے اور اس کے قائل کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے اور ہر گواہی دیتے ہیں [illegible] کہ اس کے بعد اس کی سیڑھیوں پر چڑھایا اور ایمان کے عہدوں کو مضبوط کیا۔

کو اپنے علم میں ایسے کھڑا کرنا جیسے قوم کا امام بنا کر وصی کو کرتے ہیں (سلف کا یہی طریقہ چلا آیا ہے) حتیٰ کہ آجتک یہ طریقہ (محفوظ) قائم رہا۔ اس طریق میں تسلسل مشائخ کے سلسلہ کا۔

اور اللہ تعالیٰ نے (یہ سلسلہ قائم فرمایا) شیخ امام، جو مخادق کے مقتدا ہیں۔ کریم النفس لوگوں کے قائد ہیں بڑے بڑے لوگوں کو دعوت دینے والے ہیں۔ حق اور دین کی مدد فرمانے والے ہیں۔ جن کا نام نامی محمود بن یوسف ہے۔ اودھ کے رہنے والے ہیں، چشتی ہیں۔ قدس سرہٗ و نور ضریحہٗ۔

خفی اشارہ کیا اور بھرپور رمز کیا۔ اور وہ اس طرح کہ اشارہ تھا اور اُس اشارہ کو توڑنے کے لیے رمز تھا اور یہ رمز (ہاتھ کا اشارہ) اور غمز (ابرو کا اشارہ) ایسا نہ تھا جو کبھی بھی بلکہ یہ صراحت سے زیادہ ظاہر اور ان لوگوں میں تنبیہ سے بھی زیادہ واضح تھا۔ بعد اس کے کہ وہ (درحقیقت) قول صریح اور کلام صحیح تھا اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ قبول کرنے والے کو رُشد و ہدایت کی طرف لاؤ اور پیاسے طالب کو (منزل تک) پہنچاؤ۔

البتہ (اس چیز کو دیکھتے ہوئے کہ) زمانہ کمزوری کا ہے اور وقت نقص کا ہے (کمی کی طرف جا رہا ہے) میں متردد رہا اور جستجو میں رہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں اس کام کو اپنے قول اور حال سے پوری طرح انجام دے سکوں۔ حتیٰ کہ میں نے ایک شخص دیکھا جسے ہمارے اس حصہ کی کچھ ہوا لگی تھی۔ اس طرح کہ اُسے یہ بات کہنی درست ہوگی کہ وہ ہی میرے باطن سے پیدا ہوا ہے اور میرا وہ بچہ ہے جو میرے پستان سے (پل کر) نمایاں ہوا ہے (وہ شخص جسکا اوپر ذکر ہوا ایسا ہے کہ) صالح ہے اور تارک حُبِ دُنیا ہے اور یہ (شخص) ایسا عبادت گزار (اور اہل) ہے کہ لائق (اور قبولیت کے اہل شخص کو) خرقہ پہنا سکے۔ اور اصحاب طریقت کو طریقہ سمجھا سکے۔ بشرطیکہ وہ "تعریفات الٰہیہ" سمجھنے لگے اور اُخروی امور پر مطلع ہونے لگے جیسے کشف قبور اور ارواح کی صحبت

صراط۔ اور حوض کا علم (ہو اور) جہنم سے نجات پانے اور جنت میں داخل ہونے (کے فرائض شرعیہ کا علم رکھتا ہو) اور اہل دنیا کے پاس آنا جانا نہ رکھے اُن سے قہر اور غلبہ اور بار بار مصلحت ظاہر کر کے نصیحت اور وعظ جیسے (انداز سے) کچھ نہ چاہے۔ نہ اس کے اسباب کی طرف رجحان رکھے اور نہ احباب دنیا کی طرف اپنے وقت (یعنی معمولات) کے لیے فارغ رہے اپنی اصلاح میں مشغول رہے۔ اور فاقہ کی رات کو غنیمت جانے اور اگر کوئی مہمان ہو اور اُس کے پاس کچھ نہ ہو تو "تھوڑے" ہی سے مہمان نوازی کر دے۔ اس حالت کو بہت

فضیلت بتائے۔ جیسا کہ سادات امام کی عادت ہے۔

اے علاء نصیر! تمکو چاہیئے کہ توفیق الٰہی خدائے قدیر کی مخلوق کے لیے نذیر و بشیر کے دست کے ساتھ ہادی اور مرشد ہو۔

اگر تم نے ایسے کیا جیسے میں نے کہا ہے۔ تو تم مسلمانوں پر میرے خلیفہ ہو۔

ورنہ میرے بعد میری طرف سے (متوسلین کے لیے) یقیناً اللہ تعالیٰ ہی رہنے والے ہیں جو رب العالمین ہیں۔

رحمت کاملہ ہو اس کے رسول سید العارفین اور قائد المحبین پر۔ والسلام

خلافت نامہ حضرۃ مولانا رکن الدین ابو الفتح بن حضرۃ مولانا علاء الدین گوالیری قدس سرہما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساری حمد اللہ کے لیے ہے، وہ پیدا کرنے والا اور مارنے والا ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کا فضل مستمر اور خالص ہے۔ درود اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو صاحب معادات حمیدہ ہیں اور جنہیں اُمت کی طرف مبعوث ہوتے ہیں اور درود اُن کی آل پر جو نیک ہدایت کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے تھے اور ان کی مخالفت میں جان توڑ کوشش کرتے تھے۔ اس کے بعد بھلائیوں پر بشارت دینے والے اور برائیوں پر عذاب الٰہی سے ڈرانے والے تھے اور درود اُن کے اصحاب پر جو سنت پر تھے اور آپ کے امر رشید پر چلنے والے تھے اور درود ہو محمد پر آپ کی عترت و اولاد پر جو ہادی برحق اور خدا کی طرف بلانے والے تھے۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ تمام مذاہب و ادیان اس بات پر متفق ہیں کہ بزرگ ترین مقصد و برترین مطلب معرفت الٰہی ہے۔ ذات باری تعالیٰ جو عیب و نقصان سے منزہ ہے اس کی معرفت دو طرح کی ہے۔ ایک یہ کہ کچھ کیا جائے خدائے عزوجل کے وجود کے دلائل عقلی جو بین اور روشن ہوں باتوں اور احادیث سے اس کے وجود کے اسباب و علل کیا ہیں۔ معرفت کی دوسری قسم۔ وہ کہ مکمل کھلا اور ایک خاص بیان کے مطابق قلبی مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس باب میں یہی اصل مقصود اور اہل عقل سلیم کا خاص مطلوب ہے اور یہ اس وقت حاصل ہوتی ہے جب مرشد تعلیم دے اور ایسا دل جو اللہ کی طرف سے

مؤید اور اسرارِ خفیہ کو پہنچا ہوا ہو۔ خدائے واحدِ قہار کی تجلیوں سے فائز المرام ہو کر راہ بتاتے۔ ایسا شخص علامات (اور نشان ہائے راہ) سے واقف ہوتا ہے۔ اور مختلف راستوں پر چلا ہوا ہوتا ہے۔ واصل، فاضل عالم، عامل ہوتا ہے۔ نیز اللہ کی طرف سے اُس پر الہام بھی ہوتا ہے اور شیخ کی طرف سے اُس کو حکم ہوتا ہے کہ وہ رب الارباب کے طلب گاروں اور توبہ کرنے والوں کی بیعت کے لیے بھی ہاتھ بڑھائے تاکہ وہ اس کے ذریعہ خدائے توّاب کے لُطف کے اعتبار سے پوری طرح معلوم کر سکیں۔ طلاب وہ ہیں جو حضراتِ صوفیا کی راہ چلیں اور خورد و نوش دُنیا سے کم سے کم (بقدرِ کفایت حصّہ لیں) اور توبہ کرنے والے گناہ کے بعد وہ لوگ ہیں جو بُری عادات رکھتے ہیں اور ان سرداران (بزرگانِ دین) کا دامن پکڑنے والے ہیں۔ پس خرقۂ تبرک تو ہر طالب کو دیا جا سکتا ہے اور خرقۂ ارادت صرف اس سالک کو دیا جاتا ہے جو عبادت گزار ہو۔ جس نے دُنیا و اہلِ دُنیا کو جان لیا ہو۔ پس اے میرے فرزند باطنی رکن الدین ابوالفتح بن علاء الگوالیری اگر تو میرے مسلک اور راہ پر چلے گا اور اہلِ دُنیا کے پاس آیا جایا نہ کرے گا اور اپنے دل میں غیر اللہ کا خطرہ نہ لائے گا۔ تو تو میرا خلیفہ ہے کہ بیعت کے لیے ہاتھ بڑھائے ——— اور اور سندِ ارشاد و مشیخت پر بیٹھے تو میرا جانشین ہوگا اور اگر ایسا نہیں ہے تو مسلمانوں پر میرا خلیفہ اللہ ہے۔ اور مجھے اُمید ہے اور میرا گمان تمہارے بارے میں یہی ہے کہ تم میری اقتدا کرو گے اور میری روش کی حفاظت کرو گے۔ لیکن یہ ضروری سمجھنا کہ سوائے ایسے شخص کے جو فریبِ دنیا سے واقف ہو اپنی ذات کو (سب سے) چھوٹا سمجھے اور اپنی خواہشات کو ذلیل حالت میں کر دے (کمزور کر دے) خورد و نوش میں کمی کرنا شروع کر دے اور خواص و عوام کی صحبت سے تدریجاً الگ ہونے لگے اور باتیں کم کرے اس کے ہاتھ، زبان اور دونوں آنکھیں گوشت کے اس صنوبری شکل کے لوتھڑے کی جانب لگی رہنے لگیں، جو بائیں جانب لٹکا ہوا ہے، جس کا نام "دل" ہے۔ باقی کسی کو مراقبہ اور ذکر کی تلقین نہ کرنا۔

اے طالب! ارشاد میں نے جو تجھے دیا ہے، لے اور جدھر میں نے اشارہ کیا ہے، چل۔ اگر ایسا کرے گا تو تیرا شمار جماعتِ صوفیہ صافیہ میں ہوگا۔ کل کا آج کا اور آئندہ کل کا احتساب کر لیا کرو۔

اے اللہ یہ میری دُعا ہے تو ہی اس کو قبول کرنے والا ہے۔ میں صرف سعی کرنے والا ہوں۔

بھروسا تیرا ہی ہے۔ بغیر تیری امداد کے گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں ہے، نہ عبادت کی قوت ہے۔
اللہ درود نازل فرمائے محمد صاحب پر اُن کے اصحاب ذریت اور اُن کے متعلقین سب پر۔

خلافت نامہ عام

والسلام من الاکرام

خلافت نامہ۔ جو حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے دہلی میں لکھوایا تھا۔ اس کے ابتدا میں
یہ بعض خلفا کے نام درج فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تمام تعریفیں خدا کے لیے ہیں۔ اس بات پر کہ میں الوہیت کی مخفی چیزوں پر مطلع ہوا۔ اور
اسرار ربوبیت سے بسبب عبادت و توفیق بندگی واقف ہوا اور رحمت کاملہ ہو اس کے رسول پاک
پر جو صاحب لوا۔ محمد ہیں اور مقام وصال کے بزرگ شریعت مالک ہیں۔ اور آپ کی آل اور عترت پر
جو پسندیدہ و بلند اخلاق والے ہیں اور آپ کے اصحاب پر جو انوار مقدسہ سے روشن ہیں اور
انصار قدسیہ جو پاکیزگی اور نزاہت پر مشتمل ہیں۔

اما بعد! اے اللہ کے بندو اور خدا تک پہنچنے کا وسیلہ اور واسطہ تلاش کرنے والو۔ جان لو
کہ بندہ اور عبادات و عادات ربوبیت سے متصف ہو۔ اور یہ کہ کینہ دل عادتوں اور گندی خواہشوں کو توڑنے
کے لیے قدم بڑھائے۔ اور شیخ سے جو مرشد کامل ہو تہذیب سکھانے والا ہو اس بارگاہ عالی تک پہنچنے
کے طریقوں کے تغیر و تبدل سے واقف ہو ملقن ہو۔

اور تلقین ایسے شیخ کی رائے پر منحصر ہوتی ہے جو عالم ہو دینی علوم سے واقف ہو۔ یہ وہ وسیلہ ہے
کہ جس میں اسے عالم غیب سے عالم شہادت میں تنزل کرنے کے اسباب [illegible]
نیلا پن۔ سفیدی اور سیاہی نظر آتے ہیں۔ پھر انوار میں جو سب سے پہلا [illegible]
محسوس ہوتا ہے نہ شکل نہ جہت نہ سائے اور دوری کی علامت۔

پھر ہوا لطیف اور ایسی آوازیں جو اُن خوبیوں کی مدد سے نازل ہیں جو مقارن اور روانتوں سے
پیدا ہوتے ہیں اس میں ایسے کلمات الہام ہوتے ہیں جن میں کلیمات ہوں اور ان میں ایسے
اشارات ہوتے ہیں جنہیں سوائے ان لوگوں کے کوئی نہ سمجھے۔ پھر کشف [illegible]

سب چیزیں) ناستہ دوام توجہ۔ (بطرف ذات پاک الٰہی) اور حضوری لازم کرنے سے پیش آتی ہیں
——— پھر وہ صورتیں جو بشری طبیعتوں کے مناسب اور اُن سے موافقت رکھتی ہوں محسوس
ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے بارے میں اس صنوبری مضغہ کی سمجھ کے مناسب گمان کرنے (اور خیال کرنے
والے اسے) سمجھتے ہیں۔ پھر اسی طرح لوائح (کہ اپنے مقام سے کچھ چیزیں محسوس ہوں) پھر طوالع (کہ
قدرے عروج کی حالت میں محسوس ہوں) پھر لوامع (کہ مزید عروج کے بعد زیادہ واضح طور پر محسوسات
پیش آئیں) پھر بوارق (زیادہ چمک والی کیفیات) پھر حقائق (کہ جو چیز محسوس ہو رہی ہو وہ صحیح ہو) پھر
معارف (یعنی علومِ الٰہیہ) پھر سنا آت (قدرے علومِ تکوینیہ) پھر کرامات (کہ اللہ کی طرف سے کوئی خاص
چیز عطا ہو) پھر مقامات (یعنی احوال دیرپا ہوں) اس کے بعد پھر خلوات (یعنی مراقبہ میں ابتداءً سیر فی اللہ)
پھر بوادی (جنگلات۔ یعنی مزید سیر جن میں علائقِ دنیاویہ سے بعد ہوتا جاتا ہے) پھر مشاہدے (یعنی باطن سے)
پھر معاینے (یعنی ظاہری آنکھ سے جو کسی کسی وقت کسی کسی کو غلبۂ حال کی وجہ سے ہوتے ہیں) پھر مکاشفات
(یعنی تکوینی کشف یا کشفِ الٰہیات یا دونوں) پھر مناجات (عبادات میں سرگوشی کی کیفیت) پھر منازعات
(یعنی اس کیفیت میں شدت) پھر محاضرات (یعنی حضوریاں) پھر معاتبات (یعنی باری تعالیٰ کی ناپسندیدہ چیز کو
محسوس کر لینا) پھر منازلات (یعنی ان مقامات پر قائم رہتے ہوئے خلق کی طرف متوجہ ہونا) پھر مراسلات
(یعنی پیغامات کا سلسلہ) پھر مواصلات (یعنی اس حالت میں بھی وصل کی حالت کا قیام) پھر مجاذبات (یعنی
اس کیفیت میں شدتِ کشش) پھر مسامرات (خاص طور پر ہمکلامی کی سی کیفیت) پھر متملقات (یعنی باری تعالیٰ
کے حضور میں خوشامدانہ کیفیت جو بندہ پر طاری ہو) پھر معانقات (یعنی وصل کے ساتھ قرب کا تحقق) پھر
اتصالات (اس قرب میں اور افزائش) پھر تداخلات (کہ یہ کیفیت انتہا درجہ ہو) پھر معاودات (کہ اس
حالت سے ہوش میں آئے) پھر اجمالات، پھر تفصیلات پھر اطلاقات (یعنی اس سے زیادہ تفصیلات یہ
سب چاہے معارف میں ہوں یا تکوینیات میں) پھر مراجعات یعنی خدا کی طرف کامل رجوع۔ پھر یہ کہ اس میں
حیرت حاصل ہو۔ پھر مسرت (یعنی سیٹ) حاصل ہو۔ اس سے زیادہ یہاں کچھ نہیں اور درحقیقت حیرت
بھی نہیں کیونکہ یہ حیرت وہ مُدرک ہے جس میں وہ سالک خود قیام پذیر ہے۔

اور حیرت وغیرہ یہ سب ولایت کی اقسام کا ایک حصہ کی اشکال ہیں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ اس کے
بعد وہ ہے کہ جسے نہ آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں گزرا۔ (اس کی تفسیر اہل سلوک

ایسے کرتے ہیں کہ) نہ آنکھ رہے کہ اُسے دیکھ سکے، نہ کان رہے کہ سُن سکے۔ نہ دل رہے کہ اس میں کوئی بات آئے۔ (اور وہاں سالک کو سوائے اِس فنائی کیفیت کے باقی کسی کا وجود نہیں معلوم ہوتا) نہ انسان نہ جن، نہ نبی (بلکہ صرف خُدا ہی خدا کا وجود محسوس کرتا ہے غیر کا وجود ہی نہیں محسوس ہوتا)۔

پھر حقائقِ صمدیہ سے ایک (نئی) شق شروع ہوتی ہے اور یہاں (اس مقام پر) نہ فقدان ہے نہ وجدان نہ قرب ہے نہ بُعد، نہ جدائی ہے نہ ملاپ۔ جب بندگی (انسان کی استطاعت میں جتنی کامل کرنی ممکن ہے اسی طرح) کامل ہوگی تو صحیح حقیقت سامنے آجائے گی اور جب حقیقت متحقق ہو جائے گی (اور سالک کا مقام بن جائے گی) تو پروردگار کی رضا حاصل ہو جائے گی اور بندہ کامل ہو جائے گا۔ پس یہ حال ہو جانے کا کہ گویا جو باقی ہے وہ فنا ہو گیا۔ اور جو فنا ہو گیا وہ باقی ہو گیا۔ جسے "فنا ما فنا و بقا ما بقا" کہتے ہیں ——— یہ عالم ہی وہ عالم ہے جو سیراب ہے اور یہ عالم ہی وہ عالم ہے جو ربّانی ہے (تربیت کر سکتا ہے) اور (تشابہات (یعنی باطنی احوال میں جو ملتے جلتے ہوں صحیح اور غلط) میں تمیز کرنے والا ہے مخفی چیزوں۔ اور رازِ تخلیق و تکوین کی کیفیت سے واقف ہے۔ یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایسے (محض اپنی قوتِ ارادی سے چیزوں کو) بناتا ہے جیسے مصور اپنے ہاتھ سے بناتے۔ لیکن بغیر ہاتھ لگائے اور بغیر ملے۔ اگر سالک اس طرح محسوس کرتا ہو تو یہ صفات التشکلات و تمثیلات سے ہے (جس کا تعلق اسم پاک الباری المصوّر سے ہے۔)

یہ سب کچھ دیکھنے والے کے لحاظ سے کہا جا سکتا ہے۔ لیکن مَرئی (یعنی وہ ذاتِ پاک کہ جس کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ اُس) کے لحاظ سے نہیں۔ وہ نسبت و اضافت سے پاک و منزّہ ہے۔ رہا وہ شخص کہ جس کو اللہ تعالیٰ درجاتِ انبیاء پر ترقی دینا چاہتے ہوں (یعنی انبیاء کا وارث بنانا چاہتے ہوں) اور اصفیاء کی صفات پر فائز فرمانا چاہتے ہوں۔ تو اُسے دعوتِ خلق کے لیے منتخب فرما دیتے ہیں اور اُسے سچائی اور قُرب کی مسند نشینی عطا ہوتی ہے۔ (ایسے جیسے آنکھ کی جگہ (ہو) پس وہ آنکھ ہوتا ہے بلا آنکھ کے اُس کے لیے کوئی ذات (چیز) حجاب نہیں بنتی اور اُسے عیب نہیں لگتا (عیوب سے محفوظ رکھا جاتا ہے)

یہی ہے وہ جو لائق ہے، حاذق ہے، زیادہ حقدارِ خلافتِ باری تعالیٰ ہے اور سبقت لے جانے والا ہے۔ پھر خدا کے ایسے بندے کی ظاہری علامات اور وہ معاملات جو دیکھے جا سکتے ہیں یہ ہیں کہ دنیا اور اہلِ دنیا کی طرف میلان نہ ہو۔ اور دنیا کے آلات و اسباب سے تعلق نہ ہو۔ اور اہلِ دنیا کے پاس آنا جانا نہ ہو۔ نہ وہ مُتردّد ہوتا ہو نہ (خدا کے سوا کسی چیز سے بھی خدا کے برابر محبت رکھتا ہو۔ اور شریعت کے

احکام (پرچا ہے تنہا ہونے اور معاملات کم ہونے کی وجہ سے وہ) کم ہوں۔ یا (لوگوں کے اختلاط کے باعث) زیادہ ہوں چھوٹے ہوں یا بڑے (وہ سب پر پوری طرح قائم ہو اور دامن شرع) پوری طرح مضبوطی سے پکڑے ہوتے ہو (اور ان شرعی احکام سے اس کو) قلبی تعلق ایسا ہو کہ جیسا ہونا چاہیئے۔ اس حد تک کہ کوئی سنّت بھی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں میں سے (جیسے جیسے اوقات میں وہ مسنون ہے) نہ چھوٹے اور نہ کوئی سیرت آپ کی مبارک سیرتوں میں سے اُس سے رہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی ایسی ضرورت پیش آئے کہ جس کی اجازت فقہاء نے دی ہو (جسے رخصت کہتے ہیں) اور علماء کا اس (رخصت) پر عمل رہا ہو۔ اور وہ بھی سلفِ صالحین کی سیرت اور خود (ایسے اوقات میں) نبی فاتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت رہی ہو۔

اب (اس تمہید کے بعد) محمد بن یوسف حسینی الحسینی الملقب بگیسو دراز جو سچی تحقیق اور علم الیقین کی رو سے حسینی ہیں کہتے ہیں۔ کہ اے اللہ جو بھی میرے شاگردوں اور رشد و ہدایت حاصل کرنے والوں میں سے میری اس صفت سے متصف ہو اور میری اس سیرت اور باطنی حالت پر رہا ہو ——— ——— اور میرے اس کام اور جائیداد کا مالک ہو۔ (یعنی باطنی کیفیات اور مناسب کا) تو وہ ہی میرا وہ لڑکا ہے جو میرے باطن سے پیدا ہوا ہے اور وہی میرا وہ بیٹا ہے جو میرے پستان سے (میرا دودھ پی کر) ظاہر ہوا ہے۔ تو وہ میرے ساتھ (ایک ہی رسی میں) بندھا ہوا ہے اور میرا ساتھی اور خلیفہ ہے۔

اور جو ایسا نہ ہو تو میں اور باری تعالیٰ اور میرے شیخ اس سے بری ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ (ہی) میرے بعد میری طرف سے میرے اہل مسلک پر رہنے والے ہیں۔

والسّلام

اما بعد! میں اس زمانہ کے لحاظ سے (کہ لوگوں کی رغبت میں کمی آگئی ہے اور طلب چھپ کر (غائب ہو) گئی ہے۔ یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ میں کسی شخص کو وکالت اور نیابت کے طریق پر اس کے صلاح و زہد اور اہل دنیا سے میل جول اور آمد و رفت ترک کرتے ہوئے دیکھ کر اسے اجازت دوں کہ وہ اپنا ہاتھ طالب توبہ کے لیے دراز کرے۔ تاکہ توبہ کا دروازہ بند نہ ہو۔ اور رجوع الی اللہ کے طریق میں کمی نہ آئے۔ کیونکہ زمانہ میں وہ وقت قریب آگیا ہے کہ توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے۔

اور (اس طرح بعض لوگوں کو بیعتِ توبہ لینے کی اجازت دینا) یہ وہ طریقہ ہے کہ جس پر میرے

شیخ اور اُن کے شیخ رحمۃ اللہ علیہم کا پابند رہے ہیں۔ اور میں اُن کے ہی راستہ پر قائم ہوں اور اُن سے طریق پر چلنا ہی میرا طریقہ اور عادت ہے اور اس طرق کا جانا وہ مشکل نہیں ہوتا جو میرا خلیفہ ہو۔ اور وہ میرے اُس اولاد میں نہیں ہے جو میرے بالمن سے پیدا ہوئی ہو اور اُس نے میرا دودھ پیا ہو، تو سمجھو اور پہچانو کہ یہ معنیت جانو اکہ اُن لوگوں میں سے کہ جن کی طرف میں نے وہ اشارہ کیا ہو کلام کے ذیل میں پہلے گزرا۔ علاء الدین گوالیری اور اُن کے لڑکے رکن الدین ابو الفتح گوالیری اور خواندمیر ابن شیخ الاسلام ابو بکر اور اسمٰعیل بن محمد تھیری اور اُن کے بھائی سلیمان بن محمد تھیری اور میرے نواسہ عزیز اللہ بن سالار لاہوری اور ابو المعالی محمد بن محمد لعلی اور سراج الدین ابن شہاب قیسی اور بہاء الدین ابن شہاب اللہ لاہوری اور سیف الدین لعنوی اور امیر الدین بھوالی اور علاء الدین بن شرف الدین جو شاہ دولہ احمد دلی کے قریبی عزیزوں میں سے اور خرقہ اور سجادہ اور انوشتی جو میرے پاس تھے۔ یہ سب پیرزادے محمد آباد گجرات کے رہنے والے ہیں اور اُن کی ملک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی رہے شریعت طریقت اور حقیقت سب کے لحاظ سے۔ اور کبھی کبھی اُن پر عنایت نامہ بھی جو بھائی سے جس کا نام جون ہے اور اُن کو دعا بھیجتا رہتا ہے وہ میری طرف سے بھی جاتی ہیں۔ اور اگر کبھی کوئی شخص یہ دعوے کرے کہ میں اُن کے قریب ہوں بلکہ سب سے زیادہ قریب ہوں۔ خدا وہ میرے حق سے ایسی بات میری طرف سے نہ ہوگی۔ پس چاہیئے کہ اس دروازہ پر ہمیشہ رہے آداب کی محافظت کرے اور اس حالت پر اس کی عمر کا ایک زمانہ گزر جائے تو وہ بھی میری طرف سے مجاز ہوگا اور میرا مرید ہوگا۔

رہے احمد بن عبدالعزیز تو وہ اُن لوگوں میں ہیں جو اُن چیزوں میں سے کہ جن کی طرف میں نے کتاب کے شروع سے آخر تک اشارے کئے ہیں کامیاب ہو چکے ہیں۔ وہ میرا وہ لڑکا ہے جو میرے صلب سے پیدا ہوا۔ اس پر لازم ہے کہ وہ طلب ارشاد کرنے والوں کا مرشد بنے اور اس کام کو نہیں چھوڑے جیسے میں نے اُسے سلوک طے کرایا۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو میں اُس سے ناراض ہوں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کی طرف سے رُخ انور موڑ لیں گے اور [illegible] سب سے ضعیف العمال ہے۔ قوی دل اور حمایت والا نہیں ہے۔ اگر [illegible] والا آئے وہ یہ چاہے کہ اُس کے پاس توبہ کرے تو اُسے منع نہ کرنا چاہیئے۔ اسے وہ کپڑا اسے جسے پہنے ہو اور نہ کھانا دے۔ اور نہ قوت پہنچائے۔

جو بیت نے لکھا ہے یا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے خدا وند ہی تو اس کا گواہ ہے۔ اور اس

میں میرے اور میرے نفس کے وجود کا کوئی دخل ہو تو میں اُس سے تیرے آگے براءت کرتا ہوں اور میں اس سے) بری ہوں۔ تو غفار الذنوب اور ستّار العیوب ہے۔ مجھے معاف فرما اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھے اچھے احوال اور جلیل القدر اقوال (پر قائم رہنے) کی توفیق عطا فرما۔

تو غفور و رحیم ہے تو حلیم و کریم ہے۔ برحمتک یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین۔

باب ششم

اولاد و احفاد

مخدوم زادہ بزرگ سید محمد اکبر حسینی

حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ کے دو بیٹے تھے۔ اُن میں بڑے صاحبزادے زبدۃ اصحاب نزاہت عمدۃ ارباب طریقت وحقیقت سید حسین المعروف بہ سید محمد اکبر حسینی جلالب نژاد احسن مشہود تھے۔ ان کے فضائل اس سے زیادہ ہیں کہ کتاب میں سما سکیں۔

تعلیم وتربیت دونوں مخدوم زادے بڑے عالم اور صاحب استعداد تھے۔ بسیار علوم معقول ومنقول خصوصاً اساتذہ اہل حضرت قاضی عبد المقتدر، مخدوم مولانا خواجگی خوری، مولانا محمد بلخی، مولانا نصیر الدین قاسم رحمہم اللہ سے پڑھے تھے۔ علوم سلوک اور ارشاد و تلقین حضرت مخدوم سے حاصل کی تھی۔

واردات مخدوم زادہ بزرگ کو ابتدائے حال میں خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ خواجہ نے فرمایا، مانگو جو کچھ چاہتے ہو۔ مخدوم زادہ بزرگ نے فرمایا میرا مقصود اس تفسر کا نہیں ہے کہ آپ سے مانگا جائے۔

ایک دفعہ حضرت شیخ الاسلام شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہٗ کی زیارت کے لیے گئے۔ حضرت شیخؒ کی رُوح سے ملاقات ہوئی تمام رات اُن کے ساتھ یکجا رہے۔

ایک دن مولانا ابوالفتح نے حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی خدمت میں گذارش کی کہ میں نے آج رات مخدوم زادۂ بزرگ کو عالمِ واقعہ میں دیکھا۔ مجھے یہ ذکر تلقین کیا ہے۔ حضرت مخدومؒ نے ارشاد فرمایا کہ تم پر ان کی عجیب مہربانی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مَیں نے یہ ذکر اُن کے سوا کسی کو تلقین نہیں کیا تھا۔

رُتبۂ بلند حضرت مخدومؒ اکثر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر محمد اکبر میرا بیٹا نہ ہوتا تو میں اُس کے لیے آفتابے میں پانی بھر بھر لاتا اور فرماتے تھے کہ کوئی مُرید اپنے پیر سے بہتر نہیں ہُوا ہے مگر دو شخص، ایک حضرت شیخ قطب الدینؒ حضرت شیخ معین الدینؒ سے، دُوسرے محمد اکبر مجھ سے۔

وفات ۱۵ ربیع الثانی ۸۱۲ھ کو چہار شنبہ (بُدھ) کے دن رحلت فرمائی۔ حضرت مخدومؒ نے انہیں غسل دیا۔ فرماتے تھے مَیں نے (عُمر بھر میں) دو آدمیوں کو غسل دیا ہے۔ ایک اپنے خواجہ حضرت شیخ نصیر الدین (چراغ دہلی) قدس سرہٗ کو ان کی وصیت کی تعمیل میں، دوسرے محمد اکبر کو۔

تصانیف مخدوم زادۂ بزرگ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ تفصیل یہ ہے۔

۱۔ معارفِ عربی در علمِ نحو
۲۔ شرحِ مُلتقط (حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی تفسیر ملتقط کی شرح)
۳۔ عقیدہ (فارسی زبان میں)
۴۔ رسالہ اباحتِ سماع
۵۔ رسالہ اباحتِ پوشیدنِ کفش در مسجد
۶۔ مقاماتِ صوفیاں (عربی)
۷۔ تصریفِ مالکی
۸۔ شرحِ سوانح
۹۔ رسالہ فارسی در علمِ صرف
۱۰۔ ملفوظ حضرت مخدوم قدس سرہٗ۔ دو نسخے۔ ایک دہلی میں اور دوسرا گجرات میں قلمبند کیا۔

اولاد مخدوم زادہ بزرگ کی شادی سلطان علاء الدین خلجی کے بھائی حاتم خاں کے نواسے ملک چھجو کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔

آپ کے ایک فرزند ہیں مخدوم زادہ میاں شاہ سفیر اللہ۔ اُن کی شادی مخدوم زادہ خرد محمد اصغر حسینی کی صاحبزادی سے ہوئی ہے اور ایک صاحبزادی جن کا عقد میاں کلتہ اللہ سے ہوا تھا۔

مخدوم زادہ خرد سیّد محمد اصغر حُسینی

دوسرے مخدوم زادہ شیخ اعظم مقتدائے مکرم جمال الملۃ والدین سیّد یُوسف المعروف بہ سیّد محمد اصغر طاب ثراہ وحسن مثواہ تھے۔ ان کے فضائل احاطۂ تحریر وتقریر سے متجاوز ہیں۔

حالات وکیفیات سات برس کی عُمر میں حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ سے عرض کیا کرتے تھے کہ بعض صوفی کہتے ہیں ہم خدا کو دیکھتے ہیں، آپ مجھے بھی خدائے تبارک وتعالیٰ دکھا دیجئے۔ اُسی زمانہ سے آپ سلوک میں مشغول ہو گئے۔ کشوف وتجلیاتِ جلالی وجمالی آپ کو حاصل ہو گئیں اور حقیقتِ اشیا۔ کما حقہٗ آپ پر منکشف ہو گئی۔

ایک دن مولانا ابو الفتح نے آپ کی خدمت میں گذارش کی کہ بندہ کے والد مولانا علاء الدین گویا حضرت مخدوم قدس سرہ کے منظورِ نظر تھے۔ حضرت مخدوم زادۂ بزرگ بھی اُن پر لطف فرماتے تھے۔ اگر مخدوم زادۂ خرد اس غلام پر مہربانی فرمائیں تو اُن اسرار سے جو حضرت مخدوم سے حاصل ہوئے ہیں کچھ مجھے عنایت فرمائیں۔ مخدوم زادۂ خرد نے ارشاد فرمایا، مولانا، حضرت مخدوم آپ کے لئے کافی ہیں فرماتے ہیں۔ وہ کافی ہے۔ مولانا ابو الفتح نے پھر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ آج تم جماعت خانہ میں ٹھہرو کچھ بتاؤں گا۔ نمازِ عصر کے بعد آپ گھر سے باہر تشریف لائے۔ دروازے کے سامنے کھڑے ہو ابو الفتح کو آواز دی۔ مولانا ابو الفتح فوراً حاضر ہوئے۔ مخدوم زادۂ خرد [illegible] اپنے ساتھ لیے ہوئے کوٹھے پر گئے اور کمرہ میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد کسی دوسرے شخص کو [illegible]

کی حقیقت منکشف ہوتی ہے۔ حضرت مولانا الہ الفتح نے اس سے بہت اسرار دیکھے۔

حضرت مخدوم زادہ میاں ید اللہ طال عمرہٗ فرماتے تھے کہ کبھی کبھی میں مخدوم زادۂ خردؒ کے مقام شغولیت میں چلا جاتا تھا تو اس مقام کو آپ کی ذات سے منور دیکھتا تھا اور پھر آپ کو اسی جگہ بیٹھا ہوا دیکھتا تھا۔

ایک بار حضرت مخدوم زادہ خردؒ کوٹھے پر مشغول بحق تھے۔ مخدوم زادہ میاں یمین الرحمٰن کوٹھے پر چلے گئے بچوں کی طرح کھیلنے لگے بلند آواز نکالی۔ حضرت مخدوم زادۂ خرد کو خلل واقع ہوا آپ نے میاں یمین الرحمٰن کو اٹھایا اور کوٹھے سے نیچے زمین پر پھینک دیا۔ گھر میں شور مچ گیا۔ اہلِ خانہ دوڑے۔ میاں یمین الرحمٰن کو اٹھایا۔ قطعاً کہیں زخم ہوا نہ خراش آئی۔

صحبتِ خلق سے آپ کو بالکل نفرت تھی۔ زیادہ تر خلوت میں رہتے۔ گھوڑے اور پالکی پر سوار نہیں ہوتے تھے مسجدِ جامع کو پیدل تشریف لے جاتے کبھی سے مصافحہ نہ فرماتے۔ اکثر اوقات مسجد اور حوض کی طرف تنہا تشریف لے جاتے اور مشغول رہتے۔ دو آدمی آپ کے یار تھے جو حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے مریدوں میں سے تھے۔ خوش الحان تھے۔ آپ کے پیچھے پیچھے وہ بھی چلے جاتے اور وہاں دور رہتے۔ کبھی کبھی مخدوم زادۂ خرد اُن کو طلب فرماتے اور ان سے نعت اور غزل سنتے۔ پھر وہ چلے جاتے اور آپ مشغول بحق ہو جاتے۔ جب لوٹتے تو انہیں ہمراہ لیے ہوئے واپس تشریف لاتے۔

اولاد مخدوم زادۂ خرد کی شادی دہلی کے سیدِ اجل علاء الدینؒ کی دختر سے ہوئی تھی۔ آپ کے سات فرزند تھے۔ بڑے لڑکے مخدوم زادہ مقبولِ حضرتِ الٰہ میاں ید اللہ طال عمرہٗ تھے اُن کے بعد میاں یمین الرحمٰن، میاں یمین اللہ، میاں للہ، میاں باللہ، میاں منَ اللہ، و میاں صبغۃ اللہ۔

میاں ید اللہ کی شادی میاں سالار کی صاحبزادی سے ہوئی۔ میاں یمین الرحمٰن کا عقد قاضی راجا کی دختر سے ہوا۔ میاں یمین اللہ اور میاں باللہ وصال فرما گئے۔ حق تعالیٰ باقی صاحبزادوں کی عمر دراز فرمائے۔

مخدوم زادۂ خرد سید محمد اصغر حسینیؒ کی ایک دختر بھی تھی جو مخدوم زادہ میاں سفیر اللہ ولد محمد اکبر سے بیاہی گئیں۔

حضرت شاہ ید اللہ حسینیؒ

میاں ید اللہ پر بچپن ہی سے آثارِ قبولیت و نجابت نمایاں تھے۔ اسی وجہ سے حضرت مخدوم

قدس اللہ سرہٗ اُن کو کبھی کبھی قبولا'' فرمایا کرتے تھے۔

جب حضرت مخدوم بی بی کو مرض موت لاحق ہوا تو حضرت مخدومؒ نے میاں یداللہ سے ارشاد فرمایا: یداللہ، جاؤ اور مشغول ہو کر معلوم کرو کہ اُن کے مرض کا انجام کیا ہوگا۔ میاں یداللہ نے آکر عرض کیا کہ اُن کی حیات زیادہ نہیں ہے۔ چند روز بعد انہوں نے وفات پائی۔

حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ میاں یداللہ کو خلوت میں اذکار و مراقبات تلقین فرمایا کرتے اور ارشاد فرماتے کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ بعدہٗ میاں یداللہ نے عرض کیا کہ مولانا ابوالفتح سے کہوں یا نہ۔ فرمایا اُن سے کہہ دینا۔ تمہارے والد اور محمد اکبر اُن کے باپ یعنی مولانا علاء الدین گوالیری سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ اُن سے کچھ بھی نہ چھپاتے تھے۔ تم بھی اُن سے کچھ نہ چھپاؤ۔ اسی وجہ سے حضرت میاں یداللہ اور حضرت مولانا ابوالفتح اکثر قاضی سراج الدین کی قیام گاہ کی چھت پر یکجا مشغول بحق رہتے تھے۔

ایک بار حضرت مولانا ابوالفتح مخدوم زادۂ خرد (سید محمد اصغر حسینیؒ) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ نے ارشاد فرمایا: مولانا ابوالفتح، یداللہ کے ساتھ یکجا مشغول رہا کرو۔ یداللہ اگرچہ چھوٹے ہیں لیکن ہمارے ہیں۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا ؎

بچۂ بط اگرچہ در سینہ بود
آب دریاش تا بسینہ بود

حضرت مخدومؒ کی صاحبزادیاں

بی بی فاطمہؒ

حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ کی تین صاحبزادیاں تھیں۔ بڑی صاحبزادی بی بی فاطمہؒ مُرسل سنی بی بی، حضرت مخدومؒ کے بھائی حضرت سید چندنؒ کے [illegible]
ابن الرسول کے نکاح میں تھیں۔

حضرت سید چندن کے چار فرزند اور دو دختر تھیں۔ بڑے صاحبزادے سید احمد، اُن کے ایک فرزند تھے، سید محمد اصغر (سید چندن کے) دوسرے صاحبزادے ابن الرسول تھے حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی صاحبزادی سے ان کے ایک فرزند تھے میاں شاہ اللہ۔ اُن کی شادی نصیر خاں کے گھر میں

ہوئی تھی۔ اولادِ نرینہ نہیں تھی، چار صاحبزادیاں تھیں۔ ایک سیّد زین العابدین کے گھر میں۔ دوسری سیّد عبدالحلیم اور تیسری سیّد فضل اللہ کے گھر میں۔ چوتھی سیّد رسول کے قرابتداروں میں بیاہی گئیں۔

سیّد علیؒ (حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے دادا بزرگوار) کے دو فرزند تھے۔ ایک سیّد یوسفؒ (حضرت مخدوم کے والدِ ماجد) دوسرے سیّد جلالؒ۔ سیّد جلالؒ کے فرزند شاہ علی بُرج العشّاق، اُن کے بیٹے شاہ فضل اللہ داماد بی بی فاطمہ بنتِ حضرت مخدوم، اُن کے بیٹے شاہ محمودؒ نواسہ بی بی فاطمہ اور شاہ محمودؒ داماد شاہ یداللہ۔ شاہ محمودؒ کی زوجہ بی بی منتہ اللہؒ بنت بی بی حجۃ اللہؒ ہشیرہ شاہ کلمۃ اللہ بن بی بی بتولؒ بنتِ حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ۔

سیّد چندنؒ کے تیسرے فرزند سیّد پیر رسولؒ تھے۔ چوتھے سیّد بضع رسول۔

سیّد چندن کی ایک صاحبزادی بنتِ رسولؒ، سیّد جیون حقؒ کے گھر میں تھیں اُن کے دو بیٹے تھے، سید کبیر الدینؒ اور سیّد فخر الدینؒ اور وہ دہلی میں ہیں۔

سیّد چندنؒ کی دوسری صاحبزادی بی بی خاتون تھیں۔

بی بی بتولؒ حضرت مخدومؒ کی منجھلی صاحبزادی بی بی بتول سیّد سالار کے گھر میں تھیں اور اُن کے دو فرزند تھے میاں کلمۃ اللہ، ان کی شادی مخدوم زادۂ بزرگ کی دختر سے ہوئی تھی۔

اور (دوسرے) میاں رُوح اللہ کو انہیں سلطان احمد (بہمنی) کی طرف سے دولت خان کا خطاب ملا تھا۔ ان دونوں بھائیوں کی اولاد نہیں ہوئی۔

میاں سالار کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک شمس الدین کے ہاں، دوسری میاں عبداللہ بن سیّد ابوالعالی (حضرت مخدوم کے سالے) اور تیسری مخدوم زادہ میاں یداللہ کے گھر میں تھیں۔

بی بی امۃ الدینؒ حضرت مخدومؒ کی تیسری صاحبزادی بی بی امۃ الدینؒ میاں بضع رسول بن سیّد چندن کے نکاح میں تھیں۔ ان سے ایک لڑکی تھی۔

بابِ ہفتم
خُلفاءِ کرام

۱۔ شیخ علاء الدّین گوالیریؒ

کہتے ہیں کہ سب سے پہلے شیخ علاء الدین گوالیریؒ نے خلافت پائی یہ ذی فنون عالم تھے۔ عُلومِ ظاہر حضرت قاضی عبدالمقتدرؒ اور شیخ زادہ شہاب الدین علی سے اور عُلومِ باطن حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں حاصل کئے تھے۔

ابتدائے حال میں مدرسہ سلطان محمد کے متولی اور قصبہ گوالیر کے مفتی تھے۔ ان کا گھرانا بہت بڑا تھا۔ اس سیرِ محمدی کا مؤلف جب حضرت مخدومؒ کے ہمراہ گوالیر آیا تھا تو سب کو دیکھا تھا۔ عہدۂ قضا و احتساب بھی انہیں کے گھر میں تھا۔ خاصی دُنیوی حیثیت کے مالک تھے۔

جب حضرت مخدومؒ سے بیعت ہوئے۔ تو مدد معاش [illegible] ترک کر کے فقر اختیار کیا اور متوکل ہو گئے۔ اکثر گوالیر اور بھاندیر کے پہاڑوں اور ریتالوں میں تنہا رہتے تھے۔ ہمیشہ روزے سے رہتے دو دو چار چار دن ٹک کے روزے رکھتے تھے۔ آخری ماہِ رمضان میں کہ جس کے بعد رحلت فرمائی تمام مہینے میں صرف تین افطاریاں کی تھیں۔ انتقال سے چودہ مہینے پیشتر ہی خبر کر دی تھی کہ فلاں وقت میرا انتقال ہو گا۔

[illegible] چھ چھ مہینے سامان نہیں کھاتے تھے۔ حق تعالیٰ کے ساتھ [illegible] تھے۔ انہیں کشفِ قبور، کشفِ ارواح اور مددِ ارواحِ غیب سے ملاقات حاصل تھی۔ کرامات ان سے بہت ظاہر

ہوتی تھیں۔

شعبان ۸۰۱ھ کے آخر میں حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے انہیں خلافت عطا فرمائی۔ جب گوالیر پر کافروں نے قبضہ کر لیا تو کنبے سمیت کالپی چلے آئے اور سکونت اختیار فرمائی۔

۸۰۶ھ میں حضرت مولانا علاء الدین گوالیریؒ، حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں گلبرگہ حاضر ہوئے۔ تمہیداتِ عین القضاۃ اور فصوص الحکم حضرت مخدومؒ سے پڑھیں۔ پھر سوانح (تصنیف خواجہ احمد غزالیؒ) پڑھنے کا خیال ہوا۔ حضرت مولانا علاء الدین گوالیریؒ اور ہر دو مخدوم زادگان نے ترتیب سے پڑھی۔ پھر اس کی ایک شرح مخدوم زادہ بزرگ (سید محمد اکبر حسینیؒ) نے لکھی اور ایک شرح مولانا علاء الدینؒ نے لکھی۔ حضرت مخدومؒ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ نے دونوں پسند فرمائیں۔

حضرت مولانا علاء الدین گوالیریؒ محرم ۸۱۴ھ کے آخر میں (کالپی میں) حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے جا ملے (گلبرگہ سے) وداع کے وقت حضرت مخدومؒ نے انہیں یعنی مولینا علاء الدین گوالیریؒ کو ارشاد فرمایا تھا کہ قاضی نور الدینؒ اجودھنی اور مولانا معین الدین توہانی کو میں نے اجازت و خلافت دی ہے۔ تم میری طرف سے اُن کے لیے خلافت نامہ لکھ کر بھیج دینا۔ یہ دونوں حضرات بڑے عالم، مشغول، حق اور صاحب حال تھے۔

۲۔ قاضی نور الدین اجودھنی
۳۔ مولانا معین الدین توہانیؒ

۴۔ شیخ صدر الدین خوندمیرؒ

بعد ازاں شیخ صدر الدین خوندمیرؒ نے خلافت پائی۔ ان کی سکونت قصبہ ایرچ پور میں تھی۔ ان کے باپ دادا ایرچ کے شیخ الاسلام تھے۔ بہت سے گاؤں اپنی معیشت اور لنگر کے خرچ کے لیے رکھتے تھے۔ قصبہ مذکور میں اُن کی نہایت درجہ آبرو تھی۔

۸۱۰ھ کے اوائل میں حضرت مخدومؒ کی خدمت میں گلبرگہ آئے۔ کچھ عرصہ حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں رہ کر تربیت پائی اور تلقین ذکر و مراقبہ حاصل کر کے مشغول ہوئے۔

رخصت کے وقت حضرت مخدومؒ نے انہیں خلافت مرحمت فرمائی۔

۵. قاضی اسحٰق بن محمدؒ چہتری

اس کے بعد حضرت قاضی اسحاق محمدؒ نے خلافت پائی۔ یہ بڑے عالم تھے اور درس دیتے تھے۔ قصبہ چہترہ کے مفتی تھے۔ ان کے باپ دادا بھی مفتی تھے۔ اِن کا گھرانا بھی بہت بڑا تھا۔ سب اہل علم و فضل تھے۔

۸۱۰ھ کے آخر میں حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی خدمت میں گلبرگہ حاضر ہوئے۔ بہت سی تربیت و ارشاد حاصل کیا اور خوب مشغول بحق ہوئے۔ وداع کے وقت حضرت مخدومؒ نے انہیں خلافت سے سرفراز فرمایا۔

۶. قاضی سُلیمان بن مُحمدؒ چہتری

پھر قاضی اسحاق کے بھائی قاضی سلیمان محمدؒ نے خلافت پائی۔ یہ بھی اہلیتِ تمام رکھتے تھے۔ اکثر پہاڑوں اور ویرانوں میں مشغول بحق رہتے تھے۔

پھر قاضی اسحاق کے ساتھ گلبرگہ کا قصد کیا۔ کچھ عرصہ حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے حضور میں رہ کر تلقینات حاصل کیں۔ رخصت کے وقت حضرت مخدومؒ نے انہیں بھی خلافت عطا فرمائی

۷. قاضی علیم الدین بن شرفؒ

اس کے بعد حضرت قاضی علیم الدین بن شرفؒ نے چوتھی شاخ احدیہ سے رشتہ دار تھے خلافت پائی۔ یہ اہل [illegible] شخص تھے۔ کچھ عرصہ حضرت مخدومؒ اور مخدوم زادگان کی صحبت و تربیت اُٹھائی اور تلقین و ارشاد سے بہرہ یاب ہوئے۔

۸۱۱ھ میں رخصت کے وقت حضرت مخدومؒ نے انہیں خلافت عنایت فرمائی۔

۸. سید محمد اکبر حسینیؒ

پھر ۸۱۱ھ کے آخر میں حضرۃ مخدوم زادہ بزرگ یعنی محمد اکبر حسینی [illegible] خلافت اور نعلین مبارک عطا فرمایا اور [illegible] اپنے روبرو بٹھایا۔ تمام مریدین سے ارشاد فرمایا کہ انہیں اسی طرح نذر و نیاز سے پاس لایا کرتے ہو۔ یارانِ طریقت نے ویسے ہی کیا۔

اس قصبہ کے تقریباً سات ماہ بعد انہوں نے اِس سرائے فانی سے اُس سرائے باقی میں رحلت فرمائی۔

۹۔ سید ابو المعالیؒ بعد ازاں حضرت سید ابو المعالیؒ نے خلافت پائی۔ یہ حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ کے سالے اور خادم تھے۔ بڑے عالم، مشغول بحق اور تارک دنیا تھے۔

۱۰۔ خواجہ احمد دبیرؒ پھر حضرت خواجہ احمد دبیرؒ نے خلافت پائی۔ ابتدا میں سلطان فیروز بہمنی، بادشاہ گلبرگہ کے دبیر تھے۔

۸۰۶ھ میں جب شیخ علاء الدین گوالیریؒ حضرت مخدومؒ کی خدمت میں گلبرگہ حاضر ہوئے۔ اور حضرت مخدومؒ سے فصوص الحکم پڑھنی شروع کی۔ ان علماء نے جو سلطان فیروز بہمنی سے تعلق رکھتے تھے سلطان سے کہا کہ فصوص الحکم کے بیشتر مقامات جادۂ شریعت سے ہٹے ہوتے ہیں۔ حضرت مخدومؒ اُن کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ کوئی ان کی مجلس میں جاتے، خوب سمجھ کر آتے اور یہاں بیان کرے۔

خواجہ احمد دبیرؒ کو منتخب کیا گیا۔ خواجہ احمد دبیر عوارف ہاتھ میں لے کر حضرت مخدومؒ کی خدمت میں آئے اور پڑھنے کی درخواست کی حضرت مخدومؒ نے فرمایا جاؤ محمد اکبر کے پاس پڑھو۔ خواجہ احمد دبیرؒ نے کہا کہ معنی ظاہر تو دوسروں سے زیادہ بندہ کو معلوم ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، پھر پڑھنے کی کیا ضرورت ہے، واپس چلے جاؤ۔ وہ واپس ہوتے اور دروازے کے سامنے بیٹھ گئے۔ ہر کسی سے پوچھتے کہ اب کون ہے جو حضرت مخدومؒ کی خدمت میں عرض کرے کہ آپ اُس کی بات رد نہ فرمائیں۔ سب نے کہا حضرت شیخ علاء الدینؒ کے سوا کوئی بھی بات نہیں کر سکتا۔

خواجہ احمد دبیرؒ شیرینی لے کر حضرت شیخ علاء الدینؒ کی ملاقات کو گئے۔ انہوں نے دریافت فرمایا۔ آپ کس سے بیعت ہیں۔ جواب دیا حضرت شیخ فریدالدین اجودھنیؒ سے۔ حضرت شیخ علاء الدینؒ نے فرمایا تمہاری عمر تو کم معلوم ہوتی ہے پھر اُن سے ملاقات کیسے حاصل ہوئی۔ خواجہ نے کہا کہ بندہ حضرت شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ سے ربط قلبی رکھتا ہے۔ جب چاہتا ہوں اُن سے خواب میں ملاقات ہو جاتی ہے۔ حضرت شیخ علاء الدین نے فرمایا، جاؤ آج رات مشغول رہو۔ جب حضرت شیخؒ سے خواب

ہیں ملاقات ہو تو اُن کی خدمت میں عرض کرو کہ فلاں شمس گذارش کرتا ہے کہ آپ کے طائفہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ خواب کی بیعت کا اعتبار نہیں۔ اگر معتبر ہے تو کتابوں میں کیوں لکھا ہے کہ خواب کی بیعت لائق اعتبار نہیں اور اگر معتبر نہیں ہے تو پھر آپ مجھے کیوں ضائع کرتے ہیں۔

خواجہ احمد دبیر چلے گئے اور مشغول ہوئے۔ حضرت شیخ فریدالدین مسعود قدس اللہ سرہٗ کو خواب میں دیکھا۔ ساری کیفیت عرض کی۔ حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا، مولانا علاء الدین درست کہتے ہیں۔ خواب کی بیعت معتبر نہیں۔ مولانا علاء الدین کے پاس جاؤ اور بیعت ہو جاؤ۔

صبح سویرے خواجہ احمد دبیر اپنے بیٹوں سمیت حضرت مولانا علاء الدین کی خدمت میں نذرانے کر حاضر ہوئے۔ رات کی کیفیت سنائی اور ان سے بیعت کی درخواست کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت شیخ خواجہ گیسو دراز اس طائفے کے مقتدا ہیں۔ اس کام کی روش وہ بہتر جانتے ہیں۔ مُرید کو پیر کی خانقاہ میں بیعت لینا بے ادبی ہوگی — (حضرت شیخ فریدالدین قدس سرہٗ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ میں پیر کے جماعت خانہ میں مُرید کروں) ان کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ مولانا علاء الدین کے پاس جا کر مُرید ہو جاؤ یعنی جہاں وہ کہیں۔ خواجہ احمد نے کہا کہ میں نہیں جانتا جیسے آپ کے نزدیک مناسب ہو کیجئے۔ انہوں نے کہا میرے ساتھ آئیے۔ حضرت مخدوم سے بیعت کرا دوں۔ انہوں نے ویسے ہی کیا۔ حضرت مخدوم کی خدمت میں لائے اور بیعت کرا دیا اس کے بعد کچھ دنوں حضرت شیخ علاء الدین کی صحبت میں رہے حضرت مخدوم کے حکم سے ان سے تربیت حاصل کی۔ پھر مدت مدید تک حضرت مخدوم کے حضور میں رہے اور تلقینات حاصل کیں۔ نوکری وغیرہ ترک کر دی اور کمال درجہ مشغول بحق ہوئے۔ ۷۱۵ھ میں حضرت مخدوم نے انہیں خلافت سے نوازا۔

۱۱۔ شیخ ابو الفتح بن علاء الدین گوالیری

اس کے بعد حضرت شیخ ابو الفتح بن علاء الدین گوالیری نے خلافت پائی۔ یہ علوم ظاہر و باطن کے متبحر عالم و فنون اللہ صاحب تصانیف تھے۔ علوم ظاہر کی تحصیل اپنے والد ماجد حضرت شیخ علاء الدین گوالیری، حضرت مولانا احمد تھانیسری اور ان کے بھتیجے سے کی تھی۔ علوم و اشغال باطنی ابتدا میں اپنے والد بزرگوار سے اور آخر میں حضرت مخدوم قدس اللہ سرہٗ سے حاصل کئے۔ ہمیشہ متوکل رہے اور کسی بادشاہ اور امیر وغیرہ

کے ہاں نہ جاتے اور نہ شریک مجلس ہوتے۔

جب ان کے والد ماجد حضرت شیخ علاء الدین نے رحلت فرمائی۔ تو انہیں خلافت اور سجادہ عطا فرمایا۔ والدِ ماجد کے انتقال کے بعد محرم ۸۱۴ھ کے آخر میں حضرت مخدومؒ کی خدمت میں گلبرگہ حاضر ہوئے۔ حضرت مخدومؒ سے خوب تربیت پائی اور بہت سے اذکار و مراقبات کی تلقین حاصل کی۔

۱۵ شعبان ۸۱۸ھ کو بوقتِ وداع حضرت مخدومؒ سے خلافت پائی۔ حضرت مخدوم نے لباس مہالچہ اور ٹکمان مرحمت فرمایا اور گل کے سرے تک پہنچانے کو تشریف لاتے۔

مولانا ابوالفتح نے اس مولفِ سیر محمدی سے بیان فرمایا تھا کہ جس زمانہ میں وہ تعلیم حاصل کرتے تھے سترہ، اٹھارہ برس کی عمر میں انہوں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آفتاب اور ماہتاب دونوں اُن کے سر پر طلوع ہوتے ہیں اور وہ ان دونوں کی روشنی میں ہیں۔ مولانا نے یہ خواب اپنے تھانیسری اساتذہ سے بیان کیا انہوں نے یہ تعبیر دی کہ تم دو بزرگوں سے تربیت پاؤ گے۔ آخر ایسا ہی ہوا حضرت مخدومؒ کہ مثلِ آفتاب تھے اور والدِ ماجد کہ مثلِ ماہتاب تھے دونوں سے تربیت و خلافت پائی۔

۱۲۔ شاہ کلمۃ اللہؒ

بعد ازاں آپ نے حضرت مخدوم زادہ میاں کلمۃ اللہ کو اجازت فرمائی یہ ابتدا میں تیر و ترکش کے شوقین تھے۔ آخر مشغول بحق ہوئے۔ حضرت مخدومؒ کی نگاہِ لطف ان پر بہت زیادہ تھی۔ جب بھی پان نوش فرماتے تو پس خوردہ انہیں مرحمت فرماتے۔ یہ کل بارہ خلفا ہوئے۔ اس کے بعد جب آپ کی رحلت کا زمانہ قریب آگیا اور وصالِ محبوب کا وقت موعود نزدیک تر ہوا تو مزید تیرہ حضرات کو خلافت عطا فرمائی۔ تفصیل بالترتیب یہ ہے۔

۱۳۔ سیّد محمد اصغر حسینیؒ

اوّل حضرت مخدوم زادۂ خرد سیّد یوسف المعروف بہ سیّد محمد اصغر۔ حضرت مخدومؒ کے وصال کے بعد آپ کے حسبِ ارشاد سجادہ نشین ہوئے۔ اس سیر محمدی کا مؤلف بھی اس موقع پر موجود تھا۔

۱۴۔ مخدوم زادہ حضرت میاں یداللہ

۱۵۔ مخدوم زادہ حضرت میاں سفیر اللہ

۱۶۔ حضرت میاں عبداللہ بن سیّد ابوالمعالی

۱۷۔ قاضی راجا حضرت قاضی راجا۔ پہلے گلبرگہ کے صدرِ جہاں (بادشاہی عہدہ) تھے۔ اس سے پیشتر ان کے بھائی اور والد بھی صدر جہانی کے عہدے پر فائز تھے انہوں نے ترکِ دنیا کرکے نوکری چھوڑدی اور مشغول بحق ہو گئے۔

۱۸۔ شیخ زادہ شہاب الدین حضرت شیخ زادہ شہاب الدین، جو بڑے عالم تھے اور علوم پڑھایا کرتے تھے۔ ان کے والد شیخ سلیمان بھی گلبرگہ کے بہت بڑے بزرگ شیخ تھے۔ انہیں نسبتِ خلافت شیخ الاسلام زین الدین دولت آبادی سے تھی۔

۱۹۔ مولانا بہاء الدین امام دہلوی حضرت مولانا بہاء الدین دہلوی۔ یہ مولانا ضیاء الدین سنامی کے خاندان سے تھے۔ بڑے عالم بکسو اور مشغول بحق تھے برسوں حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے امامِ صلوٰۃ رہے۔

۲۰۔ قاضی سراج الدین خادم حضرت قاضی سراج الدین، جو برسوں حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے خادم رہے۔ جماعت خانہ میں سبق پڑھایا کرتے تھے۔

۲۱۔ قاضی سیف الدین لکھنوی قاضی سیف الدین لکھنو کے رہنے والے تھے۔ یہ وہاں کے بزرگ زادے تھے۔ ان کا خاندان بھی علماء و مشائخ کا خاندان تھا جو اہلِ علم و فضل اور صاحبِ سماع تھے۔

۲۲۔ ملک زادہ عزالدین و شہاب الدین (۲۳) ملک زادہ عزالدین ——— اور ملک شہاب الدین یہ دونوں ملک قطب الدین بہمنی کے فرزند تھے۔ دونوں متعلم صالح اور مشغول بحق تھے۔ ذکر و مراقبہ میں ذوق تمام رکھتے تھے۔

۲۴۔ شیخ حمید الدین اجہودھنیؒ شیخ حمید الدین اجہودھنی، صوفی صافی اور مشغول بحق تھے۔

۲۵۔ ملک زادہ عثمانؒ | ملک زادہ عثمانؒ جو پہلے بڑی حیثیت کے آدمی تھے خاصی تنخواہ پر سرکاری ملازم تھے بعد میں تارک ہو کر روضہ ہی میں مقیم ہو گئے۔

علاوہ ازیں تین حضرات اور بھی تھے جنہیں گو کہ اجازت نہ تھی، لیکن حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی حیات ہی میں وہ بیعت لیتے تھے۔ حضرت مخدومؒ تک خبر پہنچی تو آپ نے سکوت اختیار فرمایا۔

۲۶۔ سید سعد الدینؒ | ان میں سے ایک صاحب دہلی میں سید سعد الدین تھے۔ آدمی مشغول اور صاحب سماع تھے

۲۷۔ شیخ مہابتؒ | دوسرے شیخ مہابتؒ لشکر کے حال میں تھے اور جام محبت پیے ہوئے تھے آپ نے ان پر مواخذہ نہیں کیا بلکہ معاف فرمائی۔

— ختم شد —

رئیدیائی نشریہ
۳۱ جنوری ۱۹۷۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطب الاقطاب خواجہ صدرالدین ابوالفتح الولی الاکبر الصادق

حضرت سیّد محمّد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ العزیز

(م ۸۲۵ھ)

سیّد نفیس الحسینی

شیخ شیوخ العالم حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۰۰ھ) کو بجا طور پر سلسلۂ عالیہ چشتیہ کا مجدد خیال کیا جاتا ہے۔ اُن کے حلقۂ فیض و تربیت سے سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور تاج الاولیاء حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صابر کلیری (م ۶۹۰ھ) رحمہما اللہ جیسے فخرِ روزگار اُٹھے، جنھوں نے سلسلۂ چشتیہ کو پُورے برصغیر میں پھیلا دیا اور آج اُن کے خلفاء اور اہلِ سلسلہ کے ذریعے پُورے عالم میں اشاعتِ اسلام کا کام جاری ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرّہٗ نے حکومت سے لے کر عوام و غرباء تک کو اپنے فیوض و برکات سے سیراب کیا۔ آپ نے کئی ایک سلاطین کا دور دیکھا لیکن اپنے شیوخ کے مسلک کے مطابق فقر و استغناء کے ساتھ سرکار و دربار سے دُور رہ کر اپنا کام سرانجام دیا۔ ۱۸ ربیع الآخر ۷۲۵ھ کو یہ آفتاب فیض و ارشاد غروب ہو گیا۔ وفات سے پیشتر آپ نے حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ کو خلافتِ خاص سے نوازا اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ حضرت چراغ دہلیؒ اپنے شیخ کے قدم بقدم تھے۔ اُنھوں نے گردشِ حالات اور تُند سیاسی طوفانوں میں بھی رشد و ہدایت کا چراغ روشن رکھا۔

بقولِ مؤلف "تاریخ دعوت و عزیمت":

"پھر اس چراغ سے دُوسرا چراغ روشن ہُوا جس نے جنوبی ہند ہی نہیں،
سارے ہندوستان کو عشق و محبت کی حرارت سے گرم اور اس کی خوشبو سے
معطر کر دیا یعنی حضرت سیّد محمّد گیسُو درازؒ۔ مدفونِ گلبرگہ (م ۸۲۵ھ)"

حضرت خواجہ گیسُو درازؒ برِصغیر پاک و ہند کے نہایت بلند پایہ شیخ طریقت اور مُرشدِ رُوحانی گزرے ہیں۔ آپ عام طور پر خواجہ بندہ نواز کے لقب سے مشہور و معروف ہیں۔ سلسلۂ نسب حضرت سیّدنا زید شہید بن علی بن سیّدنا حُسین رضی اللہ عنہم سے ملتا ہے۔ آپ کے دادا سیّد علی الحسینی ہرات سے دہلی تشریف لائے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۴، رجب ۷۲۱ھ کو دہلی میں ہوئی۔

جس زمانے میں سلطان محمّد تغلق نے دہلی کی بجائے دیوگیر یعنی دولت آباد کو پایۂ تخت بنانے کا ارادہ کیا اور اہلِ دہلی کو وہاں منتقل ہونے کا حکم دیا تھا، اُس وقت حضرت خواجہ گیسُو دراز کی عُمر چار سال کی تھی۔ آپ بھی اپنے والدین کے ہمراہ دولت آباد منتقل ہوئے۔ یہاں ایک صاحبِ کشف و ادراک بزرگ شیخ بابُو (رحمۃ اللہ علیہ) رہتے تھے۔ آپ کے والدِ ماجد حضرت سیّد یُوسف حسینیؒ اُن کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے اور آپ کو بھی ساتھ رکھتے۔ شیخ بابُوؒ بڑی شفقت سے پیش آتے۔ انھوں نے بچپن ہی میں آپ کی جبینِ مُبارک پر آثارِ ولایت محسوس فرمائے، جس کا انھوں نے بلند کلمات میں اظہار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام سے ایسا ہی ظہور میں آیا۔

آٹھ سال کی عُمر ہی میں آپ سے دینی شغف کا اظہار ہونے لگا۔ وضو اور نماز میں خاص اہتمام فرماتے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے نانا سے پائی۔ پھر ایک اور اُستاذ سے مصباح اور قدوری پڑھیں۔ نانا بزرگوار اور والدِ ماجد دونوں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے مُرید تھے۔ ان کی صحبت میں حضرت چراغ دہلی رحمہ اللہ کے فضائل و مناقب سُن سُن کر غائبانہ عقیدت پیدا ہو گئی۔ آپ کا قلب اُن کی خدمت میں حاضری کے لیے مُشتاق و مضطرب رہنے لگا۔

آپ دس سال کے تھے کہ والدِ بزرگوار نے ۵ شوال ۷۳۱ھ کو وفات پائی۔ دولت آباد میں

اُن کا مزار زیارت گاہِ خلائق ہے۔

۷۳۶ھ میں اتفاقاً حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ سفر دہلی اختیار کرنا پڑا چنانچہ آپ اپنی والدہ اور بڑے بھائی سید حسین عرف چندن کے ہمراہ دہلی تشریف لے آئے۔ اُس وقت آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی۔

دہلی پہنچ کر آپ حضرت چراغ دہلیؒ کی زیارت کے لیے بے قرار ہوئے چنانچہ بروز جمعہ آپ سلطان قطب الدین کی جامع مسجد (مسجد قوۃ الاسلام) میں گئے جہاں حضرت خواجہ نصیر الدین نماز جمعہ ادا کیا کرتے تھے وہاں حضرت چراغ دہلیؒ کو دُور سے دیکھا تو اُن کے چہرۂ مبارک کے انوار و جمال سے مسحور ہو گئے۔ ۱۶ رجب ۷۳۶ھ کو آپ نے حضرت چراغ دہلیؒ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

اس کے بعد سے آپ نے اپنے محبوب شیخ کی خدمت گزاری اختیار کی، مجاہدہ و ریاضت، ذکر و مراقبہ، اور حضرت شیخ کی تلقین و فرمائش کی بجا آوری میں مشغول ہو گئے۔ نیز علوم ظاہری کی تعلیم بھی کچھ سید شرف الدین کیتھلیؒ اور کچھ مولانا تاج الدین بہادرؒ سے حاصل کرتے رہے۔ قاضی عبد المقتدرؒ کی خدمت میں بھی تعلیم کے لیے حاضر ہوتے رہے۔

کبھی کبھی آپ حضرت چراغ دہلیؒ کی خدمت میں عرض کرتے:

"حضور، علم ظاہر تو کسی قدر حاصل ہو چکا ہے، اگر اجازت ہو تو اسی پر بس کروں اور کلی طور پر علم باطن میں مشغول ہو جاؤں"

حضرت شیخ فرماتے:

"خیر، ہدایہ، بزدوی، رسالہ شمسیہ، کشاف، مفتاح اور مخالف ان سب کتابوں کو ترتیب سے پڑھ لو، مجھے تم سے ایک کام لینا ہے"

آپ نے سب کتابیں پوری کر لیں تو حضرت شیخ بے حد خوش ہوئے۔ اس کے بعد

آپ ہمہ تن علومِ باطن میں لگ گئے۔ اپنے حالات حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کرتے رہتے حضرت چراغِ دہلیؒ فرمایا کرتے تھے :

" ستّر برس کی عمر میں ایک لڑکے نے مجھ میں پھر سے شوریدگی پیدا کر دی ہے اور مجھے میرے پہلے زمانے کے واقعات یاد دلا دیے ہیں"۔

آپ کا نامِ نامی بہت بلند ہُوا اور طائفۂ صوفیاء میں آپ کی شہرت پھیل گئی یہاں تک کہ صوفیانِ کامل بیک زبان فرماتے تھے کہ اس شخص کو نوجوانی ہی میں مقامِ پیرانِ واصل و متقدایانِ کامل حاصل ہو گیا ہے۔

حضرت چراغِ دہلیؒ نے اپنے وصال سے تین روز پیشتر ۱۵ رمضان المبارک ۷۵۷ھ کو اپنے تمام خلفاء میں آپ کو ممتاز فرما کر اپنا جانشین بنایا۔ آپ سجادۂ ولایت پر رونق افروز ہوئے اور ہاتھ بیعت کے لیے بڑھا دیا۔

جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال سے اُوپر ہو گئی تو حضرت مولانا جمال الدین مغربی رحمۃ اللہ (معاصر ابن بطوطہ) کی پوتی سے آپ کی شادی ہوئی۔ آپ کی اولاد میں دو صاحبزادے سیّد محمد اکبر حسینیؒ (م ۸۱۲ھ) سیّد محمد اصغر حسینیؒ اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادے بلند پایہ عالم اور صاحبِ مقام عارف تھے۔

زمانۂ مشیخت میں بہت سے علماء و صلحاء، سلاطین و خوانین اور قسم قسم کی مخلوق آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئی۔ اِس دوران میں دو مرتبہ آپ اجودھن (پاکپتن) میں بھی رونق افروز ہُوئے۔

جب آپ کی عمر شریف ۸۰ برس کی ہوئی تو ۱۰ ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو حملۂ تیموری کی وجہ سے اپنے تمام کُنبے سمیت دہلی کو خیرباد کہا۔ آپ کے سوانح نگار مولانا محمد علی سامانی بھی ہمراہ تھے۔

"سیرِ محمدی" میں انھوں نے پُورا سفرنامہ لکھا ہے:

حضرت خواجہ گیسو درازؒ بھیلسہ دروازہ کے راستے شہرِ دہلی سے باہر نکلے۔ پہلے بہادر پُور

(میوات) پہنچے۔ پھر گوالیر، بھاندیر، ایرچہ، چھتہ، چندیری، میاندھار، ٹروودہ اور کھنبایت میں قیام فرماتے گئے۔ دوران سفر میں ملوک وخوانین اور علماء ومشائخ کی کثیر تعداد نے جگہ جگہ استقبال کیا۔ خلق خدا جوق در جوق بیعت سے مشرف ہوئی۔

کھنبایت سے آپ دوبارہ ٹرودہ تشریف لائے۔ پھر وہاں سے سلطان پور ہوتے ہوئے دولت آباد میں اپنے والد بزرگوار حضرت سید محمد یوسف حسینی المعروف بہ سید راجا کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے۔ یہاں کا حاکم عضد الملک حاضر خدمت ہوا اور سلطان فیروز بہمنی بادشاہ گلبرگہ کی طرف سے نذر پیش کی۔ دولت آباد سے آپ نے گلبرگہ کا قصد فرمایا۔ سلطان فیروز بہمنی (م ۸۲۵ھ) نے اپنے خاندان، امراء، دربار کے علماء وسادات اور شاہی لشکر کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر استقبال کیا۔ حضرت کی خدمت میں باصرار عرض کیا کہ گلبرگہ میں مستقل قیام فرمائیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے چند روز کے توقف کے بعد بادشاہ روحانی سلطان کی درخواست قبول فرمائی۔

دکن میں حضرت خواجہ صاحب کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ خواص وعوام ان کے فیوض و برکات سے سیراب ہوئے۔ آپ کے کثیر التعداد خلفاء نے آپ کا فیضان شرق تا غرب جنوب میں پھیلا دیا۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی کا بھائی احمد شاہ بہمنی بھی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔ حضرت خواجہ صاحب کی صحبت میں اتباع سنت کا رنگ اس پر ایسا چڑھا کہ اپنی بادشاہت کے زمانے میں اس نے نفاذ شریعت محمدیہ کو اپنا شعار بنایا۔ دکن کی تاریخ میں احمد شاہ ولی کے نام سے مشہور ہے۔

گلبرگہ شریف میں بائیس سال تک آپ کے چشمہ رشد وہدایت [illegible] ہوتی رہی۔ جب عمر مبارک ایک سو چار سال کی ہوئی تو ۱۰ ذیقعدہ ۸۲۵ھ بوقت اشراق یہ آفتاب جہاں تاب غروب ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

"مخدوم دین ودنیا" ماوہ سال وفات ہے [illegible]

تصانیفِ خواجہؒ دکنؒ

تصانیف در دہلی (قبل از ۸۰۱ھ) و اثنائے سفرِ گلبرگہ (۸۰۱ھ تا ۸۰۳ھ)

(۱) مُلْتَقَطْ : قرآن پاک کی عربی تفسیر برنہجِ سلوک، دہلی میں تالیف کی۔

(۲) تفسیر بطرزِ کشّاف : پانچ پارے دہلی میں لکھے۔ ۸۰۱ھ میں حملۂ تیموری کی وجہ سے نامکمل رہ گئی۔

(۳) حواشیٔ کشّاف (۴) اشارات المشارق : ۸۰۲ھ میں بمقام بڑودہ

(۵) رسالہ رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃ

(۶) شجرۂ نسب : حضرت خواجہؒ فرماتے تھے کہ اس شجرہ کو لکھنے کے لیے مجھے کچھ اُوپر ستّر تاریخ کی کتابیں پڑھنی پڑیں۔

(۷) شرح رسالہ قشیریہ (فارسی) (۸) عوارف المعارف کی شرح معارف العوارف

(۹) شرح فصوص الحکم : ناقدانہ اسلوب پر سلطان پور نزد نندربار (گجرات) میں املا کرائی۔ ۸۰۲ھ

(۱۰) رسالہ بود و ہست و باشد (۱۱) رسالہ استقامۃ الشریعۃ بطریقۃ الحقیقۃ

(۱۲) ترجمہ رسالہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ : بتقاضا و اصرار شیخ زادہ محی الدین نبیرۂ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ

(۱۳) حظائر القدس المعروف بہ عشق نامہ : ۸۰۳ھ میں بمقام کھنبایت (گجرات) املا کرائی۔

(۱۴) شرح تمہیدات عین القضات ہمدانیؒ

(۱۵) ملفوظات : جمع کردہ مخدوم زادۂ بزرگ سیّد محمّد اکبر حسینی (بزمانۂ قیام دہلی)

(۱۶) ملفوظات : " " " درسفرِ گجرات۔ یہ نسخہ جوامع الکلم کے نام سے مشہور ہے

از ۱۸ رجب المرجب ۸۰۲ھ تا ربیع الثانی ۸۰۳ھ

(۱۷) خلافت نامہ : حضرت خواجہ صاحبؒ نے ایک خلافت نامہ دہلی میں لکھوایا تھا، اس میں کسی کا نام نہ تھا قیام گلبرگہ کے اخیر زمانہ میں آپ نے بعض خلفاء کے نام اس میں درج کرائے۔

(۱۸) خلافت نامۂ خاص برائے مولانا علاء الدین گوالیریؒ : در ۸۰۱ھ بمقام گوالیر

در احسن آباد گلبرگہ (۸۰۳ھ تا ۸۲۵ھ)

(۱۹) ترجمہ مشارق : در ۸۱۰ھ (۲۰) شرح فقہ اکبر (عربی)

(۲۱) سیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم : اپنے خادم خانقاہ شیخ سراج الدین کو املا کرائی۔

(۲۲) مخصوص اوراد : جو حضرت خواجہ صاحب نے مخدوم زادہ بزرگ سید محمد اکبر حسینی کو عطا فرمائے تھے انھیں حضرت مخدوم زادہ ہی نے جمع فرمایا

(۲۳) شرح فقہ اکبر (فارسی) (۲۴) شرح قصیدۂ امالی

(۲۵) شرح عقیدۂ حافظیہ معہ فضائل خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم

(۲۶) ضرب الامثال (۲۷) حواشی قوت القلوب

(۲۸) رسالہ عقیدہ : اس کے چند ورق لکھائے تھے کہ آپ نے سنا، مخدوم زادہ بزرگ عقیدہ لکھ رہے ہیں۔ اس لیے ترک فرما دیا۔ فرمایا وہی کافی ہے۔

(۲۹) شرح رسالہ قشیریہ معہ خاتمہ (۳۰) شرح عوارف (فارسی) در ۸۱۰ھ

(۳۱) شرح آداب المریدین (عربی) (۳۲) شرح آداب المریدین (فارسی) اوّل

(۳۳) شرح آداب المریدین (فارسی) دوم (۳۴) شرح آداب المریدین (فارسی) سوم

(۳۵) اسرار الاسرار (۳۶) حدائق الانس

(۳۷) خاتمہ آداب المریدین (۳۸) رسالہ در بیان آداب سلوک

(۳۹) رسالہ در بیان اشارات نجتبان (۴۰) رسالہ در اذکار و مراقبات (فارسی)

(۴۱) رسالہ در بیان معرفت حضرت جلّ جلالہ

(۴۲) ایک رسالہ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے نواسے سید روح اللہ کے لیے [illegible] لکھوایا تھا۔

(۴۳) مکتوبات : حضرت خواجہ صاحب کے وصال کے بعد مولانا ابو الغیاث المعروف بہ قاضی نور الدین

خادمِ خانقاہ نے جمع کیے تھے۔

(۴۴) دیوان : مُرتبہ مولانا عماد فتح آبادی۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کی غزلیں بہت تھیں۔ دوسرے لوگوں نے الگ الگ نسخے مُرتب کیے تھے۔

(۴۵) ملفوظات: حضرت مخدوم زادہ سید ابن الرّسول المعروف بہ بیاں منجھلے نے کچھ ملفوظ شہر دہلی میں لکھے تھے اور بقیہ حصّہ گلبرگہ میں تمام کیا تھا۔

(۴۶) ملفوظات : جمع کردہ قاضی علم الدین بن شرف الدین اجودھنیؒ خلیفہ حضرت خواجہؒ۔ در ۸۱۱ھ

(۴۷) ملفوظات : جمع کردہ شیخ الاسلام چھترہ خلیفہ حضرت خواجہؒ

(۴۸) ملفوظِ منظوم: ملک زادہ عثمان جعفر خلیفہ حضرت خواجہؒ

(۴۹) خلافت نامہ: برائے قاضی اسحاقؒ۔ چھترہ در ۸۱۰ھ

(۵۰) خلافت نامہ: برائے قاضی سلیمانؒ برادر قاضی اسحاقؒ چھترہ در ۸۱۰ھ

(۵۱) خلافت نامۂ خاص : برائے شیخ صدر الدین خوندمیرؒ در ۸۱۰ھ

(۵۲) خلافت نامہ: برائے مولانا ابوالفتح رُکن الدین بن مولانا علاء الدین گوالیریؒ در ۸۱۸ھ

مولانا محمد علی سامانیؒ نے "سیرِ محمدی" میں تین خلافت نامے (خلافت نامہ عام دہلی، خلافت نامہ مولانا علاء الدین گوالیریؒ اور خلافت نامہ مولانا رکن الدین ابوالفتح رحمۃ اللہ) درج کیے ہیں۔ فرماتے ہیں دیگر حضرات کی سرفرازیٔ خلافت کے وقت موجود نہ تھا اور وہ گلبرگہ میں قیام پذیر نہ تھے کہ میں اُن کے خلافت نامے نقل کر لیتا۔

سوانح بندہ نوازؒ کے دیگر قدیم و مُستند مآخذ :

(۱) سیرِ محمدی، مؤلفہ مولانا محمد علی سامانیؒ، سنہ تالیف ۸۳۱ھ (۲) تاریخِ محمدی و تاریخِ حبیبی: تالیف ۸۴۹ھ مؤلفہ مولانا عبدالعزیز (۳) محبت نامہ: ملفوظات حضرت شاہ یداللہ حسینیؒ، تالیف ۸۴۳ھ (۴) شمائل الجمل و شمائل الکمل: ملفوظات حضرت خواجہ ابوالفیض بیدریؒ، سن تالیف ۸۷۴ھ تا ۸۷۷ھ (۵) تبصرۃ الخارقات: سید من اللہ، ۹۸۱ھ

حضرت خواجہ گیسو دراز قدس سرہٗ کا مسلک

حضرت خواجہ گیسو دراز رحمہ اللہ علیہ عقیدہ اہلِ سنت وجماعت سے متصف تھے۔ آپ نسباً اور طریقۃً اسی عقیدہ سے وابستہ تھے۔ سلسلۂ عالیہِ چشتیہ سے منسلک تھے۔ آپ کے مشائخ کرام حنفی العقیدہ تھے۔آپ کی تمام تصانیف مسلک اہل سنت وجماعت کی ترجمان ہیں۔

سیر محمدی و تاریخِ حبیبی میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کی تالیف "الفقہ الاکبر" کی آپ نے شرح بھی لکھی۔ اس کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"فان کتاب الفقه الاکبر تصنیف الامام الاعظم وهو الامام استاذ الا ئمّة سِراج اُ لا مّة نعمان بن ثابت الکو فی و هو من التابعین. (شرح الفقه الاکبر صفحه۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے بیان کی تشریح کرتے ہوئے روافض کی تردید کرتے ہیں: امام می فرماید رضی اللہ عنہ: از ہیچ یکے از صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیزار نشویم۔ چنانچہ ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عبدالرحمن عوف و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید و معاذ بن جبل و ابو عبیدہ جراح و زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وامثال ایشان را روافض بعضے را انکار می کنند و بعضے را قبول می کنند۔ ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ را انکار می کنند۔ گر موجب و سبب آں را بیان می کنم قصہ دراز می شود ----- محمد حسینی گیسو دراز مسلماناں را ایں قدر بباید دانست اوّلہم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضوان اللہ علیہم ثم باقی العشرۃ، ثم بقیہ طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید، ابو عبیدۃ جراح۔ امام میفرماید رد

کنیم قول روافض را بقولِ پیغامبر علیہ السلام، "یارانِ من ہمچو سیار گانند، بہر کدُامی کہ اقتدا کنید راہِ راست یا بید" - پس بدیں حدیث ردِّمذہبِ ایشاں ثبوت یافت وفضائل صحابہ بسیار است آنکہ ذکرِآں اینجا کنم دراز می شود نبشتہ نشد۔ (الفقہ الاکبر صفحہ ۱۷)

حضرت خواجہ گیسودراز ؒ فرماتے ہیں:

توچہ میگوئی- مردمانے کہ بحیلہ نماز گزارند وہمہ عُمر ایشاں در بیع وشراء رود، چہ گوئی ایمانِ ایشان باایمان ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ برابر باشد.

باعلیؓ گوید: انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ

وباابوبکرؓ گوید: لو وزن ایمان ابی بکر مع ایمان اھل الارض لر جح

وباعمرؓ گوید: أن الحق لینطق علی لسان عُمر

وباعثمان ذوالنورینؓ گوید: وأن لم یحضر البدی ولکن ھو البدری.

ایں کمال ایمان است- پس کمال ایمان بہ اسلام واستسلام است (صفحہ ۲۰-۲۱)

حضرت مخدوم گیسودراز قدّس سرّہ کی دو کتابوں کے خطبے بھی ملاحظہ ہوں:-

شرح تمہیدات عین القضاۃ ہمدانیؒ

سپاس بیحد وثنائے بیعد مر حضرت آں خدائے را کہ در بیدائے الوہیت او دیدۂ عقل حیران است ----------وصلوٰۃ بے غایات وتحیات بے نہایات بر روضۂ مطہر ومرقدِ معطر وروحِ منور محمد مصطفےٰ ﷺ ورضوان بسیار ومغفرتِ بے شمار برآل واصحاب واتباعِ اوباد- رضوان اللہ علیہم اجمعین

الحمدلله خالق اللیل و النهار و جاعل الظلمات و الانوار و الصلوٰة علی محمّد رسول الله المختار و علی عترته الا طهار و صحابته الاخیار من المهاجرین والانصار.

عقیدہ حافظیہ کی شرح بھی آپ نے لکھی - اس میں خلفاء راشدین کے فضائل کا اضافہ فرمایا۔
الغرض حضرت خواجہ گیسو دراز رحمہ اللہ علیہ اور ان کی اولاد واحفاد طریقۂ اہلِ سنّت وجماعت کے حامل وعامل تھے۔

"جوامع الکلم" میں فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

() حضرت نے فرمایا کہ بہت سے لوگ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت (صفحہ ۶۸)
کے بارے میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں کوئی انہیں نبی تک کہہ دیتا ہے۔ بہت سے گروہ پیدا ہوگئے ہیں ہر ایک کے بارے میں تفصیل بیان کرنا تو بہت طویل بات ہے لیکن حق بات یہ ہے کہ امیر المومنین ابو بکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں افضل ہیں۔ ان کے بعد عمر ان کے بعد عثمان ان کے بعد علی کرم اللہ وجہہ ہیں کل صحابہ اولیاء خدا برحق ہیں مقربانِ حضرتِ خداوند تعالیٰ و ہمات دیگر ضلالت در ضلالت است۔

() میرا عقیدہ بادلِ راست یہ ہے کہ افضلِ صحابہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم (۸۱)

() انس بن مالکؓ کی روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارے لیے قرآن ثم [illegible] (۸۲)

() حضرت علی رضی اللہ عنہ ساری دنیا کو ایک حق کے ستون پر قائم رکھنے [illegible] (۸۳)

() دین اسلام اپنے پورے جمال وکمال پر عہد رسول اللہ ﷺ میں تھا۔ بعد ازاں خلفاء راشدین کا بھی اس پر قدم استوار رہا۔ (۸۹)

() حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دوستوں کے وصف (۸۴)

- جناب رسول اللہ ﷺ کا قیلولہ اور حضرت سلمان کی نگہبانی (۹۵)
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں راضی ہوں یا رسول اللہ (۹۶)
- امیر المومنین ابو بکر رضی اللہ عنہ آدھی رات سے اُٹھ کر وضو کرتے اور گھر کے صحن میں نماز میں مشغول ہو جاتے۔ اس وقت ایسی خوشبو پھیلتی جو گلاب وغیرہ مشک اور کافور میں بھی نہیں پائی جاتی۔ جب صبح ہوتی تو وہ ایک آہ کھینچتے اور اس وقت ایسی بُو محسوس ہوتی جیسے سڑے ہوئے گوشت کے ٹکڑے سے پیدا ہوتی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے۔ (۹۸)
- فرمایا کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہم لوگوں کا رومال اور تولیہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیر کا تلوا تھا۔ (صفحہ ۱۰۰)
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اندر بلایا اور تمام صحابہ کے ساتھ بٹھلایا۔ اسی وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ اے رسول اللہ ﷺ آپ عمرؓ سے خدا کا یہ پیغام کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو عمرؓ سے خوش ہوا، میں بھی اس سے خوش ہوں اور جو ان کا مخالف ہوا میں بھی اس کے مخالف ہوں۔ (۱۱۰)
- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ذکرِ خیر۔ (۱۴۱)
- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر مبارک۔
- ہجرت کے لیے ابو بکرؓ سے حضور ﷺ کا مشورہ۔ (۱۵۴)
- حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ، حضرت زید بن حارثہؓ
- حضرت ابو بکرؓ کا قبولِ اسلام (۱۶۷)
- شیعہ حضرت علیؓ کو صلواۃ اللہ و سلامہ علیہ اور صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ بارھویں امام (۱۷۴) کو معصوم کہتے ہیں اور ان کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم اور صلواۃ اللہ و سلامہ علیہ بھی لگاتے ہیں۔ اگرچہ یہ سب مختلف لفظ ہیں لیکن معنی سب کے تقریباً ایک ہی ہیں۔ اسی طرح عصمت اور حفظ دونوں ہم معنی لفظ ہیں۔ معنی کے لحاظ سے الفاظ میں فرق پیدا کرنے کے لیے اس قدر بیر پھیر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

() رسول اللہ ﷺ کی وفات کے حالات۔ (۱۷۶)

() مواخات صحابہؓ کا ذکر (۱۹۴)

() گناہوں کی بیبت اور خدا کا خوف اہلِ بیت رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے دلوں میں نہایت زیادہ تھا۔ (۲۱۱)

() فرمایا واقعہ افک میں عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں نے بہتان لگایا تھا۔ (۲۱۱)

() رسول اللہ ﷺ کے چاروں یاروں کی عمر قریب قریب ایک ہی تھی۔ (صفحہ ۲۱۳)

() چاروں یاروں کی فضیلت (۲۱۴)

() صحابہؓ کی خوش طبعی (۲۱۶)

() ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکرِ خیر (۲۳۸)

() مشارق الانوار کو قبولیت حاصل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں جتنی احادیث ہیں سب صحیح ہیں (۲۵۶)

() امام ابو حنیفہؒ کا مکالمہ (۲۶۸)

() امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کا تذکرہ (۲۸۱)

() حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا خواب۔ ضمناً ذکر حضرت ابو بکرؓ (۳۲۲)

() میر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے خاتمِ رسول کا کنوین میں گر جانا (۳۲۵)

() حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک دُعا (۳۳۴)

() حضور رسولِ کریم ﷺ اور صحابہ کی تفریح (۳۳۵)

() بو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کا قصہ (۳۵۹)

() امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ (۳۷۰)

() روایت انس رضی اللہ عنہ -------- رسول اللہ ﷺ کا عمامہ اور حضرت عائشہ سے پوچھتے کہ کیسا بندھا ہے (۳۷۸)

() امام اعظمؒ کپڑے کی دکانداری کرتے تھے (۳۸۳)

() بلال، صہیب، سلمان، مغیرہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا ذکر (۳۸۷)

() امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر (۳۸۹)

() ابو بکرؓ، افضل صحابہ رضی اللہ عنہم (۴۰۱)

() حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور آیت کی تفسیر (۴۳۲)

() امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت حسن بصریؒ اور کمیل بن زیادؒ کو خرقہ ملا (۴۵۱)

() رسول اللہ ﷺ کے حضور صحابہؓ کا حسنِ ادب (۴۵۵)

() فضائل صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم (۴۵۹)

() امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ و فتحِ فارس (۴۶۱)

() امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا قصہ (۴۶۵)

() حضرت حسن بصری اور حبیب عجمیؒ کا ذکر (۴۸۱)

O امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں خواب (۴۸۲)

() امام ابو حنیفہؒ کے حسب و نسب کی شرافت (۴۸۵)

() حضرت فاطمہ الزہرا اور ام المومنین عائشہ سوال و جواب (۴۸۷)

() حجرۂ ام المومنین حضرت حفصہ و ام سلمہ رضی اللہ عنہ میں خوشبو (۵۱۵)

() مشائخ کے شجرات (۵۵۵)

() حضور ﷺ نے حلق کرانا اور صحابہ کا ہجوم (۵۵۸)

اقتباسات از تاریخِ حبیبی (تالیف ۸۴۹ھ)

حضرت خواجہ گیسودراز رحمہ اللہ علیہ کے سوانح نگار علامہ عبدالعزیز واعظی جو مخدوم زادہ خُرد کے مرید تھے، اپنی تالیف "تاریخ حبیبی" میں رقمطراز ہیں۔

"حضرت قطب المشائخ فرمایا کرتے تھے کہ فقیہ صوفی اور سیّد سنی کم ہیں۔" مجھ میں یہ چاروں صفات موجود ہیں۔ (صفحہ ۳۶)

حضرت خواجہ نے فرمایا۔

"شیعہ کہتے ہیں کہ پیش امام چاہیے کہ معصوم ہو۔ یہ بہت بڑی مشکل ہے۔ ایسا کہاں مل (۳۷)
سکتا ہے اور کیسے ممکن ہے۔"

دونوں مخدوم زادوں کا طریقہ ماند و بود اہل سنت و جماعت کے اصولوں پر تھا۔ خلوت و (۶۲)
سب جلوت اہل سُنّت و جماعت اور دیندار و دین پرور علماء و صحاء اور صوفیہ و فقہا اور صاحبانِ
عقل و دانش کے ساتھ تھا۔

حضرت مخدوم زادہ خُرد ان افعال و اعمال اور طریقہ سنّت و جماعت پر دعوت دیتے تھے (۱۱۳)
جس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خالص پیروی و متابعت تھی۔

حضرت مخدوم زادہ خُرد کا کلام و ارشاد اہل سُنّت و جماعت کے قاعدے پر اور ھدایات مشائخ (۱۱۴)
طبقات کے قانون پر ہوتیں۔

کتاب العقائد

حضرت خواجہ گیسودراز قدس سرہ کے فرزند اکبر حضرت سید محمد اکبر حسینی رحمہ اللہ کی ایک تالیف عقائد کے موضوع پر ہے جو "کتاب العقاید" کے نام سے گلبرگہ سے شائع ہو چکی ہے۔ از اوّل تا آخر مذہب اہلِ سنت و جماعت کی ترجمان ہے

کتاب کا ابتدائی خطبہ ملاحظہ ہو۔ حمد بیحد و ثنائے بے عد مر خداوندے را کہ موصوف ست بہ صفات کمال و منزہ است از عیب حدوث و نقصان و زوال۔ و درود مطہر بر روضہ معطر سرور انبیاء مہتر صفیاء محمد رسول اللہ ﷺ کہ منعوت است باحسن اخلاق و اکرام وافعال و بریارانِ او کہ بہترین یاران اند و بر آلِ او کہ بہتر است از ہمہ آل۔

کتاب سوال و جواب کے انداز پر لکھی ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو:

(۱) سوال اگر ترا پرسند مراتب ایمان چند است۔

جواب بگو مراتبِ ایمان قابل حصر و حد نیست۔ نمی بینی کہ محمد رسول اللہ ﷺ در باب امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میفرماید۔

لو تزن ایمان ابا بکر با یمان اهل الارض لرجع أی نعلب

اکنوں چوں ایمانِ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایں مقدار بود کہ بر ایمان اہل الارض غالب آمد، مراتبِ آں راحصر نباشد ولاشک ایمانِ انبیاء ارجح از ایمانِ ابو بکر است۔ (صفحہ ۸۰)

(۲) سوال: اگر تُرا پرسند کے مامون العاقبہ شود یا نہ

جواب: بگو انبیاء صلوات اللہ علیہم السلام قطعاً مامون العاقبہ اند۔ آما غیر ایشاں کہ مامون العاقبہ نباشد۔ در خوف و رجا باشد۔ ایں سخن در کتب فقہ مسطور است مذہب فقہا با جمعہم ہمیں است۔ وعشرہ مبشرہ را نیز الحاق بانبیاء کردہ اند کہ ایں دہ نفر فردا آمنا و صدقنا در بہشت باشند وآں دہ نفر ایشاں ابو بکر و عُمر و عثمان وعلی و طلحہ وزُبیر و عبدالرحمٰن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدۃ بن الجراح و سعید بن زید (رضی اللہ عنہم)

وہمچنیں حسن و حسین و فاطمہ و عائشہ و خدیجہ و زوجات مطہراتِ دیگر (رضی اللہ عنہم) و غیر ایشاں آنکہ حدیث صحیح در بابِ ایشاں وارد است۔ (صفحہ ۱۰۲)

محبت نامہ ملفوظات شاہ یداللہ حسینی نبیرۂ خواجہ گیسودراز قدس سرہ

() حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکرِ خیر (صفحہ ۳۶)

امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ کا شمار مشاہیر روزگار میں ہے اور آپ کی تعریف دُنیا کے (۸۴)
ہر گوشے میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ کا آفتابِ شہرت دُنیا میں تاباں و درخشاں ہے۔
آپ کی روشنی قمر سے زیادہ روشن تو آفتاب سے زیادہ ضوفشاں ہے۔

() امام اعظمؒ می گوید: (۱۴۱)

() امیر المومنین عُمر رضی اللہ عنہ۔ (۱۴۸)

[illegible]

"حضرت قطبی (خواجہ گیسو دراز) کے ولایت کے آخری زمانے میں جبکہ حضرت مخدوم کا جسم بہت کمزور ہوگیا تھا: ایک روز حضرت میاں یداللہ نے حضرت مخدوم کے سامنے بیٹھ کر یہ عرض کیا کہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ گزارش کی کہ میرے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے کہ آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کے قدم مبارک میں دیکھتا رہوں۔ میرا بھی حال حضرت مخدوم کے ساتھ ایسا ہی ہے۔" تاریخ حبیبی ص ۱۲۸

ملفوظات شاہ من اللہ حسینی نبیرہ حضرت گیسو دراز قدس سرہ

"شوامل الجمل فی شمائل الکمل" کے ابتدائی خطبے میں صلوۃ علی النبی ﷺ کے بعد "خلفاء راشدین" کو نہایت بلند الفاظ میں یاد فرمایا ہے۔

والصلوٰۃ علی نبیّہ المبعوث لدعوۃ الخلق الی الحق بالنطق الصّدق وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ محمّدِ الذی امرنا اللہ تعالیٰ بصلوٰتہ و خلق الافلاک بمحبّتہ وعلیٰ الہ و صحبہ نجوم الھدایۃ وکواکب العنایۃ من اقتدی بھم اھتدی ومن خالفھم ضَلّ واعتدی وخص من بینھم باعلی درجات المقربین اولھم الشیخ الکبیر والانیس الجدیر الصدیق الحقیق ابو بکر الصدیق ثم الشیخ العادل و الخلیفۃ الکامل الباذل المخاطب من الحضرۃ الالوھیۃ بالخطاب عمر بن الخطاب ثم الذی یستحی منہ ملائکۃ الرحمن المتعبد بالارکان الذاکر بالجنان وجامع فرقان عثمان بن عفان ثم الذی یَستَّر العیوب ویستحق الخرقۃ من علاّم الغیوب اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیھم اجمین.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توحید و نعت و مناقب صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم

تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ قِیْلٍ وَّقَالٍ ۔۔۔ وَعَنْ حَدٍّ وَّرَسْمٍ وَّالْمِثَالِ
قَرِیْبٌ ذَاتُہٗ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ ۔۔۔ وَلٰکِنْ لَیْسَ یُوْصَفُ بِالْاِتِّصَالِ
بَعِیْدٌ ذَاتُہٗ اَیْضاً وَلٰکِنْ ۔۔۔ بِلَا وَصْفِ التَّفَرُّقِ وَالْاِنْفِصَالِ
تَنَزَّہَ عَنْ مَکَانٍ حَالَ مِنْہُ ۔۔۔ وَلَا یُوْجَدُ مَکَانٌ عَنْہُ خَالِ
صَلٰوۃُ وَّالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلٍ ۔۔۔ حَمِیْدٍ اَحْمَدٍ حَسَنِ الْخِصَالِ
کَرِیْمٍ رَاحِمٍ بَرٍّ رَؤُوْفٍ ۔۔۔ شَرِیْفٍ شَافِعٍ اَھْلَ الضَّلَالِ
عَلٰی اَصْحَابِہٖ اَلْقَیْتُ عَبْدٌ ۔۔۔ ذَلِیْلٌ خَاضِعٌ ذِی الْاِبْتِذَالِ
صَدُوْقٌ صَادِقٌ صِدِّیْقٌ صِدْقٍ ۔۔۔ اَبُوْبَکْرٍ اِمَامُ الْحَقِّ وَالٍ
اَبُوْحَفْصٍ ھُوَ الْفَارُوْقُ حَقًّا ۔۔۔ وَذَا مُسْتَنْطَقٌ مِنْ ذِی الْجَلَالِ
وَذُوالنُّوْرَیْنِ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ ۔۔۔ اَشَدُّ الْحَیِّ اَعْبَدُ بِاللَّیَالِ
وَرَابِعُھُمْ عَلِیٌّ زَوْجُ زَھْرَا ۔۔۔ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَعَلَی الْکَمَالِ
ھُوَالْھَادِیْ ھُوَالدَّاعِیْ ھُوَالسَّاعِیْ ۔۔۔ وَذَا شَیْخُ الشُّیُوْخِ بِلَا اِخْتِلَالِ
ھُوَالْقُدْمُ الْھُمَامُ لِاَھْلِ زُھْدٍ ۔۔۔ لَہُ الْخِرْقَۃُ بِلَا وَھْمٍ الزَّوَالِ

خواجہ گیسو دراز : تاریخ حبیبی

اللہ جل شانہ کی ذات قیل و قال اور حدود و رسم و نشان اور مثال سے بالاتر ہے اس کی ذات ہر شیئے سے قریب ہے لیکن اسے اتصال سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ اس کی ذات ہر شیئے سے بعید ہے لیکن اسے فرق و انفصال سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ جس جگہ کہا جائے کہ وہ وہاں ملتا ہے اللہ اس سے منزہ ہے لیکن کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں وہ نہ ہو پھر ایسے رسول پر درود و سلام ہو جو حمید و احمد اور صاحب خصایل حسنہ ہیں کریم ہیں رحیم ہیں بزوروف ہیں۔ شریف ہیں اور گمراہوں کے شفیع ہیں ان کے اصحاب ایسے بندے کا سلام پہونچے جو ذلیل۔ منکسر اور متبذل ہے انہیں میں سب سے زیادہ ہے حضرت صدیق اکبر ہیں جو امام برحق ہیں اور مسلمانوں کے والی پھر ابو حفص عمرؓ پر جو حق و باطل کے بڑے فرق کرنے والے تھے اور ایسے تھے کہ خدائے ذوالجلال کی طرف سے سکینہ آپ کی زبان سے بولتی تھی پھر حضرت ذوالنورین عثمان بن عفانؓ پر جو حق پر شدید ترین تھے اور راتوں کو سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے پھر چوتھے خلیفہ حضرت علی جو حضرت فاطمہ زہراؓ کے شوہر تھے اور بدرجہ کمال تمام مومنوں کے ولی و والی تھے۔ وہ ہادی اور داعی الی اللہ تھے اور بلاشبہ تمام شیخوں کے شیخ تھے، ان کا اہل زہد میں بہت بڑا مرتبہ ہے اور بلاشک و خوفِ زوال وہ صاحبِ خرقۂ رسول ہیں۔

مرتبۂ بلند

۱) حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی رحمہ اللہ علیہ:

حضرت قدوۃ الکبراء (یعنی مخدوم سیّد اشرف جہانگیر سمنانی) میفر مودند کہ چوں بشرف ملازمت حضرت میر سیّد مُحمّد گیسُودراز مشرّف شدم، آں مقدار حقائق و معارف کہ از خدمت وے بحصول پیوست از ہیچ مشائخِ دیگر نبود۔ سبحان اللہ چہ جذبہ قوی داشتہ اند۔ (لطائف اشرفی)

۲) حضرت شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی رحمہ اللہ علیہ:

سیّد مُحمّد بن یوُسف الحسینی الدھلوی خلیفۂ راستین شیخ نصیر الدین مُحمود چراغ دہلی است، جامع است میانِ سیادت و علم و ولایت۔ شانے رفیع و رتبتے منیع و کلام عالی وارد۔ اور ادر میانِ مشائخ چشت طریقے مخصوص است۔ (اخبار الاخیار)

۳) حضرت شاہ رفیع الدین بن حضرت شاہ ولی اللہ مُحدّث دہلوی قدس سرہما:

بعض یاران حل سرے از اسمار حضرت غریب نواز مُحمّد گیسُودراز قدس اللہ سرہ درخواستند۔ آنچہ حاضر الوقت شد بتر قیم می آید۔ قال العارف المحقق رفعہ اللہ قدرہ، (رسالہ حل معمّا)

۴) برہان مآثر کے مؤلف نے

حضرت خواجہ گیسُودرازؒ کو قدوۂ اربابِ حال، سردفترِ اصحابِ کمال، قطب سپہرِ سیادت ومعرفت، مرکزدائرۂ حقیقت وطریقت، شاہباز بلند پرواز لکھا ہے۔

۵) مرآۃ الاسرار:

"مقبول عالم و عالمیان گشت و عالے از حُسنِ معاملتِ وے فیضِ مند گردید وصیت کمالاتش از شرق تا غرب رسید"

۶) خزینہ الاصفیا:

"از عظمائے اولیاے حق بین و کبرائے مشائخ متقدمین و خلیفۂ راستین شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی است۔"

حضرت مولانا سیّد سلیمان ندویؒ:

"حضرت خواجہ گیسُودراز رحمہ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے سُلطان القلم ہیں۔"

اے رونقِ بزمِ چشتیائی

اے مظہرِ شانِ کبریائی — اے پرتوِ نورِ مصطفائی
اے پیکرِ زہد و پارسائی — اے وارثِ فقرِ مرتضائی
اے خواجۂ خواجگانِ عالم — اے رشکِ اجودھنی و طائی
اے خسروِ زمزمہ طرازے — اے ثانیٔ سعدی و سنائی
اے روشنیٔ چراغِ دہلی — اے رونقِ بزمِ چشتیائی
اے مشربِ تستِ عشقِ احمد — اے مسلکِ توحید نمائی
ہر نقشِ تو آفتاب بارا — تا حشر فشاندہ روشنائی
یکبار کہ باریاب کردی — ہم بارِ دگر کرم نمائی

شاق است چو بر دلِ نفیسم
اے جانِ جہاں! چرا جدائی؟

نفیس الحسینی

۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء

۱ - حضرت خواجہ گیسودراز قدس سرہ کو خواب میں دیکھا۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہیں میں بچہ ہوں حضرت کی انگشتِ شہادت تھامے ہوئے چل رہا ہوں۔

شجرۂ طریقت ... از "جوامع الکلم"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ انبیا ابوالقاسم محمد رسول اللہ الہاشمی صلے اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ اولیا ابوالحسن العلی الوصی الہاشمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ ابوالنصر الحسن البصری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ ابوالفضل عبدالواحد بن زید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ ابوالفیض فضیل ابن عیاض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ امان الارض سلطان ابراہیم ادھم البلخی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ امین الدین ابوہبیرۃ البصری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ ابوابراہیم اسحاق غلو فیوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ ابوابراہیم اسحاق چشتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ قدوۃ الدین ابو محمد چشتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ ناصح الدین محمد چشتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ قطب الدین مودود چشتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ حاجی شریف زندنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ ابو الانوار عثمان ہارونی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ معین الدین حسن السنجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ قطب الدین بختیار دکیل الباب الاوشی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ فرید الدین گنج شکر بارحریقۃ المحبت المسعود الاجودھنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ سلطان العاشقین رحمۃ للعالمین خواجہ نظام الدین محمد بدایونی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ ابراہیم الثانی نصیر الملت والدین محمود اودھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ صدر الدین ابو الفتح الولی الاکبر الصادق سید محمد بن یوسف الحسنی الملقب بگیسو دراز

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ گیسو درازیہ قدوسیہ امدادیہ

مرشدی و مولائی

قطب الارشاد حضرۃ مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہٗ ( ) قطب العالم حضرۃ مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوری قدس سرہٗ

قطب الارشاد حضرۃ مولانا رشید احمد گنگوہی ( ) قطب الاقطاب حضرۃ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

حضرۃ میاں جیو نور محمد جھنجھانوی ( ) حضرۃ شاہ عبدالرحیم شہید ولایتی

حضرۃ شاہ عبدالباری امروہی ( ) حضرۃ شاہ عبدالہادی امروہی "

حضرۃ شاہ عضدالدین امروہی ( ) حضرۃ محمد مکی "

حضرۃ سید شاہ محمدی " ( ) حضرۃ شیخ محب اللہ الہ آبادی "

حضرۃ شیخ ابوسعید گنگوہی " ( ) حضرۃ شیخ نظام الدین بلخی

حضرۃ شیخ جلال الدین تھانیسری ( ) حضرۃ شاہ عبدالقدوس گنگوہی "

حضرۃ شیخ ابن حکیم اودھی " ( ) حضرۃ شیخ صدرالدین اودھی

حضرۃ شیخ علاءالدین اودھی " ( ) حضرۃ سید محمد حسینی گیسو دراز گلبرگوی

حضرۃ شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی " ( ) حضرۃ شیخ نظام الدین اولیاء بدایونی "

حضرۃ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر اجودھنی " ( ) حضرۃ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی "

حضرۃ خواجہ معین الدین حسن سجزی " ( ) حضرۃ خواجہ عثمان ہارونی "

حضرۃ حاجی شریف زندنی " ( ) حضرۃ خواجہ قطب الدین مودود چشتی "

حضرۃ خواجہ ابو یوسف چشتی " ( ) حضرۃ خواجہ ابو محمد چشتی "

حضرۃ خواجہ ابو احمد ابدال چشتی " ( ) حضرۃ خواجہ ابو اسحاق شامی "

حضرۃ خواجہ ممشاد علی دینوری " ( ) حضرۃ خواجہ ابو ہبیرہ البصری "

حضرۃ خواجہ حذیفہ مرعشی " ( ) حضرۃ سلطان ابراہیم ادہم بلخی "

حضرۃ خواجہ فضیل بن عیاض " ( ) حضرۃ خواجہ عبدالواحد بن زید "

حضرۃ خواجہ حسن البصری " ( ) حضرۃ امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

شفیع المذنبین تمۃ المعلمین خاتم النبیین حضرۃ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

باسمہ سبحانہ

سیرِ گلبرگہ

چو سایہ در قدم سرو سر فراز توام
مرید سلسلۂ گیسوے دراز تو ام (آزاد بلگرامیؒ)

اگرچہ سنِ شعور کی ابتدا ہی میں اپنے جدِ امجد خواجۂ دکن حضرت سید محمد حسینی گیسودراز قدس سرہ (م ۸۲۵ھ) کے نامِ نامی سے قلب وروح لذت آشنا ہو گئے تھے، لیکن ان کے حالات و کمالات کے لیے طبیعت ایک عرصہ تک مشتاق و متجسس رہی۔ بحمداللہ تعالیٰ ذوق وشوق رنگ لایا۔ سب سے پہلے نصیرالدین ہاشمی صاحب کی کتاب "دکن میں اُردو" نظر سے گذری، اس میں حضرت خواجہ صاحب کا مختصر تعارف تھا۔

کچھ عرصہ بعد "بزم صوفیہ (۱)" ہاتھ آئی۔ اس میں مختصر مگر جامع حالات درج تھے۔ اس سلسلے سے بہت فائدہ حاصل ہوا۔ حضرت کی ذات والاصفات سے جو قدرتی محبت تھی اس میں چند در چند اضافہ ہو گیا۔ مزید حالات کے لیے طبیعت کو تشنہ پایا اور جوں جوں اس ذوق کو سیراب کرنے کی کوشش کی، پیاس اور بڑھتی چلی گئی۔

اُف رے ذوقِ نظر کی تشنہ لبی
پیاس بُجھتی ہے پیاس لگتی ہے

ادھر ایک عرصہ سے میرے دل کا یہ حال تھا کہ اندر ہی اندر خدا طلبی کی آگ سلگ رہی تھی۔ بزرگوں کے تذکرے اکثر میرے زیرِ مطالعہ رہتے تھے۔ اس طرح اپنے اس ذوق کو تسکین دیتا رہا لیکن یہ پیاس کتابوں سے کہاں بجھنے والی تھی بلکہ یہ تو کسی ایسے پیرِ مُغاں کے انتظار میں تھی جو صراحیٔ دل سے کچھ اس طرح پلائے کہ ہونٹوں کو خبر تک نہ ہو اور پیمانۂ قلب لبریز ہو جائے۔ آخر کار مشیتِ خداوندی نے مُرشد المشائخ، قطبُ الارشاد حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری نوراللہ

مرقدہ (المتوفی ۴ر ربیع الاوّل ۱۳۸۲ھ) کی خدمت بابرکت میں پہنچادیا۔

۱۱ جمادی الاولی ۱۳۷۷ھ بمطابق ۴ دسمبر، ۱۹۵۷ء کو اس عاجز نے اُن کے دستِ حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

ایک روز میرے کرم فرما حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب، خلیفہ مجاز حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ نے حضرت خواجہ گیسودراز قدّس سرّہ سے میرے نسبی تعلق کا ذکر حضرت اقدس کی خدمت میں کیا۔ حضرت والا بہت مسرُور ہوئے فرمایا۔ بہت بڑے بزرگ تھے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ وہ کیا شعر ہے جو ان کے شیخ حضرت نصیرالدّین چراغ دہلی نے ان کی شان میں فرمایا تھا۔ بندے نے پہلا مصرع عرض کر دیا لیکن دوسرا مصرع بھول گیا۔ حضرت نے جناب سیّد مسعود علی آزادصاحب کو یاد فرمایا اور شعر دریافت کیا۔ انھیں بھی یاد نہ تھا۔ وہ گئے اور "بزم صوفیہ" جو غالباً اُن دنوں زیرِ مطالعہ تھی لائے اور وہ پورا شعر پڑھا۔

ہر کہ مرید سیّد گیسُودراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشقباز شد

شعر سن کر بہت خوش ہوئے فرمایا: "کہ دوسرے مصرع میں حضرت چراغ دہلی نے "واللہ" ارشاد فرمایا ہے گویا اللہ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ جو سیّد گیسودراز کا مُرید ہو گیا وہ عشق الہٰی سے سرفراز ہو گیا۔"

اس کے بعد حضرت کی شفقت و محبت میرے حال پر بہت ہی خاص ہو گئی متعدّد مرتبہ مختلف مجالس میں حضرت خواجہ صاحبؒ کا تذکرہ فرمایا ایک روز ارشاد فرمایا۔ "یہ نام گیُسودراز مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔" ایک مرتبہ مجھ سے دریافت فرمایا۔ کہ انھیں گیُسودراز کیوں کہتے ہیں میں نے شیخ نصیرالدّین چراغ دہلی کی پالکی اٹھانے اور اس کے پائے میں حضرت کے بالوں کے الجھنے کا قصہ عرض کیا تو بڑی بشاشت ظاہر فرمائی مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت اقدس میرے قلب میں حضرت خواجہ صاحبؒ کی محبت و عظمت کا چراغ روشن کرنا چاہتے تھے۔ ایک روز مجھے ارشاد فرمایا کہ

حضرت خواجہ صاحبؒ کی روحِ مبارک کو روزانہ ایصالِ ثواب کیا کرو۔ اس کا طریقہ اور دُعا بھی تلقین فرمائی۔

چند مرتبہ آپ نے حضرت خواجہ کی غزلیات بھی جناب آزاد صاحب سے مجلس میں سماعت فرمائیں۔

حضرت اَقدس کے فیضانِ صحبت سے مجھے حضرت خواجہ صاحبؒ سے ایک خاص قلبی محبت اور روحانی تعلق پیدا ہو گیا جس میں روزافزوں ترقی ہوتی چلی گئی اس نسبی و روحانی تعلق کی بنا (۶ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ) کو میں نے جناب سجادہ نشین صاحب روضۂ مبارک بررگ گلبرگہ شریف کے نام ایک مکتوب لکھا۔ خیال یہ تھا کہ قدیم خاندانی تعلقات از سرِ نو بحال ہو جائیں اور اس طرح حضرت خواجہؒ کے مزار پاک کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کا موقع بھی نصیبِ خاطر ہو جائے۔ الحمدللہ توقع سے زیادہ مکتوب کو پذیرائی ہوئی۔ مکتوب کا جواب سیّد عظمت اللہ صاحب برادرِ عزیز سجادہ نشین صاحب روضۂ منوّرہ خُرد گلبرگہ شریف کے سپرد ہوا۔ انھوں نے بڑے غور و خوض کے بعد کافی تاخیر سے جواب لکھا۔ اس میں چھ ماہ گزر گئے لیکن جو کچھ لکھا اُس نے انتظار کی ساری کلفت مٹا دی۔ پھر اُن سے باقاعدہ خط و کتابت شروع ہوئی جو بحمدللہ جاری ہے

پہلے ہی مکتوب میں سیّد عظمت اللہ حسینی صاحب اور ان کے خاندان کے دیگر افراد نے گلبرگہ شریف آنے کی پُر زور دعوت دی اور پھر تقریباً ہر مکتوب میں اسی کا اعادہ کرتے رہے۔ اِدھر پہلے ہی سے حضرت اَقدس رائے پوریؒ کی خدمت عالیہ میں رائے پور ضلع سہارنپور (یوپی) جانے کا شوق میرے دل میں موجزن تھا۔ اب گلبرگہ شریف حاضر ہونے کی تڑپ نے اس ولولہ کو دوبالا کر دیا۔ چنانچہ پاسپورٹ بنوایا۔ پھر رائے پور اور سہارنپور کے علاوہ سیّد عظمت اللہ حسینی صاحب کی حسبِ ہدایت حیدرآباد (آندھرا) گلبرگہ شریف (میسور) اور بمبئی (مہاراشٹر) کا ویزا حاصل کیا۔

سفرِ رائپور۔ (۳ جون ۱۹۶۱ء) کو اڑھائی بجے دوپہر لاہور ریلوے سٹیشن سے سفر کا آغاز

کیا۔ دوستوں نے الوداع کہا۔ ۴ بجے گاڑی امرتسر پہنچی۔ ویزے کا اندراج کرانے لگا تو معلوم ہوا کہ میرے ویزا فارم میں ایک مقام پر ویزا آفیسر دستخط کرنا بھول گیا ہے۔ لہذا ویزا ناقص ہونے کی وجہ سے مجھے آگے جانے سے روک دیا گیا طبیعت کو سخت کوفت ہوئی۔ اب شام ہو چکی تھی رات امرتسر ریلوے سٹیشن پر گزاری۔ اگلے روز لاہور واپس ہوا۔

لاہور پہنچ کر دوبارہ پاسپورٹ اور ویزا فارم کراچی بھیجے گئے۔ چند دنوں میں ویزا درست ہو کر آگیا۔ چنانچہ (۱۵ جون ۱۹۶۱ء)(یکم محرم الحرام ۱۳۸۱ھ) کو صبح آٹھ بجے لاہور سے پھر سفر شروع کیا۔ اس مرتبہ امرتسر کے لیے سڑک کا راستہ اختیار کیا۔ واہگہ چیک پوسٹ پر کافی دیر لگی۔ تقریباً بارہ بجے دوپہر راقم الحروف امرتسر ریلوے سٹیشن پر پہنچ گیا۔ حُسنِ اتفاق سے ایک تیز رفتار گاڑی بالکل تیار تھی ٹکٹ لے کر سوار ہو گیا تو طبیعت کو سکون حاصل ہوا۔ گاڑی فراٹے بھرتی چلی جارہی تھی۔ جالندھر، لدھیانہ اور انبالہ کی منزلیں قطع کرتی ہوئی شام کے بعد سہانپور پہنچی۔ رکشا سے مدرسہ مظاہر العلوم پہنچا۔ مدرسہ کی مسجد میں نماز عشاء کی جماعت تیار تھی۔ نماز کے بعد وہیں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ العالیٰ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ بڑے التفات سے پیش آئے گھر لے گئے، کھانے کا وقت اگرچہ گزر چکا تھا مگر انھوں نے ایک طالب علم کو کھانا لانے کا حکم دیا۔ کھانے کے بعد پان بھی مرحمت فرمایا۔ حضرت شیخ کو حضرتِ اقدس رائے پوریؒ اور ان کے خدام و مُتوسّلین سے بے پناہ محبت و تعلق ہے۔ مدرسہ کے مہمان خانے میں میرے لیٹنے کا انتظام فرمایا۔

صبح کی چائے حضرت شیخ مدظلہ ہی کے ہاں نوشِ جان کی۔ ایک صاحب چائے کے بعد رائے پور جارہے تھے، ایک رقعہ سے حضرت شیخ نے حضرت اقدسؒ کی خدمت میں میرے پہنچنے کی اطلاع بھیج دی۔ چائے سے فارغ ہو کر احقر نے سی آئی ڈی دفتر میں ویزا اندارج کرایا۔ اور رائے پور روانہ ہو گیا **الحمدللہ ثم الحمدللہ** عصر کے بعد کی مجلس میں، حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ کوئی کتاب پڑھی جارہی تھی۔ میں پیچھے ہی بیٹھ گیا۔ کتاب موقوف ہوئی

فرزندہ ناچیز نے آگے بڑھ کر خدمت اقدس میں سلام عرض کیا۔ حضرت والا بہت ہی خوش ہوئے۔ بڑی ہی بشاشت کا اظہار کیا فرمایا۔ کتنا ٹھہرو گے۔ عرض کیا۔ "تین مہینے۔" بڑی مسرت سے فرمایا۔ "ماشاء اللہ ماشاء اللہ" مولانا منظور نعمانی صاحب بھی تشریف رکھتے تھے مل کر بہت خوش ہوئے۔ معانقہ کیا۔ تھوڑے دنوں بعد مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی بھی تشریف لائے۔ مجھے دیکھ کر انھیں بھی بڑی مسرت ہوئی۔ لکھنؤ کے ویزا کے بارے میں پوچھنے لگے۔ جواب نفی میں پا کر گلبرگہ کی بابت دریافت کیا۔ میں نے عرض کیا انھوں نے فرمایا۔ کہ سفر شروع ہونے سے پہلے میں ایک خط لکھنؤ کے پتے پر انھیں تحریر کردوں تو وہ حیدرآباد کے بعض مخلص دوستوں کے نام خط لکھ دیں گے اور انشاء اللہ وہاں کوئی اجنبیت محسوس نہ ہوگی۔ اسی طرح مولانا نعمانی صاحب نے بھی سفر کے بارے میں مفید مشورے دیے اور بڑے اصرار کے ساتھ زرِ نقد کی پیش کش بھی کی لیکن میں نے معذرت کردی۔"

رائے پور کے شب و روز کیسے گزرے اُن کی کیفیت و حلاوت احاطۂ بیان و تحریر سے باہر ہے۔ مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی صاحب نے اپنی تالیف "سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائپوریؒ" میں خانقاہ رائے پور کے لیل و نہار کا دل آویز نقشہ کسی قدر کھینچا ہے۔ دورانِ قیام میں راقم الحروف نے ہندوستان کے چہار اطراف کے لوگ خانقاہ میں دیکھے۔ مخلوقِ خدا جوق در جوق مستفیض ہو رہی تھی۔ طالبانِ خدا کشاں کشاں چلے آرہے تھے۔ زمانے کے مقتدر علماء و صلحا بھی اس بارگاہ فیض مآب میں اپنی حاضری کو سعادتِ عظمیٰ سمجھتے تھے۔ ناچیز کے زمانۂ قیام میں حسبِ ذیل بزرگ خدمتِ والا میں حاضر ہوئے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مدظلہ، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب امیر تبلیغی جماعت۔ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہ، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی وغیرہم۔ اساتذہ کرام دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور بھی حاضر ہوتے رہے۔

سفرِ گلبرگہ۔

کجا ما و کجا زنجیر زلفش
عجب دیوانگی اندر سر افتاد

تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد ایک روز احقر نے خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ بندہ گلبرگہ شریف بھی جانا چاہتا ہے۔ حضرت نے بکمالِ شفقت اجازت فرمائی۔ فرمایا کب جاؤ گے۔ عرض کیا۔ "اگلے ماہ اگست میں خیال ہے" ابھی کافی دن باقی تھے۔ اس دوران میں وقتاً فوقتاً دریافت فرماتے رہے کہ کب جاؤ گے۔ "حضرتِ اقدس کے خادمِ مخلص جناب مولانا عبدالمنّان صاحب زید مجدہ نے اس سفر کے لیے احقر کی بڑی معاونت فرمائی۔ ایک ہفتہ پیشتر انھوں نے حاجی نجم الدین صاحب کو دہلی میں خط لکھ دیا کہ جی ٹی ایکسپریس میں ایک سیٹ حیدر آباد دکن کے لیے بک کرا دیں۔ انھوں نے تعمیل کی اور خط سے اطلاع دی کہ ۲۱، اگست کو ایک سیٹ بک کرادی گئی ہے۔

۲۰ اگست کی صُبح کو احقر نے حضرتِ اقدسؒ سے رخصتی مصافحہ کیا۔ حضرت نے بکمالِ شفقت دریافت فرمایا: "حضرت خواجہ صاحب کا خاندان چشتیہ ہے۔" احقر نے اثبات میں جواب عرض کیا۔ فرمایا۔ "میرے لیے بھی وہاں دعا کرنا۔"

کیف و سرور میں ڈوبے ہوئے جذبات کے ساتھ احقر نے سفر شروع کیا۔ دہلی پہنچ کر بستی حضرت نظام الدّین کی بنگلہ والی مسجد میں جو تبلیغی جماعت کا مرکز ہے، رات گزاری، صبح نمازِ فجر کے بعد حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدّین اولیاءؒ کے مزار مبارک کی زیارت کی۔ کافی دیر وہاں بیٹھا رہا۔

۲۱ اگست کی شام کو سات بجے جی ٹی ایکسپرس سے حیدر آباد دکن کے لیے سفر شروع کیا۔ آغازِ سفر سے پیشتر سیّد عظمت اللہ حسینی صاحب کو تار دے دیا گیا۔ حاجی نجم الدّین صاحب سوار کرانے آئے۔ انھوں نے چند روغنی نان اور قیمہ خاص طریقے سے تیار کرایا تھا۔ ساتھ دے دیا۔ پورے سفر میں وہی کھانا کافی رہا۔ بلکہ بچ گیا۔ سیٹ حسبِ منشا مل گئی تھی۔ راستے میں کہیں تکلیف

پیش نہ آئی - تمام نمازیں نہایت اطمینان سے وقت پر ادا ہوتی رہیں - دو راتیں اور ایک دن مسلسل سفر میں گزرا دہلی سے حیدر آباد ایک ہزار میل کی مسافت ہے۔ اثناءِ سفر میں ہندوستان کے متعدد مشہور تاریخی مقامات آئے - جنگلوں اور پہاڑوں کے وسیع و بلند سلسلے بھی نظر سے گزرے۔ سفر انتہائی دلچسپ تھا - اس سے پیشتر کبھی ایسا خوش منظر سفر کرنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔

حیدر آباد - ۲۳ اگست کی صبح کو حیدر آباد دکن کے نام بلّی سٹیشن پر اُترا۔ میں نے اپنے استقبالیوں کو قیاس سے پہچان لیا۔ جناب مولانا قبول اللہ حسینی صاحب سجادہ نشین روضۂ منوّرہ خُرد گلبرگہ شریف، سیّد عظمت اللہ حسینی صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ پلیٹ فارم پر موجود تھے - انھوں نے بڑھ کر استقبال کیا۔ جوشِ محبت سے اس طرح گلے ملے جیسے مدّتوں کے بچھڑے ہوئے بھائی ملا کرتے ہیں۔ چند قدم کے فاصلے پر تین اَن دیکھے مگر کچھ مانوس چہرے نظر آئے - اُن سے بھی معانقہ اور تعارف ہوا۔ یہ تھے جناب رُکن الدّین ارشد بی اے (عثمانیہ) جناب عبد القادر صاحب ایم اے اور جناب نعیم اللہ خاں صاحب بی اے - یہ تینوں مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی کے مخلص عقیدت مند تھے مولانا نے خط سے انھیں میری آمد کی اطلاع کر دی تھی - مولوی ارشد صاحب اور مولوی نعیم اللہ صاحب تو ہمارے حضرتِ اقدس کی خدمت میں رائے پور حاضر ہو کر شرفِ بیعت بھی حاصل کیے ہوئے تھے - ان حضرات سے مل کر طبیعت کو سکون ہوا اور سفر کی تکان کافور ہو گئی - چنانچہ سجادہ نشین صاحب کار سے اپنے مکان پر لائے - اہلِ خانہ بھی بہت مسرور ہوئے۔

اسی روز سہ پہر کو سیّد عظمت اللہ حسینی کتب خانہ سالار جنگ لے گئے - سر سری طور پر کتب خانہ دیکھا - یہ کتب خانہ ہندوستان بھر کے کتب خانوں میں ممتاز انفرادی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک دو روز بعد گولکنڈہ گئے یہ قطب شاہی سلاطین کا پایۂ تخت تھا - مضبوط قلعے کے قدیم آثار زبانِ حال سے ماضی کی داستان سنا رہے ہیں۔ پاس ہی مشہور صاحب نعمت بزرگ حضرت حسین شاہ ولی (المتوفی ۱۴، جمادی الثانی ۹۷۹ ھ) کا مزار مبارک ہے۔ دراصل انھیں کی بارگاہ میں حاضری

کے لیے ہم آئے تھے۔ حضرت کا نسبی وروحانی تعلق حضرت خواجہ گیسودراز قدس سرہ سے ہے۔ بہت پایہ کے بزرگ گزرے ہیں۔ "حسین ساگر" آپ کی یادگاروں میں سے ہے۔ جو حیدر آباد اور سکندر آباد کے درمیان میں وسیع وعریض رقبے میں پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے موجودہ سجادہ نشین سے جو آپ کی اولاد سے ہیں ملاقات ہوئی۔ سیّد عظمت اللہ حسینی صاحب کی رفاقت کی وجہ سے اُن کے ہاں کچھ دیر ٹھہرے رہے۔ چائے اور پان کی دعوت سے محظوظ ہوئے۔ شام کے قریب وہاں سے واپس ہوئے۔ گولکنڈہ شہر حیدر آباد سے تقریباً آٹھ نو میل باہر ہے۔

پانچ روز حیدر آباد میں مختلف مصروفیتوں میں گزرے۔ اسی دوران میں ایک روز اخبار میں خطیبِ اعظم امیرِ شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی وفات کی خبر پڑھی۔ دل کو بہت صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

انھی دنوں میں حیدر آباد کے دو ممتاز علماء حضرت مولانا ابوالحسنات شاہ عبداللہ صاحب نقشبندی اور حضرت مولانا ابوالوفا صاحب افغانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دونوں صاحبِ تصنیف و تالیف بزرگ ہیں۔ اوّل " الذکر کی زجاجتہ المصابیح "سندِ قبول حاصل کر چکی ہے۔ جس میں مسلکِ حنفیہ کو احادیثِ نبوی سے برحق ثابت کیا ہے۔ افسوس ہے کہ اگست ۱۹۶۴ء میں اُن کا وصال ہو گیا۔ عمر شریف نوے برس سے زیادہ تھی۔ صرف دو واسطوں سے آپ کا سلسلۂ طریقت حضرت شاہ غلام علی صاحب نقشبندی دہلویؒ تک پہنچتا ہے۔ موخرالذکر مولانا افغانی نہایت خوددار، باوقار اور متوکل بزرگ ہیں۔ مذہبِ حنفیہ کے عظیم الشان موید و مبلغ انجمنِ احیاء معارف نعمانیہ حیدر آباد کے صدر ہیں۔ مسلکِ حنفیہ کی متعدد قدیم کتب ایڈٹ کر کے شائع کر چکے ہیں۔

حیدر آباد کا قیام اگرچہ دلکش تھا لیکن دل کو زیادہ کشش گلبرگہ شریف کی تھی جو دن بدن بڑھ رہی تھی

ساعتِ وصل چوں شود نزدیک
آتشِ شوق تیز تر گردد

سفرِ گلبرگہ (۲۸ اگست ۱۹۶۱ء)(۱۵ ربیع الاوّل ۱۳۸۱ھ) کو نمازِ عشاء کے بعد عظمت اللہ حسینی صاحب کی رفاقت میں گلبرگہ شریف کا سفر شروع کیا۔ حیدرآباد سے گلبرگہ شریف کا فاصلہ ڈیڑھ سو میل کے قریب ہے۔ تمام رات سفر میں گزری۔ صبح ساڑھے سات بجے گلبرگہ شریف سے آٹھ نو میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی آئی۔ میرے محترم ہمسفر نے بتایا کہ اسے "سلام پہاڑی" کہتے ہیں۔ یہاں سے حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کا گنبد پہلی مرتبہ صاف دکھائی دیتا ہے۔ عوام کا معمول ہے کہ جب یہاں سے گنبد مبارک پر پہلی نظر پڑتی ہے۔ تو آداب بجالاتے ہیں اسی وجہ سے اسے "سلام پہاڑی" کہتے ہیں۔

۲۹ اگست ۱۹۶۱ء (۱۶ ربیع الاوّل ۱۳۸۱ھ) کو صبح آٹھ بجے ہم گلبرگہ شریف پہنچ گئے۔ حویلی روضۂ منورہ خُرد میں قیام ہوا۔ جناب سجادہ نشین صاحب ہم سے پہلے ہی وہاں تشریف لاچکے تھے۔ بوقتِ چاشت محبت و عقیدت میں ڈوبے ہوئے جذبات لے کر قطب اقطاب عالم (قدوہ ارباب حال) سر دفتر اصحاب کمال، قطب سپہر سیادت ومعرفت مرکز دائرہ حقیقت وطریقت شہباز بلند پرواز خواجہ صدر الدّین ابوالفتح الولی الاکبر الصادق سیّد محمّد حسینی گیسودراز بندہ قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار فائض الانوار پر فقیر حاضر ہوا۔ ڈیڑھ ہزار میل کی مسافت طے کر کے آنے والے روح مسافر کے قلب وروح کی اس کیفیت کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ اُس پر جو کیفیت گزری وہ اس کے بیان واظہار سے عاجز ودرماندہ ہے۔ القصّہ ایک مدّت کی بے قراری کو قرار نصیب ہوا۔

آں پریشانی شب ہاے دراز و غم دل
ہمہ در سایہ گیسوے نگار آخر شد

حضرت کے دیگر اخلافِ کرام اور اولاد امجاد کے مزارات کی بھی زیارت کی جن میں چند حسب ذیل ہیں۔

حضرت مخدوم زادہ بزرگ سیّد کبیر حسینی (م ۸۱۲ھ)۔ مخدوم زادہ خُرد

سیّد محمّد اصغر حسینی (م ۸۲۸ھ)، حضرت شاہ یداللہ حسینی (م ۸۵۲ھ) نبیرۂ خواجہ بندہ نواز صاحب روضۂ خُرد، شاہ سفیر اللہ حسینی (م ۸۷۰ھ)، حضرت بی بی رضا خاتون (زوجہ حضرت خواجہؒ) حضرت سیّد صوفی حسینی (م ۹۱۱ھ)، حضرت سیّد محمّد سیر سمندر، حضرت شاہ ندیم اللہ حسینی غالب کرامات، حضرت شاہ یمین الرحمٰن، حضرت شاہ منجھلے ابن رسول کے علاوہ حضرت خواجہ صاحب کی بَنات طاہرات کے مزارات کی بھی زیارت کی۔

گلبرگہ شریف قدیم تاریخی شہر ہے۔ بہمنی سلاطین کا پایۂ تخت تھا۔ یہ شہر بلند پایہ اولیاء اللہ کا مسکن ومدفن رہا ہے۔ لیکن اس شہر کو سب سے زیادہ اعزاز حضرت خواجہ بندہ نوازؒ ہی کی وجہ سے حاصل ہے۔ انھی کے قدوم میمنت لزوم نے اس کی شہرت کو چار چاند لگائے اور مشہور عالَم کردیا۔

۳۱، اگست (۱۸، ربیع الاوّل) بروز جمعرات روضۂ حضرت شیخ سراج الدّین جنیدی قدّس سرّہ (المتوفی ۷۸۱ھ) اور حضرت کے صاحبزادے شیخ علاء الدین جنیدیؒ (م ۷۸۳ھ) کے مزارات پر حاضر ہوا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرّہ کی وہ خانقاہ دیکھی جہاں ورودِ گلبرگہ کے بعد ابتدائی سالوں میں آپ نے قیام فرمایا تھا۔ حضرت خواجہؒ سلطان فیروزشاہ بہمنی (م ۸۲۵) کی استدعا پر رونق افروز ہوئے تھے۔ عمارت تاہنوز نہایت مضبوط ہے۔ مسجد کے متعدد ستون ہیں۔ احقر نے حضرت خواجہ کا حجرۂ مبارک بھی دیکھا۔ اور اس کے اندر وہ چبوترہ بھی جس پر آپ تشریف فرما ہوتے تھے۔ وہاں تھوڑی دیر بیٹھ کر اپنے شیخ ومربی حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کا تلقین فرمودہ ایک وظیفہ پڑھنے کی سعادت بھی حاصل کی۔

خانقاہ بندہ نواز کے پاس ہی فیروزشاہ بہمنی کا قلعہ ہے۔ قلعہ کی مسجد جو مسجدِ قرطبہ کے انداز پر ہے۔ خاص طور پر قابلِ دید ہے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز ابتدا میں جمعہ کی نماز کی لیے یہیں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بندہ نے تالاب جگت کے کنارے سیّد شاہ حسام الدّین حسینی تیغِ برہنہ (م ۶۸۰) کے مزار کی بھی زیارت کی۔

یکم ستمبر (۱۸ ربیع الاوّل) کو جمعہ کی رات روضۂ مبارک خُرد کی مسجد میں اور دو ستمبر (۱۹ ربیع الاوّل) کو ہفتہ کی شب روضۂ منوّر بزرگ کی مسجد میں گزاری نہایت درجہ لطف حاصل ہوا۔ گلبرگہ شریف میں ایک معمّر بزرگ حضرت مولانا نذر محمّد خاں کی زیارت کا شرف بھی حاصل کیا۔ نقشبندی سلسلے سے تعلّق رکھتے ہیں۔ سن شریف سو سال سے زائد بتاتے ہیں۔ نہایت محبّت سے پیش آئے۔

۲۹، اگست (۱۶ ربیع الاوّل) تین ستمبر (۲۰ ربیع الاوّل) تک گلبرگہ شریف میں قیام رہا۔ یہ ایّام زندگی کی یادگار ہیں۔ طبیعت کو بڑا انبساط و انشراح حاصل ہوا۔ ہر دو سجادہ نشین صاحبان کی طرف سے حضرت خواجہ صاحبؒ کی مطبوعہ کتابوں کا ایک سیٹ بھی عنایت ہوا۔ جو ناچیز کے لیے متاع بے بہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر عطا فرمائے۔

گلبرگہ شریف میں متعدّد افراد سے تعارف ہوا۔ مشہور ادیب جناب سیّد مبارزالدّین صاحب رفعت پروفیسر گورنمنٹ آرٹس سائنس کالج گلبرگہ شریف سے بھی ایک گھنٹہ ملاقات رہی۔ بڑے خلیق آدمی ہیں حضرت خواجہ صاحبؒ کی نسبت سے لوگ بڑی محبّت سے پیش آتے تھے۔ ایک صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم تو بچپن ہی سے سنتے آرہے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کی اولاد کی ایک شاخ پنجاب میں بھی آباد ہے۔

بیدر شریف ۳ ستمبر (۲۱ ربیع الاوّل) بروز اتوار نماز فجر کے بعد گلبرگہ شریف سے بیدر شریف کا سفر شروع کیا۔ اس سفر میں میرے ہمراہ عبدالرّحیم صاحب داروغہ روضۂ منوّرہ خرد تھے۔ گلبرگہ سے بیدر ۹۰ میل دور ہے۔ یہ بھی بہت پرانا شہر ہے۔ سلاطین بہمنی اور بریدشاہی کا پایۂ تخت رہا ہے۔ آب وہوا نہایت خوشگوار ہے۔ لذیذ میوے یہاں پیدا ہوتے ہیں۔

بیدر میں حضرت خواجہ ابوالفیض شاہ من اللہ حسینی قدس سرہ (م ۸۷۹ھ) نبیرہ حضرت خواجہ گیسودراز کا مزار مبارک ہے۔ مزار شریف پر ایک بڑا گنبد تعمیر ہے۔ احاطے میں گنبد مبارک کے دائیں جانب حضرت کے فرزند اکبر سیّد احمد حسینی ملقب بہ غالب کرامات کا مزار ہے۔

ان کے بیٹے حضرت سیّد صوفی حسینیؒ ہیں جن کا مزار گلبرگہ شریف میں ہے۔

بیدر شریف میں بھی گلبرگہ شریف کی طرح خاندان گیسودراز کی کئی پشتیں مدفون ہیں۔ دل پر عجیب تاثر اور کیفیت ہوتی ہے۔ روضۂ حضرت خواجہ ابوالفیضؒ کے جانبِ مغرب حضرت سیّد علی قطب الثانی کا روضہ ہے۔ جو آپ کی اولاد سے ہیں یہ دونوں گنبد بڑا روضہ اور چھوٹا روضہ کہلاتے ہے۔

درگاہ حضرت خواجہ ابوالفیضؒ کے سجادہ نشین جناب شاہ معین الدّین حسینی صاحب ہیں۔ بڑے خلیق و شفیق آدمی ہیں۔ میری آمد کی اطلاح پہلے ہی انھیں کر دی گئی تھی ۔ وہ منتظر تھے ۔ نہایت محبّت ، اخلاق اور اخلاص سے ملے۔ میں نے اپنے خیال میں یہ سوچ رکھا تھا کہ بیدر شریف میں صرف چند گھنٹے قیام کر کے حیدرآباد روانہ ہو جاؤں گا۔ مگر ان کا بے پناہ خلوص دیکھ کر میں نے خود ہی فیصلہ کر لیا کہ آج کی رات یہاں ٹھہریں گے۔ صاحبِ سجادہ اوران کے صاحبزادوں اور گھر والوں کو میرے پہنچنے کی بڑی خوشی ہوئی ۔ دوسرے روز انھوں نے اصرار سے روک لیا کہ آج ہم نہیں جانے دیں گے ۔ اڑھائی سو سال کے بعد تو آپ آئے ہیں -- چنانچہ میں نے تسلیم کر لیا۔ انھوں نے کافی لوگوں سے تعارف کرایا۔ کچھ لوگ مخلصِ دوست بن گئے ۔ تیسرا روز آیا تو پھر انھوں نے اصرر کیا۔ اور ٹھہرنے پر آمادہ کر لیا۔ غرض تین روز قیام رہا ۔یہاں بھی طبیعت بہت بشاش رہی۔ اجنبیت بالکل محسوس نہ ہوئی۔ گویا اپنے ہی گھر میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ یہاں کے بہت سے مشہور اولیاء اللہ کے مزارت پر حاضری دی ۔ جن میں چند حسبِ ذیل ہیں۔

سیّد السّادات حضرت سیّد حنیف خواجہ مسعود بک (م ۹۰۱ ھ)

حضرت شیخ شمس الدّین محمّد ملتانی (م ۹۳۵ ھ)

حضرت حبیب اللہ کرمانی (م ۸۶۴ ھ)

حضرت شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ

حضرت شیخ نور صمدانیؒ

بیدر کے عجائبات میں سے خواجہ عمادالدین محمد کاواں کا عالی شان مدرسہ ہے۔ جو انھوں نے (۸۷۶ھ) میں قائم کیا ربنا تقبل منّا سے تاریخ نکلتی ہے۔ خواجہ محمد کاواں دکن کی تاریخ میں ایک عظیم الشان شخصیت گزری ہے۔ وہ بلند پایہ عالم وفاضل اور فقید المثال زیرک و منتظم تھے۔ بہمنی سلاطین کے وزیرِ اعظم تھے۔ انھوں نے پانچ بہمنی سلاطین کا زمانہ دیکھا۔ ان کی خداداد لیاقت اور عروج دیکھ کر حاسدین کا ایک گروہ پیدا ہو گیا۔ بالاخر درباریوں کی سازشوں کا شکار ہوگئے۔ اور (۸۸۶ھ) میں ۷۶ برس کی عمر میں بے گناہ قتل ہو کر شہادت سے سرفراز ہوئے۔ ملا عبدالکریم ہمدانی نے یہ تاریخ کہی۔

سال فوتش گر کسے پرسد بگوی
بے گنہ محمود کاواں شد شہید

۸۸۶ھ

خاندان گیسودراز سے خواجہ کاواں کو خاص تعلق تھا۔ ان کی ایک بیٹی بی بی نعمت حضرت خواجہ ابوالفیض کے حبالہ عقد میں تھیں جن سے ایک بیٹے شاہ سمیر اللہ پیدا ہوئے۔

حضرت سید السادات سید حنیف کے مزار شریف کی حالت دیکھ کر طبیعت کو سخت ملال ہوا۔ کوئی پرسان حال نہیں۔ گنبد کے اندر مویشی پھرتے تھے جابجا گوبر پڑا تھا مزار شریف کے پاس ہی ایک چشمہ ہے جو حضرت ہی کے نام سے موسوم تھا لیکن اب اس پر سکھوں کا قبضہ ہے اور انھوں نے اُس کا نام چشمہ سید السادات کی بجائے نانک جھرہ رکھ دیا ہے۔

بیدر میں ایک نہایت ہی اہم شخصیت ہے جو اس دور جدید میں بھی آثار قدیمہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ انھیں مورخ بیدر کہتے ہیں۔ سید محمد بیدری ان کا اسم گرامی ہے۔ بہت سادہ اور شریف النفس آدمی ہیں۔ انھوں نے اپنے گراں بہا نوادرات سے دیدہ وروں کو مسرور کیا۔ اللہ تعالی انھیں جزاے خیر عطا فرمائے۔ اب وہ پاکستان منتقل ہو چکے ہیں اور کراچی میں مقیم ہیں۔

بیدر میں میری آمد سے پیشتر جناب رحمت اللہ حسینی برادر کبیر سید عظمت اللہ حسینی

بھی حیدر آباد سے بسلسلہ ملازمت بیدر آچکے تھے بعض مقامات پر وہ بھی ہمراہ رہے۔

بیدر کا قیام نہایت دلپذیر رہا۔ خوب جی بھر کر آثارِ قدیمہ کی سیر کی جناب سجادہ نشین صاحب کے صاحبزادے سیّد امین الدّین حسینی بھی بڑی محبّت سے میرے ساتھ رہے۔ میں نے انھیں سیّد احمد شہید (حصہ اوّل) مؤلفہ مولانا ابوالحسن علی ندوی تحفتہً دی۔ وہ نہایت ہونہار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے آبائے کرام کے نقشِ قدم پر چلائے۔ معزز میزبان نے ناچیز کو حضرت خواجہ بندہ نواز کی ایک مطبوعہ کتاب شرح آداب المریدین اور تذکرہ خواجہ ابوالفیض حدیثہً عنایت فرمایا۔

چوتھے روز ۶ ستمبر ۱۹۶۱ء (۲۴ ربیع الاوّل ۱۳۸۱ھ) کو اجازت چاہی۔ معزز میزبان ان کے صاحبزادے اور دیگر احباب نے رخصت کیا۔ بیدر سے حیدر آباد کا سفر ریل سے طے کیا۔

حیدر آباد آنے کے ایک دو روز بعد محترمی جناب شاہ محمّد حسینی صاحب سجادہ نشین روضۂ منوّرہ، حضرت خواجہ بندہ نواز نے ایک پُر خلوص عشائیہ دیا۔ جس میں شہر کے بعض معززین اور اپنے خاندان کے چند بزرگوں کو بھی مدعو کیا۔ ناچیز کا سب سے تعارف کرایا۔ اس تقریب میں چند قابلِ ذکر حضرات یہ تھے۔ حضرت شاہ حسین صاحب خیر بندہ نوازی والد بزرگوار جناب سجادہ نشین روضۂ منوّرہ بزرگ گلبرگہ شریف۔ جناب شاہ فصیح الدّین حسینی بندہ نوازی سجادہ نشین چنچولی شریف۔ شاہ قبول اللہ حسینی سجادہ نشین روضۂ منوّرہ خُرد گلبرگہ شریف۔ ڈاکٹر غلام دستگیر رشید۔ جناب سخاوت مرزا صاحب حیدر آبادی، سیّد رحیم الدّین حسینی و سیّد عظمت اللہ حسینی وغیرہم۔

اس دعوت کا منظر دیکھ کر مجھے اپنا خواب یاد آگیا۔ جو میں نے سفر ہند سے قبل لاہور میں دیکھا تھا۔ خواب یہ دیکھا کہ ایک پر فضا جگہ ہے اس میں ایک مکان ہے۔ میں اس میں داخِل ہوا تو دو نوجوان سفید و پاکیزہ لباس میرے استقبال کو آئے۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت مخدوم زادہ بزرگ سیّد محمّد اکبر حسینی اور حضرت مخدوم زادہ خُرد سیّد محمّد اصغر حسینی ہیں مجھے اندر ایک کمرے میں لے گئے اور اپنے دستر خوان پر بٹھا دیا جو پہلے ہی سے چُنا ہوا تھا۔ وہ بڑی محبّت سے ایک میٹھے پھل

کی قاشیں جو آم سے مشابہ تھیں مرحمت فرماتے رہے اور میں نوشِ جان کرتا رہا۔ یہ دعوت میرے حواب کی کھلی ہوئی تعبیر تھی۔

واضح رہے کہ سجادہ نشین روضۂ منورہ بزرگ حضرت سیّد اکبر حسینی کی اولاد سے ہیں۔ اور سجادہ نشین صاحب روضۂ منورہ خُرد حضرت محمّد اصغر حسینی کی اولاد ہیں۔

چند روز بعد میں نے حیدر آباد سے واپسی کا ارادہ کیا کیونکہ ویزے کی میعاد ختم ہونے میں صرف ایک ہفتہ باقی رہ گیا تھا۔ لیکن ہمارے معزز دینی بھائیوں جناب رکن الدین ارشد، جناب عبدالقادر اور جناب نعیم اللہ خان صاحبان نے اصرار فرمایا کہ ویزا کی توسیع کی درخواست دی جائے اور مزید چند روز حیدر آباد قیام کیا جائے چنانچہ کچھ انکار کے بعد میں رضامند ہو گیا انھوں نے خود ہی درخواست لکھ بھیج دی۔

اس موقعے اور فرصت سے میں نے فائدہ اٹھایا اور مطمئن ہو کر شہر کے کتب خانے دیکھنے شروع کیے۔ ادارہ ادبیات اردو، کتب خانہ سالار جنگ اور سب سے زیادہ کتب خانہ آصفیہ جن کا نام اب سنٹرل لائبریری رکھ دیا گیا ہے۔ حسبِ دلخواہ استفادہ کیا۔ کتب خانہ آصفیہ میں بیٹھ کر "تبصرۃ التحوارقات" میں نے نقل کی۔ یہ کتاب سیّد من اللہ بن سیّد علی اللہ نے (۹۹۸ھ) میں تالیف کی۔ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ اور ان کی اولاد واحفاد کے حالات پر مشتمل ہے۔ کتب خانہ میں اس کے دو قلمی نسخے ہیں۔ دونوں نسخوں کو سامنے رکھ کر اپنا نسخہ تیار کی۔

شہر میں مختلف بزرگوں سے بھی ملاقات کی۔ حضرت مولانا ابوالوفا صاحب افغانی جن کا ذکر اُوپر آچکا ہے ان کی خدمت میں دوبارہ گیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ فرمایا: "کہ آپ کے جانے کے بعد میرے دل میں رہ رہ کر خیال آتا رہا اور بے چین ہوتا رہا کہ میں نے آپ کی دعوت کیوں نہ کی" چنانچہ انھوں نے دوپہر کے کھانے کی دعوت دی۔ ان کا کھانا نہایت سادہ لیکن پُر تکلف تھا۔ فرمانے لگے: "کہ مجھے آپ سے دو وجہ سے تعلق و محبت ہے۔ ایک حضرت خواجہ گیسو دراز کے دکنی ہونے اور دیگر اس لیے کہ ان کے آباؤ اجداد افغانستان کے شہر ہرات کے رہنے والے تھے۔

مولانا سے بڑی دلچسپ ملاقاتیں رہیں - ان کے علاوہ مولانا شبیر علی درویش چشتی ، مولانا محبوب حسن ، صاحب چشتی قادری ڈاکٹر سیّد عبد اللطیف بخاری ، ڈاکٹر میر ولی الدین ، نصیر الدین ہاشمی ، محمد اکبر الدین صدیقی ، ڈاکٹر شاہنواز سیالکوٹی ثم حیدر آبادی اور مولانا محمد حامد صدیقی صاحب سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔

حیدر آباد کے مشہور بزرگ حضرت سیّد راجو حسینی قدس سرہ کے مزارِ مبارک پر بھی حاضر ہوا۔ یہ حضرت خواجہ گیسودراز کی اولاد سے ہیں۔ دکن کے تاجدار ابوالحسن تانا شاہ کے مُرشد تھے۔ "زادالموحدین" کے نام سے حضرت کے ملفوظات کا ایک نسخہ کتب خانہ سالارِ جنگ میں موجود ہے۔ حضرت شاہ معین الدّین خاموش کے مزارِ مبارک کی زیارت بھی کی۔ یہ چشتیہ صابریہ سلسلے کے مشہور شیخ طریقت اور اُردو کے بلند پایہ شاعر تھے۔ سیّد عظمت اللہ حسینی صاحب کے ہمراہ درگاہِ خاموش کے سجادہ نشین سیّد قطب الدّین حسینی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی اُن کے نام سجادہ نشین صاحب درگاہ خواجہ ابوالفیض بیدر شریف نے مکتوب ذیل دیا تھا۔

مزاج گرامی ! مدّت سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اس عرصہ میں میرا مزاج صاف نہ ہونے کے سبب بہت کم ایک دو دفعہ ہی بلدہ حاضر ہوا ہوں۔ اس نیاز نامہ کے ذریعے مولوی سیّد انور حسین زیدی صاحب سیالکوٹی آپ سے ملاقات فرمائیں گے۔ صاحبِ ممدوح حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کے خاندان سے ہیں۔ اس وقت محض اپنے آبائے کرام کی زیارت اور تعلیمات وتصانیف سے واقفیّت حاصل کرنے کے لیے دور دراز سفر کی صعوبت برداشت کر کے زحمت فرما ہوئے ہیں۔ مہربانی فرما کر آپ اپنے معلومات سے صاحبِ معزکو مستفید فرمائیں۔ بقیہ امور بالمشافہ یہ بزرگ ظاہر کریں گے۔ اُمید کہ آپ بخیریت ہونگے۔ سیّد معین الدّین حسینی

سید قطب الدین حسینی صاحب بڑا خلاق سے پیش آئے تبادل خیالات ہوا۔

انھوں نے حضرت شاہ خاموش قدس سرہ کا مطبوعہ اُردو دیوان بھی ھدیتہً عنایت کیا۔

خدا خدا کر کے ویزے میں ایک ماہ کی توسیع تو ہو گئی مگر بڑی تاخیر سے۔ لہذا حیدر آباد میں پورا ایک مہینہ قیام رہا۔ اس دوران میں سید عظمت اللہ حسینی، ان کے برادران وخادمان دیگر اہلِ خانہ نے ناچیز کو اپنے احسانات وعنایات سے نہایت درجہ ممنون کیا۔ سید عظمت اللہ حسینی نے یک نہایت خوبصورت بیدری پاندان تحفتہً عنایت فرمایا۔ اللہ تعالی ان سب کو جزاء خیر عطا فرمائے۔ علاوہ ازیں جناب مولوی شبلی یزدانی، جناب رکن الدین ارشد، جناب نعیم اللہ خان صاحب اور ان سے بڑھ کر جناب عبدالقادر کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اُن کا جذبہِ ایثار قدم قدم پر میرے کام آیا۔ اُن کی یاد کبھی دل سے محو نہ ہو سکے گی۔

حیدر آباد کا قیام حاصل سفر ثابت ہوا۔ نہایت قیمتی معلومات حاصل ہوئیں۔

۸، اکتوبر ۱۹۶۱ء کی صبح کو بذریعہ جنتا ایکسپریس رائے پور کو روانگی ہوئی۔ آخری شب جناب ارشد صاحب نے میزبانی سے ممنون کیا۔ خیریت آباد کی قطب شاہی مسجد میں سونے کا انتظام ہوا۔ رات خوب بارش ہوئی۔ صبح صادق کے وقت ٹیکسی لی ریلوے سٹیشن پہنچے۔ جناب شبلی یزدانی، جناب رکن الدین ارشد جناب نعیم اللہ خان اور جناب عبدالقادر صاحب ہمراہ تھے۔ نماز فجر سٹیشن پر با جماعت ادا کی۔ گاڑی میں بھی کچھ دیر تھی کچھ بوند باندی بھی ہو رہی تھی۔ ساتھیوں سے تبادلہ خیالات اور جذباتِ محبت پیش کرنے کا شاید یہ آخری موقع تھا۔ پھر خدا جانے کب ملاقات ہو۔ دونوں طرف دعاؤں میں یاد رکھنے کے عہد وپیمان ہوئے۔ جناب مولوی شبلی یزدانی صاحب نے ڈبڈبائی آنکھوں سے مجھے دیکھا اور یہ شعر پڑھا۔

می روی و گریہ می آید مرا
ساعتے بنشیں کہ باراں بگزرد

بلکی بلکی پھوار نے شعر میں خاص معنویت پیدا کر دی۔ ور حسب حال و بر محل بنا دیا۔ مجھ پر بھی رقت

طاری ہو گئی۔ یہ سب دوست سکندر آباد تک میرے ساتھ آئے اور پھر دوبارہ آمد کا وعدہ لے کر واپس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو ایمان و یقین کی دولت سے مالامال فرمائے۔

۱۰، اکتوبر بعد نصف شب گاڑی دہلی پہنچی۔ رات کا باقی حصہ سٹیشن پر ہی گزرا۔ صبح صادق ہوتے ہی مسجد نواب والی، قصاب پورہ چلا گیا۔ دہلی آکر معلوم ہوا کہ یوپی میں شدید فرقہ وارانہ فسادات ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا ہے۔ گاڑی کا سفر بھی محفوظ نہیں رہا۔ دوستوں نے دن کی بجائے رات کی کسی ایکسپرس سے سہارنپور کا سفر تجویز کیا۔ اس اتفاق سے تمام دن دہلی میں گزارنے کا موقع مل گیا۔ بزرگانِ دہلی کے مزارات پر حاضری کی دیرینہ آرزو تھی لیکن حالات مخدوش ہونے کی وجہ سے صرف حسبِ ذیل بزرگوں کے مزارات کی زیارت کر سکا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندیؒ	حضرت شاہ عبدالرحیم نقشبندیؒ
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی جہاں آبادیؒ
حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ	حضرت شاہ رفیع الدّین دہلویؒ
حضرت شاہ عبدالقادرؒ دہلوی مفسرِ قرآن	حضرت مرزا مظہر جانجانان شہیدؒ
حضرت شاہ غلام علیؒ نقشبندی دہلوی	حضرت شاہ ابوسعید مجددیؒ

جامع مسجد کی بھی زیارت کی جو عہدِ شاہجہانی کا شاہکار اور دہلی مرحوم کی عظیم یادگار ہے۔ قریب ہی مولانا ابوالکلام آزاد کا مزار ہے وہاں بھی دعاے خیر کی۔

۱۱، اکتوبر کو سہارنپور ہوتا ہوا عصر کے وقت رائے پور پہنچ گیا۔

حضرتِ اقدسؒ کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ فرمایا: بڑی دیر لگائی۔ تھوڑی دیر بعد پھر اسی کا اعادہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت کو بہت انتظار تھا حسبِ معمول بڑی شفقت و محبت فرمائی۔

ویزا کی میعاد ختم ہونے میں اب صرف چار روز باقی رہ گئے تھے۔ واپسی کا خیال بارِ خاطر بنا ہوا تھا۔ حضرتِ اقدسؒ کی خانقاہ چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ میں نے حضرت کے امام صلوٰۃ جناب

سیّد مسعود علی صاحب آزاد فتح پوری سے ذکر کیا کہ اگر حضرتِ اقدسؒ ویزا میں توسیع کرانے کی اجازت مرحمت فرما دیں اور خانقاہ میں مزید قیام کا موقع مل جائے تو میری بڑی خوش نصیبی ہو گی۔ اسی وقت ہم دونوں حضرت اقدسؒ کی خدمت میں گئے۔ اور تمنا عرض کی۔ حضرت والا نے بڑی بشاشت سے میری طرف دیکھ کر آزاد صاحب سے فرمایا: "یہ تو ان کی اپنی جگہ ہے۔" اس سلسلے میں پوری کوشش کی بھی ہدایت کی۔ میں نے درخواست دے دی۔ معلوم نہیں، یہ یوپی کے پُرآشوب حالات کا اثر تھا یا میری ہی کم نصیبی تھی کہ توسیع نہ ہو سکی۔ البتہ چند روز مزید ٹھہرنے کی صورت نکل آئی۔

آخر کار بادلِ ناخواستہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو حضرتِ اقدسؒ کی بارگاہ سے رخصت ہوا۔ اور دوسرے روز ۲۷ اکتوبر کو لاہور پہنچ گیا۔

یہ سفر سعادت اثر جس کا آغاز ۱۵ جون ۱۹۶۱ء کو ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۷، اکتوبر ۱۹۶۱ء کو بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اگر بدل نخلد ہر چہ از نظر گزرد
خوشا مسافتِ عمرے کہ در سفر گزرد

آخر میں پھر ایک مرتبہ اپنے محسن جناب سیّد عظمت اللہ حسینی صاحب کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی نوازشاتِ مسلسل سے گلبرگہ شریف کے سفر کی سعادت اور روضتین کی زیارت نصیب ہوئی۔ انھیں کی عنایات پیہم سے ڈھائی سو سال کے قدیم نسبی و آبائی تعلقات از سرِ نو استوار ہوئے راقم الحروف اور اُس کا خاندان اُن کے احسانات سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ انھیں دنیا اور آخرت میں اس صلۂ رحمی کی بہترین جزا مرحمت فرمائے۔

ارمغانِ گلبرگہ

۳۰ دسمبر ۱۹۷۵ء کو بعد نمازِ عصر گلبرگہ شریف سے حیدرآباد کے لیے سفر شروع کیا۔ اس سوادِ شہر سے کچھ نہ دماغ سے طبیعت پر آئی۔ بے کلی نے استعارۂ سفر اختیار کی۔

گلبرگہ، ترے شام و سحر یاد رہیں گے
گزرے ہیں جو باکیف و اثر یاد رہیں گے

انوار، وہ نا صحِ لطف یاد رہیں گے
اسرار وہ شب تا سحر یاد رہیں گے

سیمانِ محمدؐ، وہ عنایاتِ یداللہؒ
کیا لطف تھے ہنگامِ سفر یاد رہیں گے

جو گیسوئے جاناں کی طرح پیچ میں گزرے
وہ لمحے بہ انداز دگر یاد رہیں گے

اے منزلِ پُر شوق تری رہ میں جو آئے
وہ شہر، وہ قریے، وہ نگر یاد رہیں گے

ہے خاک تری سرمۂ ارباب بصیرت
پتھر ہیں ترے لعل و گہر، یاد رہیں گے

اے خواجہ کی نگری دل وحشی کو بہ کیفور
گھر کو ترے اجڑے ہوئے گھر یاد رہیں گے

اے حاجیِ دوراں تجھے ہیں گو دور رہوں ما
لقمے ترے ہر آن مگر یاد رہیں گے

تڑپا ہے گی لاہور میں رہ رہ کے تری یاد
جلوے ترے با دیدۂ تر یاد رہیں گے

اے شاہدِ عشاقِ دکن، شہرِ نگاراں
کیا کی کو بھی ہم خاک بہ سر یاد رہیں گے

بھولے ہیں نہ بھولیں گے لعینِ اہلِ محبت
گو اہلِ دل و اہلِ نظر یاد رہیں گے

۳۰ دسمبر ۱۹۷۵ء

قلمی اضافہ

۱ حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز صاحب، روضہ بزرگ گلبرگہ شریف المتوفی ۸۲۵ھ

۲ حضرت عالی حضرت سید شاہ سید اللہ حسینی (نبیرہ حضرت خواجہ گیسو دراز) صاحب، روضہ اطہر گلبرگہ شریف المتوفی ۸۵۲ھ

نسیمِ گلبرگہ

مکاتیب

عکسی

دکن میں پھیلی ہوئی ہے شمیمِ گلبرگہ
مرے چمن میں بھی آئی نسیمِ گلبرگہ

نفیس الحسینی

باسمہ سبحانہ

ہر مُو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے

اللہ تعالیٰ کا بے حد وحساب شکر ہے کہ اس نے بندہ ناچیز کو جو خاندانِ گیسُودراز کا ایک ادنیٰ فرد ہے سادات گیسُودراز گلبرگہ شریف سے تقریباً دو صدیوں سے بچھڑے ہُوئے خاندان کو از سرِ نو باہم ملانے کی توفیق بخشی۔

میرے نانا بزرگوار سیّد السّادات قطبِ رُبّانی حضرت مولانا سیّد عبدالغنی شاہ (م ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء) کو اپنے وطنِ قدیم گلبرگہ شریف اور اپنے جدِ امجد حضرت خواجہ گیسُودراز رحمہ اللہ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی اس سِلسلے میں وہ میرے لیے پیش رو کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر آج وہ زندہ ہوتے تو انھیں بے پایاں مسرت و انبساط حاصل ہوتی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

قطبُ الارشاد مرشدی ومولائی حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہ (م ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) سے ۱۹۵۷ء میں میرا تعلّق رُوحانی قائم ہوا۔ اس کے اثرات و برکات سے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے میرے قلبِ ناتواں میں گلبرگہ شریف سے رابطہ کرنے کا داعیہ پیدا فرمایا۔ خط و کتابت کا آغاز تو محض تجدیدِ تعلقات کے لیے ہُوا لیکن اس سے شجرۂ نسب کی تصدیق وتائید کے علاوہ بعض اسماءِ نسب کی تحقیق و تصحیح بھی ہو گئی۔ اس سِلسلے میں جناب سیّد عظمت اللہ حسینی برادر خُرد جناب سجّادہ نشین روضۂ خُرد گلبرگہ شریف کی دلچسپی و ہمدردی ناقابلِ فراموش ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء "نسیم گلبرگہ" میں زیادہ تر خطوط بھی انھیں کے ہیں۔

راقمِ سطور کو بحمد للہ تعالیٰ دو مرتبہ گلبرگہ شریف حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ پہلا سفر گلبرگہ (۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء میں جناب سیّد عظمت اللہ حسینی کی دعوت پر ہُوا اور دوسرا سفر دسمبر ۱۹۷۵ء میں ہُوا۔ جناب محترم خواجہ پاشا سیّد مُحمّد حسینی صاحب سجادہ نشین روضۂ منورہ بزرگ گلبرگہ شریف نے اپنے صاحبزادے سیّد خُسرو حسینی اور اپنی ایک صاحبزادی کی شادی میں شرکت کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ اِن سب حضرات کے درجات بلند فرمائے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

"نسیمِ گلبرگہ" ان مکاتیب کا مجموعہ ہے جو گلبرگہ شریف سے وقتاً فوقتاً موصول ہوتے رہے یہ خطوط آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کیے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ میری محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔

★ گرامی قدر
دیرینہ اسلامی
محب عزیز مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، حسب معمول آنکھوں سے
وطن قدیم کے عزیز لکھنؤ کی یاد ، آج حاضر ہوا ہوں ، حضرت
خواجہ مسعود مرحوم اور انکے اصدقاء کی زیارت کی ، اور ماہ بہ ماہ
ماہنامہ ندوہ کے ذریعہ سے ان بزرگوں کی علمی ، تعلیمی ، تبلیغی ، تعمیری
نشاط و ثقافت و نظافت کی روایات کو زندہ رکھنے کی ، تمنا ہی دل میں
حضرت کی ۲۰ - ۲۵ سطر کی تحریر میں ، مطبوعہ کتابوں کی
فہرست بھی حاصل کی ، آج ۵ جون کو آپ کے ارشاد
کے موافق ، آج ۵ جون کو یاد رہ گئی ، اب یہ کارڈ روانہ
کرتا ہوں ، بڑی غنیمت ہے ، اگر کچھ ، بڑی غنیمت ہے ، اگر کچھ
فرمائش ہو تو بھیجا جائے ، کوئی اطلاع نہیں ،
اور کچھ تحریر آپ کا ارشاد ہو ، کل یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا
آپ کا
علی

۱؎ قادیانیت مطبوعہ حضرت علی میاں مدظلہ

★ مکتوب گرامی حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی دامت برکاتہم -

(W. Pakistan)
Lahore

حباب سید انور حسن صاحب
ایبک کالج ، انارکلی لاہور

حیدرآباد ۸ ★

محب عزیز و گرامی زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ، صبح گلبرگہ شریف سے واپس ہوا تو تمہارا خط ملا ، میں نے اپنا دعوہ وفاقی اور خاص گلبرگہ شریف سے کل شام کو آکر خط لکھا ، اگر یہ اپنی یاد اور قیاس سے ایک کارڈ بھی لکھ دیتے تو اتنا محب نامہ بار کو دوسرا عریضہ لکھنے کی نوبت نہ آتی ؟

آپ کے جدامجد قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار مبارک پر حاضر ہوا اور بڑی دیر تک وہاں بیٹھا رہا ، دربار سے ملحق مسجد میں نماز ادا کی ، دیر تک وہاں بیٹھا رہا ، اپنی بے لیاقتی و بے بضاعتی کا کیا کہوں ، کچھ بھی نہیں ، کچھ بھی نہیں ، کشتی نے کنارہ کی زیارت کی ، تقریباً ۲۰-۲۵ منٹ تک میں حضرت کے تعلقات رہے ، کشتی نے کنارہ کی راہ لی ، کشتی نے کنارہ کی راہ لی ، کشتی نے کنارہ کی راہ لی

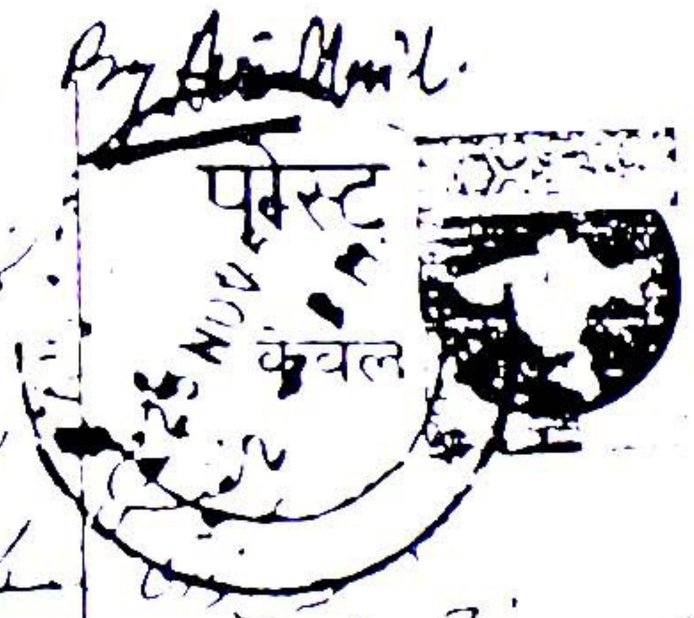
INDIA
5 NP

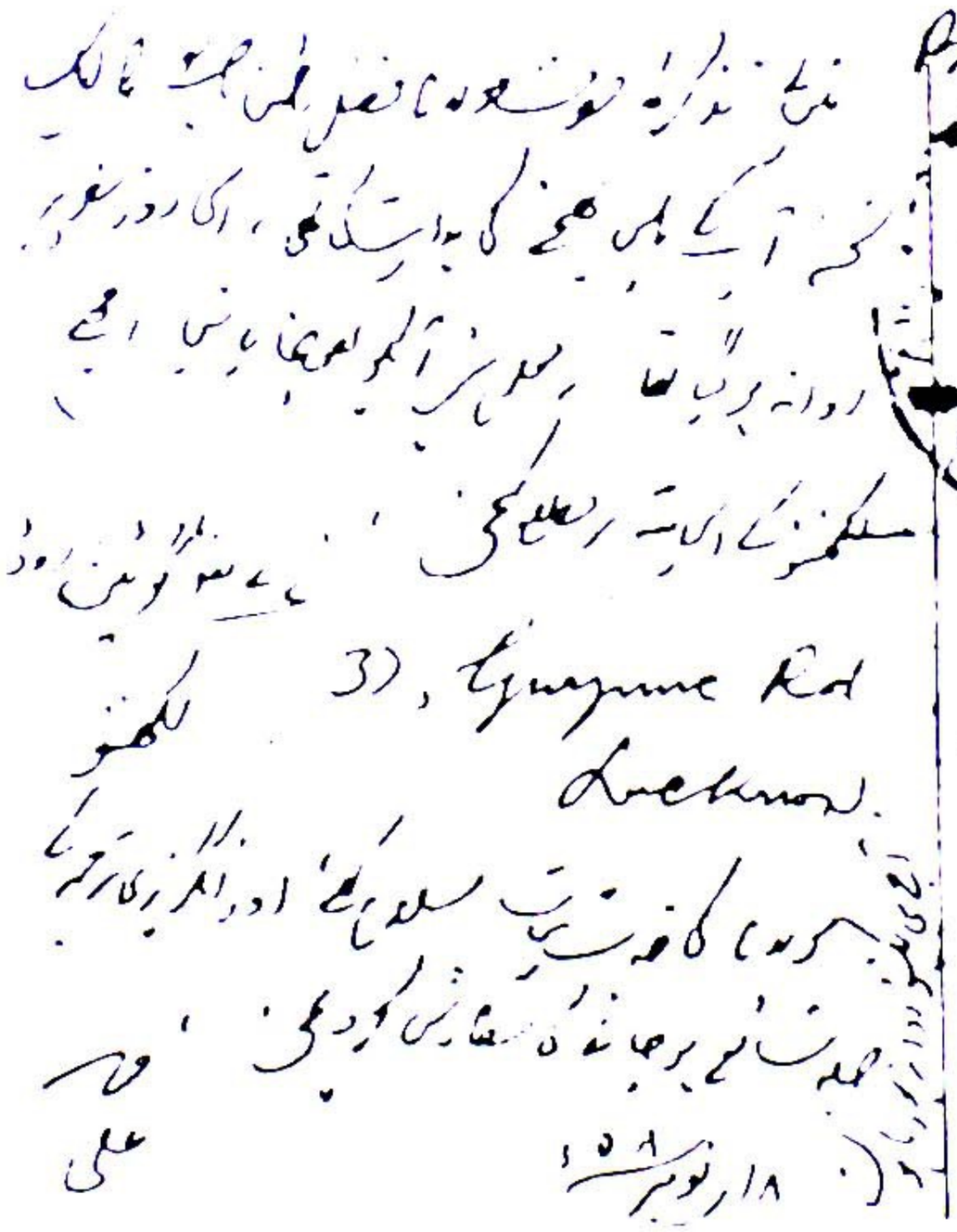

برادر گرامی قدر، منزلت جناب سید انور حسین صاحب زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہاں بحمداللہ تعالیٰ ہم لوگ بخیریت
۲۰ نومبر شب کے ۲ بجے حضرت اقدس کے روبار معلی میں حاضر ہو گئے تھے۔ پیشتر
پر جناب فریدی صاحب و قبلہ حضرت آزاد صاحب و دیگر حضرات موجود تھے۔ یکبارگی
پر پہنچتے ہی حضرت اقدس کی زیارت کا شرف حاصل ہو گیا۔ بحمداللہ تعالیٰ بخیریت
اللہ تعالیٰ اس سایہ ہما پر تادیر سلامت باکرامت رکھے۔ آپ سے ملنے کے
کو سوچتا رہا۔ مگر دو روز اسی سوچ میں گذر جانا اس بیان میں مختلف حضرات
آتے رہے۔ البتہ ایک قابل ذکر جو جناب حضرت کے سفر میں معلم تھے میں۔ ڈاکٹر
علی میاں حیدرآباد۔ تجگر گرامی شرف سے ہو کر یہاں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے
حضرت اقدس کچھ نیچے اپنے سفر کے حالات اور خصوصاً تجگر گرامی کے حالات بیان
کرتے رہے۔ اسی ذیل میں بھی جناب کا تذکرہ آیا۔ پھر یہ بھی گزارش کیا
احقر نے بھی عرض کیا کہ حضرت اقدس کی خصوصی توجہ جناب کی طرف معطوف ہوتی
جو قابل رشک اور جناب کے لئے اور احقر کیلئے بھی باعث صد تشکر ہے۔
حضرت اقدس کی ملبوسات بحمداللہ اگرچہ اچھی ہے۔ مگر صنف نازک سے
اگر جناب کا بھی پسند طبع ہوتا۔ تو کسی طرح کوشش کرکے دیزا حاصل کرتے
حضرت اقدس خود بھی فرماتے۔ تو کیا لطف رہتا۔ احقر نے عرض کیا کہ
ہماری جملہ مشکلات و حل فرمانے والی ہوائی تصنیف مولانا علی جناب کی ہیں

LAHORE

از:- G.2.628 - مدیر دائرہ دکن گیٹ گلبرگہ شریف
بمکان حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ روضہ منورہ چراغ گلبرگہ شریف
جوبلی ہل - حیدرآباد (دکن) انڈھراپردیش

۷۸۲
۲۰۲

مکتوب ۳

برادر مکرم

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ:-

میں یہ مکتوب لکھتے ہوئے ایک حقیقی مسرت اور انبساط محسوس کرتا ہوں کہ آج اس رشتہ دار سے خط و کتابت ہو رہی ہے جنکو ہم سے بچھڑ کر صدیاں گزر گئے اور بیچ ہی دور دراز مقام پر سکونت پذیر ہوئے۔ اس مالک حقیقی کا لاکھ لاکھ شکر ہے جو بچھڑوں کو ملاتا ہے۔

آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ موسومہ حضرت سجادہ نشین صاحب روضہ بزرگ وصول ہوا۔ جواب ابتدائی تاخیر سے گزرا ناچار ہا ہے امید کہ معاف فرمائینگے۔ اور تاخیر کے اسباب یہ ہیں کہ حضرت سید شاہ محمد حسینی صاحب سجادہ نشین روضہ منورہ بزرگ نے آپکے عنایت نامہ وصول ہونے پر بعض کتب میں شجرہ دکھوایا مگر کہیں بھی کچھ پتہ نہ لگا۔ چنانچہ حضرت سجادہ نشین صاحب روضہ بزرگ نے چکلہ ایک عرصہ کی تحقیق کے بعد میرے برادر بزرگ حضرت ابوالفضل سید شاہ قبول اللہ حسینی صاحب زید کی سجادہ نشین روضہ منورہ خرد سے آپکے مکتوب کا ذکر کیا تب آپکا مکتوب بھائی صاحب کے حوالہ فرمایا

حضرت سید شاہ اصغر حسینی قدس سرہ کے سات فرزند اور ایک صاحبزادی تھیں۔ آپ کے سب سے بڑے فرزند حضرت سید شاہ ید اللہ حسینی الملقب شاہ قبول اللہ گنج بخش قدس سرہ تھے۔ جو اپنے والد بزرگوار کے بعد مسند سجادگی پر فائز ہوئے اور جنکا روضہ پاک "روضہ منورہ خرد" سے مشہور ہے۔

اور حضرت سید شاہ اصغر حسینی قدس سرہ کے سب سے چھوٹے فرزند حضرت سید شاہ امین الدین حسینی الملقب ابوالعفیف قدس سرہ تھے۔ جنکا روضہ اقدس بیدر میں مرجع خلائق ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ ابوالعفیف قدس سرہ کی اولاد میں آپ سے دوسری پشت پر ہی حضرت شاہ صوفی کا اسم مبارک ملتا ہے۔ ہمارے قدیم شجرہ میں حضرت شاہ صوفی قدس سرہ کا اسم مبارک یوں درج ہے "——— سلطان صوفی حسینی" اور ایک مختصر نوٹ بازو میں لکھا گیا ہے جو حسب ذیل ہے "عہد سلطان محمود بہمنی۔ آپکے ہمراہ سید عسکر اللہ حسینی شریک تولیت ہوئے۔ رحلت ۹۱۱ھ گنبد آپکی روضہ بزرگ میں ہے"۔

شجرہ میں حضرت سلطان صوفی حسینی قدس سرہ کے بعد کئی پشتوں تک حرف خلف اکبر کا نام ہی درج ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ حضرت سلطان صوفی حسینی قدس سرہ کے فرزند اکبر کا اسم مبارک سید محمد سیر سمندر قدس سرہ بتلایا گیا ہے۔ یقین ہے کہ حضرت سلطان صوفی قدس سرہ کی اور بھی کوئی اولاد ہو جنمیں حضرت شاہ عبداللہ اقدس ہوں۔ مگر حضرت سلطان صوفی قدس سرہ کے والد بزرگوار کا

نام آپکے پاس جو شاہ جعفر سے منسلک پایا گیا ہے وہ نیا نام کہیں نہیں پایا جاتا۔ ایسی صورت
میں دو باتیں ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ حضرت سید شاہ صوفی قدس سرہ والد بزرگوار حضرت
اسم گرامی حضرت سید شاہ احمد حسینی الملقب بہ کرامات ہیں ان ہی کا کوئی عرف شاہ جعفر
ہو۔ یا دوسری صورت یہ ہے کہ چونکہ حضرت سلطان شاہ صوفی اللہ حضرت سید عسکر حسینی قدس سرہ
شریک کار رہے ہیں اس لئے شاہ عسکر کو مغالطے سے شاہ جعفر لکھ گئے
حضرت شاہ صوفی کے والد بزرگوار سے منسلک پایا گیا ہو۔

میں مختصراً ایک شجرہ اتار دیتا ہوں تاکہ آپ کے سمجھنے میں
سہولت ہو سکے۔

حضرت خواجہ الوالعیش قدس سرہ کے سجادہ نشین صاحب کو میرا ایک خط لکھ رہا ہوں کہ
اگر انکے پاس کے شجرہ میں حضرت سلطان صوفی قدس سرہ کی اولاد کی تفصیل ہو تو تحریر
فرمائیں۔

آپ کے روانہ کردہ شجرہ کے لحاظ سے حضرت شاہ صوفی قدس سرہ حضرت سید گیسو دراز
کی چوتھی پشت میں منسلک ہوتے ہیں اور اس تحقیق شدہ شجرہ کے لحاظ سے بھی
چوتھی پشت پر ہی ہیں۔ اور پورے شجرہ میں سوائے اس ایک مقام کے اور کہیں
حضرت شاہ صوفی قدس سرہ کا اسم مبارک نہیں ملتا اس سے یقین ہوتا ہے کہ

کا سلسلہ بیان فرمایا کرتا ہے۔

حضرت سید شاہ ید اللہ الملقب بہ شاہ قبول اللہ حسینی گنج بخش قدس سرہ العزیز کا عرس شریف اسی ماہ ربیع الثانی کی ۲۲ تا ۲۴ کو منعقد ہوا کرتا ہے جہاں کہ میرے برادر بزرگ سجادہ نشین ہیں۔ کیا مرجحا ہوتا کہ آپ بھی اسی موقعہ پر گلبرگہ تشریف لاتے مگر مدت کم رہتی ہے۔ مگر ابھی حضرت سید گیسو دراز قدس سرہ العزیز کے عرس شریف کو تو کافی عرصہ ہے اسمیں تو ضرور تشریف لائیے تاکہ مدتوں کے بچھڑے بھی ملیں۔ فقط

بھائی صاحب بھی آپ کو سلام مسنون فرماتے ہیں اور انکی بھی خواہش کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ فقط

طالب دعا

سید عظمت اللہ حسینی زیدی[1]

۵ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ

---

[1] برادر خرد شاہ قبول اللہ حسینی مدظلہ سجادہ نشین روضہ خرد و بزرگ شریف

حضرت سید گیسو دراز قدس سرہ العزیز

حضرت بندگی محمد خواجہ بندہ نواز

(مدفون گلبرگہ شریف م ۸۲۵ھ)

حضرت سید شاہ اکبر حسینی قدس سرہ العزیز (م ۸۱۲ھ)

حضرت سید شاہ اصغر حسینی قدس سرہ العزیز (م ۸۲۸ھ)

حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی قدس سرہ (م ۸۷۰ھ)

حضرت سید شاہ عسکر حسینی قدس سرہ

حضرت سید شاہ ید اللہ حسینی گیسو بخش قدس سرہ العزیز

(م ۸۵۲ھ)

حضرت سید شاہ ابو الوفا شاہ امین الدین اعلیٰ حسینی (م ۸۷۹ھ)

حضرت سید شاہ احمد حسینی الملقب عالب کرامت مدفون سایر

(م ۸۷۹ھ)

حضرت سید شاہ عبد الملک عرف اوکاں صوفی حسینی قدس سرہ

(م ۹۱۱ھ)

حضرت سید محمد الملقب سید سکندر

؟

۷۸۶
۲۰۲

مکتوب ۴۲

برادر مکرم

اسلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ :—

مزاج گرامی ۔

آپکا عنایت نامہ مع شجرہ[1] وصول ہوا ۔ شجرہ دیکھکر بڑی خوشی ہوئی ۔ بقاء اللہ صاحب

عرس شریف حضرت خواجہ سید شاہ ید اللہ حسینی المخلص بہ شاہ قبول اللہ گنج بخش بیدر[2] کے سلسلہ میں

گلرگہ شریف تشریف لیجا چکے ہیں ۔ میں بھی دو روز بعد عرس شریف میں شرکت کیلئے جارہا ہوں

انشاء اللہ تعالیٰ آپکا شجرہ بھی خود ساتھ رہیگا ۔ ہوسکتا ہے وہاں مزید تحقیق میں مدد ملے گی ۔ آپ

اطمینان رکھیں شجرہ محفوظ رہیگا ۔

اس بات کو پڑھکر بڑی مسرت حاصل ہوئی کہ آپ پاسپورٹ کیلئے

درخواست دے چکے ہیں ۔ شاید میں اپنے گزشتہ خط میں اس بات کا ذکر

کرچکا ہوں یا نہیں کہ آپ پاسپورٹ میں علاوہ حیدرآباد (آنہ ہرا پردیش)

---

[1] مخطوطہ [2] حضرت سید ید اللہ حسینی نبیرہ حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ ۔ المتوفی ۸۵۲ ہجری

کے گلبرگہ شریف اور بیدر (میسور) جانے کی بھی حکومت ہند سے اجازت حاصل
فرمائیں۔ کیونکہ حسب قانون اگر پاسپورٹ میں اجازت نہ ہو تو وہاں نہیں جا سکتے۔

گلبرگہ شریف سے واپس آنے کے بعد جو کچھ مزید تحقیق ہے
حاصل ہو اس سے میں آپ کو ضرور تفصیلی طور پر مطلع کرتا ہوں۔

عرس شریف حضرت خواجہ گیسو دراز قدس سرہ العزیز کا رقعہ مرسلہ ہے۔ کاش
کہ آپ ان دنوں میں یہاں رہتے۔

حسب ارشاد آپ کا سلام برادری میں پہنچا دیا ہے۔ ہر دو کرم فرما
ہماری برادری میں ہم سب کی طرف سے سلام فرمائیے۔ فقط

طالب دعا

سید محمد

۱۸ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ

۷۸۲/۲۰۲

سکھر ۵

برادر مکرم

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مرزا جگرامی ۔

قبل اسکے کہ کچھ تحریر کروں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں کہ آپکے محبت ناموں کا بہت تاخیر سے جواب دیرہا ہوں ۔ دو عنایت نامے مورخہ ۲۸ ربیع الثانی ۵۸ھ اور ۲۵ جمادی الاول ۵۸ھ وصول ہو گئے ۔ وجہ یہ ہوئی کہ یہ دونوں عنایت نامے مجھے تاخیر سے وصول ہوئے کیونکہ آپ نے دونوں کے پتوں پر "جوبلی ہل" تحریر فرمانا بھول گئے ہیں ۔ جو پتہ آپ تحریر فرما رہے ہیں اسمیں "جوبلی ہل" بھی ضرور تحریر فرمادیجئے یہ محلہ کا نام ہے ۔

عرض خدمت ہے کہ بندہ گذشتہ بیس سال سے شجرہ کی تحقیق میں مصروف رہا ۔ مگر افسوس کہ ہر شجرہ میں حضرت سید عبدالحکیم مدراس صوفی کے بعد حضرت سید محمد سید سمنہ کا ہی اسم مبارک ملتا ہے ۔ حضرت شاہ عبداللہ کا کہیں ذکر نہیں ملا ۔ ایک کتاب

"تاریخ محمدیہ" نامی ہے۔ جسمیں صرف اپنے ہی خاندان کا ذکر ہے۔ جسکے مصنف جہاں نما علیشاہ صاحب ہیں۔ اسمیں بھی صرف سید سمنہ کا ہی ذکر کیا ہے۔ جناب سجادہ نشین صاحب درضہ حضرت خواجہ ابوالفیض نے بھی اپنے جوابی مکتوب میں حضرت سید علی ان صوفی کی اولاد میں صرف حضرت سید سمنہ کا پتہ لگنا لکھا ہے۔ اب کچھ ہی دن ہوئے اسی تحقیق کے سلسلہ میں معلوم ہوا کہ ایک اور صاحب ہیں جو حضرت خواجہ ابوالفیض کے سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں انکے پاس بھی بہت قدیم شجرہ ہے۔ میں ان سے ملا وہ دکھا رہے ہیں کہ کچھ دن بعد وہ شجرہ سلسلہ بھیجیں گے۔ اسوقت وہ شجرہ انکے بھائی صاحب کے پاس ہے۔

چار پانچ دن گزرے کہ ایک مخزن قدیم دکنی ادب سے متعلق زیر مطالعہ تھا۔ اسمیں حضرت سید گیسو دراز (قدس سرہ العزیز) کے خواجہ سید محمود کے اردو رقعات ہیں ذکر کرتے ہوئے مرتبہ یہ لکھا ہے کہ آپکے بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ اکبر حسینی (حضرت سید محمود) کے اور آپکے چھوٹے صاحبزادے حضرت سید عبداللہ حسینی نے بھی دکنی اردو میں تصوف سے متعلق (قدس سرہ العزیز) کتب تصنیف فرمائے ہیں۔ عبداللہ حسینی اور وہ بھی حضرت خواجہ سید محمود گیسو دراز کے پوتے دیکھتے ہی خیال چونکا کہ جہاں تک مجھے خیال ہے ہمارے شجرہ میں تو کہیں بھی عبداللہ حسینی نامی کوئی بزرگوار نہیں گزرے ہیں۔ یہ عبداللہ حسینی وہی

شاہ عبداللہ ہیں جنکا آپ کے شجرہ میں ذکر ہے۔ جنکو حضرت سلطان صوفی کے
فرزند ہونا بتلایا گیا ہے۔ اتفاق دیکھئے کہ اسی مخزن کے مخزن نگار ایک حیدرآباد
ہی کے صاحب ہیں جنکا نام نصیرالدین صاحب ہاشمی ہے۔ میں نے انکے پاس اپنے چھوٹے بھائی
کو بھیجا کہ یہ معلوم کریں کہ جسمیں انھوں نے سید عبداللہ حسنی کی تصنیف کہاں دیکھی۔
چنانچہ وہ نصیرالدین صاحب ہاشمی سے ملے اور انھوں نے پتہ دیا کہ "ادارہ ادبیات اردو"
(یہ ادارہ حیدرآباد ہی میں ہے) میں اسکا نسخہ ہے۔ عنقریب میں ادارہ ادبیات اردو
کے منتظمین سے ربط پیدا کرکے وہ کتاب جو کہ حضرت سید عبداللہ حسنی کی تصنیف ہے
دیکھوں گا۔ اسمیں یقیناً حضرت سید عبداللہ حسنی کچھ نہ کچھ تحریر ہو گئے جس سے
یہ معلوم ہو سکے گا کہ آپ حضرت بندگی مخدوم کی کس شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔
بہرگرس عرس شریف کے موقعہ پر اہل برادری نے آپکا شجرہ دیکھا
اور سب کو بڑی مسرت ہوئی۔ سب کو اتفاق ہوا کہ یہ بزرگ طور پر ہمارے خانوادہ
حضرت بندگی مخدوم خواجہ بندہ نواز سے ہی چشم و چراغ ہیں۔ گو کہ شجرہ

میں بہت کچھ گڑبڑ ضرور ہوگئی ہے۔ مگر اکثر دوری ہو جانے اور قدیم
کاغذات کے تلف ہو جانے پر ایسا ہو جایا کرتا ہے۔

حضرت بھائی صاحب[1] اور میرے چھوٹے بھائیں اور دیگر ارکان
خاندان کو تسلیمات کہہ دیجئے گا۔ خدا وہ دن جلد لائے کہ ہم
مل سکیں۔ میرے انتظام اہل برادری کی طرف سے وہاں رہیں خانوادہ کے
سب خرد و کلاں کو خوب سلام و دعا فرمائیے۔

حضرت الحاج حافظ شاہ عبدالقادر[1] سراج النور کے حال سے دلچسپی
حاصل ہو کر بڑی مسرت حاصل ہوئی۔ اور خصوصاً شیخ بزرگ کو جو عقیدت و محبت
حضرت بندگی مخدوم خواجہ بندہ نواز سے ہے وہ ہمارے لئے باعث انبساط ہے۔
چار سال قبل کلبرگہ میں جاتے ہوئے سہارنپور ہی سے گزرنا ہوا تھا کاش اگر
حضرت شیخ محترم کا اس بلند پایہ شخصیت کا اس وقت علم ہو جاتا تو ضرور
قدمبوسی حاصل کر لیتا۔ فقط

طالب دعا
سید محمد علی رحیمی نائب

۲ر ڈسمبر سنہ ۶۰ء

[1] مرشدنا حضرت اقدس رائپوری قدس سرہ

[2] المتوفی ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۶۲ء

از۔ جوبلی ہلز

۷۸۲

مکرمی

برادر محترم

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ :۔

ایک عرصہ سے طبیعت فکرمند تھی کہ آپ کا کوئی عنایت نامہ وصول نہیں ہوا۔ یہ خیال آرہا تھا کہ آپ اپنے ایک مکتوب میں ہندوستان تشریف لانے کا لکھے دیا جلد ملنے کی توقع ظاہر فرمائے تھے تو اس لیے خاموشی ہو رہا تھا کہ چونکہ آپ خود تشریف لا رہے ہیں تو مکتوب روانہ نہیں فرمائے۔ ایک دو روز قبل ہی آپکے خطوط کا مکرر دیکھا اور چاہا کہ ایک خط لکھکر آپکی خیریت معلوم کروں۔ دوسرے ہی روز آپکا مکتوب گرامی ملا طبیعت بیحد خوش ہوئی۔ اور یہ سوچکر کہ مسرت کا انتہا نہ رہی کہ آپ ہندوستان تشریف لا چکے ہیں۔ اور آئندہ ماہ یہاں رونق افروز ہونگے۔ کیسی مبارک ہوگی وہ ساعت جو ایک عرصہ دراز کے بچھڑوں کو ملائیگی۔

یہ آپکے ہاں ہی نہیں کیا کہ ہندوستان

تشریف لاتے ہی تقدس مآب حضرت پیر جی [illegible] کی خدمت
میں کچھ عرصہ گزارا ہے ہیں۔ آپ پاک نانی حضرات کا ہمیشہ
خدمت ماکرین میں حاضر ہونا مشکل ہے۔ باری تعالیٰ حضرت پیر جی
کی سن شریف میں برکت عطا فرمائے۔ اور ہمیں لوگ یہاں ہیں
یہاں باقی رہیں۔ ہماری طرف سے تقدس مآب کی خدمت عالیہ
میں گذارش فرمائیے کہ وہ ہمارے لئے دعائے خیر فرمائیں۔
حضرت سید گل محمد صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ
کے کتابوں کی تعداد ایک درجن بیان کیا جاتا ہے مگر اب تک
[illegible] دستیاب ہوئے ہیں
طبع کروا دیا گیا ہے۔ جن کی فہرست حسب ذیل ہے

ہیں ہیں۔

۱۔ اسماء الاسرار ۲۔ جوامع الکلم ۳۔ آداب المریدین
۴۔ خاتمہ شریف ۵۔ خطائر القدس ۶۔ شرح فقہ اکبری
۷۔ مجموعہ بارہ رسائل ۸۔ مکتوبات ۹۔ انیس العشاق
۱۰۔ شرح تمہیدات ۱۱۔ جواہر العشاق ۱۲۔ شرح رسالہ قشیریہ
۱۳۔ تحفۃ الاحباب ۱۴۔ [illegible]

انکے علاوہ حضرت بندگی مخدوم کی ایک اور تصنیف معراج العاشقین ہے۔
جو زبان اردو میں سب سے پہلی تصنیف تسلیم کیجا چکی ہے۔ یہ قدیم اردو
یعنی دکھنی میں ہے۔ اسکی بھی طباعت ہو چکی ہے۔

تاریخ محمدیہ جہان نما علیشاہ صاحب مرحوم کی تصنیف ہے اور
یہ مطبوعہ ہے۔ مگر اب اسکا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوتا۔ حضرت والد صاحب مرحوم
کے کتب خانہ میں اسکی ایک جلد ہے آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ العزیز کے تصانیف میں کوئی تفسیر قرآن تو
ابھی تک دستیاب نہیں ہوئی ہے کاکوی خاص مرتب فرمایا ہوا شجرہ۔
جو کتب فراہم کر لیئے جائینگے آپ بھی مفصل

نہ فرمائیں

حضرت زادہ بزرگ سید برادران خرد تک کی نشر و اشاعت کی
خبر سے بیحد مسرور ہیں اور داد آگست کا منتظر ہے۔

آپ اپنی خیریت سے مطلع فرماتے رہیے۔ والسلام

سید محمد اللہ حسینی

۱۲۱

۷۸۶
۲۰۳

از - جوبلی ہلز

برادر محترم

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،

گرامی نامہ وصول ہوا ۔ وہ آموں ، درختوں سمیت بخیریت

مقام حافظہ دا پاک ساحول اور وہ حضرت نقشبند صاحب کا دولت خانہ

ماہ میں تین قیام ہوتا ہے تو خوب قیام ہوگا ۔ یہاں بھی مارچ ماہ کے شروع ہوکر دو مہینے گزر

جائیں اور مزید دو ڈھائی ماہ مارچ سے بیگی تقریباً روزانہ ہی برسات ہوتی ہے ۔ آجکل تو ایک

دن چھوڑ کر گاہا جارہا ہے تاکہ آبپاشی شروع آدری کی تاریخ جلد سے جلد آباد ہو

ملازمت اب قریب کو قرار نصیب ہو ۔

حضرت سنہ کی محرم حوالہ سنہ ۸۰ بوار گیب دوار سے جو قدر بقی زمانہ

تیار ہو سکتے ہیں ان کو ہر صورت میں فراہم کرلیا جائے گا ۔ بعض زمانہ کے مختلف اور

جو نامور

میں شائع ہوئے ہیں مثلاً تزک ایلخانی اور حواشی الکلم - حضرت

[1]

[5] حضرت مولانا محمد علی سامانی سے سید محمد کو اجازت

[1] برادر - ہوا ہے ۔ گیرتا ، بیگ زبان اور مغلوں کی تاریخ محمد سے

---

[5] مرید ہیں خلیفہ نہیں - تقی

مناسبت دشوار ہے ۔ بعض میں سمجھتا ہوں کہ خطوط لکھوا ہوں کہ انکی فراہمی کیلئے کوشش کریں ۔

حضرت شاہ عبداللہ حسنی الملقب شاہ قبول اللہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ العزیز کی تو کوئی تصنیف نہیں البتہ آپکے ایک خلیفہ سید فضل اللہ حسنی کی لکھی ہوئی ایک کتاب "محبت نامہ" کے نام سے موسوم ہے اسمیں وہ حضرت گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ العزیز کے مجالس کے واقعات اور ارشادات وغیرہ کو تحریر لائے ہیں ۔ مگر یہ کتاب بھی دستیاب نہیں ہوسکتی اسلئے کہ یہ غیر مطبوعہ ہے ۔

آپکے حسب ارشاد آپکے شجرہ کو اپنے قدیم شجرہ سے پہلے ہی تقابل کرلیا جاچکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ حضرت بندگی مخدوم مدظلہ العالی سے ملاقات جو شاید آئندہ ہفتہ ہے نقل کیا جاسکتا ہے ۔ مگر پورے شجرہ کی نقل بہت ہی دشوار کام ہے تو جب تشریف لائینگے تو خود ہی ملاحظہ فرمائینگے یہ اسکی نقل کیلئے دن تو کیا کئی مہینے چاہیئے ۔

میں ممنون ہوں گا آپ نے حضرت قدس مآب مدظلہ العالی سے میرے لئے دعائے خیر فرمانے کیلئے درخواست فرمائی مگر سانحہ ہی یہ گذرا ہے کہ صرف میرے لئے ہی نہ ہو بلکہ ہمارے خاندان کیلئے ہو ۔

جب سے آپکے محبت نامے وصول ہو رہے ہیں مجھکو حضرت والد صاحب قبلہ مرحوم کی یاد مسلسل آرہی ہے ۔ بات یہ ہے کہ حضرت قبلہ مرحوم خاندان بندہ نوازیہ کے ایک

آپ کے ویزے میں کیا آپ کی کوئی روٹ (Route) مقرر کر دی گئی ہے کہ پہلے آپ حیدرآباد آئیں وہاں سے گلبرگہ اور بیدر جائیں یا پہلے گلبرگہ و بیدر اور اس کے بعد حیدرآباد اسٹیج اوور آگئی ہو۔ اگر کوئی روٹ مقرر کر دی گئی ہے تو آپ اس سے جلد مطلع فرمائیں کہ آپ کو اس روٹ کے لحاظ سے پہلے کہاں آنا ہوگا۔ اگر روٹ مقرر نہیں کی گئی ہے تو آپ پہلے گلبرگہ تشریف لائیں۔ ہم وہاں آپ سے ملینگے۔ گلبرگہ سے بیدر اور وہاں سے حیدرآباد تشریف لائیں۔ آپ کب وہاں سے رخصت ہو رہے ہیں اور آپ کس تاریخ کس شہر سے گلبرگہ یا حیدرآباد پہنچینگے تفصیل سے چند روز قبل ہی اطلاع فرمائیں۔ تاکہ حضرت بزرگوار ان تواریخ کو آپ ہی کیلئے محفوظ کر دیں کیونکہ اکثر بیرونی اوور سیور تشریف لیجانا پڑتے ہیں۔ آجکل بھی وہ بمبئی میں ہی ہیں ایک دو روز میں حیدرآباد تشریف لائینگے۔

حضرت نقدس مآب کی خدمت میں آپ کی طرف سے سلام و دست بوسی عرض کیجئے۔ فقط

طالب دعا

سید مرتضیٰ حسینی

۱۷/ صفر ۸۱ھ

ابوالحسن علی الحسنی الندوی
ندوۃ العلماء لکھنؤ

Abul Hasan Ali Hasani
NADWATUL ULAMA
LUCKNOW (INDIA)

از ۔ حکیم محمد نور ۷۸۶/۲۲ مورخہ ۹

سراد محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

مزاج گرامی ۔

تمہارا خط ملا ۔ بہت خوشی ہوئی ۔ تمہارے عمال حالیہ ہوں تو
ہمارا حشر ہمارے آباؤ اجداد و حضرت یعقوب علیہ السلام جیسا ہی ہوتا
باری تعالیٰ کرے اس جہاں فانی میں صراط مستقیم پر قائم رہنے کی
اسی امید کی بنا پر ہم بھی اجداد جیسی زندگی
نکھو ۔ تو اس سے زیادہ جہاں گزرتے ہو مگر جہاں
جوں کا توں رہتا ہو تو پھر نکھو کا سوال ہی باقی نہیں رہتا ۔ جہاں
ہم ہیں اسقدر گرم مزاج ہیں کہ اسقدر
لاہور ہے ہیں تو وہاں اسقدر
تصور فرمائیں ۔ اور آپ یہاں ہیں

آپ کی تشریف آوری کا پروگرام یہ مناسب رہیے گا
کہ آپ دہلی سے شام میں روانہ ہو کر جی۔ ٹی ایکسپریس سے تیسرے روز
صبح حیدرآباد پہنچیے ہم آپ سے حیدرآباد کے اسٹیشن "نام پلی"
ہی پر ملینگے۔ (جی۔ ٹی۔ ایکسپریس سے آپ سے پہلے آپ کو سکندرآباد
ملے گا جو وہ بھی حیدرآباد سے ہی ملحق ہے۔ اسکے بعد اسٹیشن نام پلی
آئیگا۔ نام پلی کے اسٹیشن کا کوڈ بھی حیدرآباد کے نام سے ملے گا۔)
چونکہ اس طویل سفر کے بعد اسی روز حیدرآباد سے گلبرگہ جانا آپ کیلئے
بہت ہی باعث تکلیف ہوجائیگا اس لیئے دوسرے روز گلبرگہ جائینگے
اور وہاں سے بیدر ہوتے ہوئے حیدرآباد واپس ہونگے۔

آپ اپنی تشریف آوری کی قطعی تاریخ سے جلد مطلع فرمائیے و نیز
آپ دہلی سے حیدرآباد روانہ ہونے سے قبل بذریعہ ٹیلیگرام
بھی کہ آپ کس تاریخ حیدرآباد پہنچ رہے ہیں مطلع فرمائیں
تو اور زیادہ مناسب رہیگا۔

حیدرآباد ہوائی گلبرگہ شریف آپ کا قیام تو ہمارے
ہی پاس ہوگا۔ سہارنپور پہنچ گلبرگہ کا ہتہ لکھوانے کیلئے

حضرت مولانا سید محمد حسینی صاحب سجادہ نشین و مہتمم موصوف شرکت

جوابی تار مہتمم صاحب۔ گلزار شہید (اگرتلہ)

کل ہوا ہمارا کامی ہوگا۔ از سید مہتمم ماہنامہ

پیام رہبر۔

حضرت مولانا سید محی الدین حسینی سجادہ نشین و مہتمم حضرت ابوالفیض قدس سرہ

حسینی خانقاہ۔ سید مہتمم گلزار شہید،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی دعاؤں سے تکلیفوں کو راحت ملی۔

حضرت شاہ صاحب اور شاہزادہ حرد اطراف سلام مسنون

قبول فرمائیں۔ امید فرماتے ہیں کہ اب آپ زیادہ دیر ناسازی طبع

منکور فرمائیں فقط

طالب دعا

سید غلام اختر حسینی غفرلہ

غرہ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

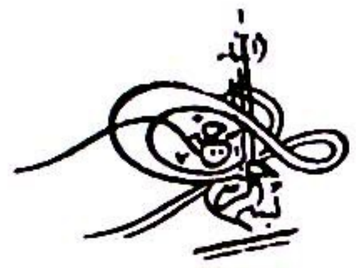

سید انوز حسین زیدی
نفیس رقم، لاہور
۲۰ ربیع الاول، ۱۳۸۱ھ

بخدمت محترم المقام جناب [illegible] بزرگوار [illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قبل ازیں بھی ایک خط ورسال خدمت کر چکا ہوں۔ "طوبیٰ شریف" میں صرف ایک دل کش جگہ ہے اور "روضتین" میں دو۔ روضۂ منورہ بزرگ حضرت سیدنا خواجہ بلند و دراز رحمۃ اللہ علیہ ۲ ہے اور روضۂ منورہ فرد حضرت نورالعین پوتے شاہ قتال اللہ حسینی ابن سید [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کی آرام گاہ ابدی ہے۔ یہ دونوں عالیشان گنبد لورے ہندوستان میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ روضۂ بزرگ کا گنبد ۶۶ گز اور روضۂ خرد کا گنبد ۶۵ گز بلند ہے۔ دونوں قریب قریب واقع ہیں۔ باقی گنبد ان سے کام بلند ہیں۔ پورا خاندان بلیشو دراز یہیں مدفون ہیں۔ حضرت خواجہ بندگی محمد کے فرزندان عالی اور دختران پاکباز اور نیک نام پوتے اکثر و بیشتر یہیں آرام فرما ہیں۔

گنبد روضۂ بزرگ کے اندر حضرت بلیشو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں دائیں جانب مخدوم زادۂ خرد حضرت سید امیر اصغر حسینی اور بائیں جانب پوتے سید سفیر اللہ حسینی ابن سید [illegible] حسینی آسودۂ خواب ہیں۔

سیّد انور حُسین زیدی
نفیس رقم، لاهور
۱۳۸۱ھ

روضۂ حضرت تیسرے دراز زلفہ اللہ علیہ کے احاطے میں ہی حضرت کے بیٹوں - پوتوں - پرپوتوں اور بعد کی اولاد دفن ہوئی ہے - روضۂ بزرگ کی مسجد کے بائیں جانب حضرت سید سلیمان عرفی اور حضرت سید قمر سبزپوش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات ہیں - یہ حضرات ہمارے نسبی اجداد میں سے ہیں -

---

روضتین کا ماحول عجیب دلِ نواز ہے - ہمارے خاندان کی پشتہا پشت کی شگفتیں یہاں ہیں - گویا ایک پورا خاندان ہے جو شہرِ خموشاں میں آباد ہے - دنیا دور دور سے زیارت کے لیے آتی ہے - ہر وقت ہجوم رہتا ہے - اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میاں صاحب کے بارے میں کافی چرچا ہے - لوگ عقیدت سے پیش آتے ہیں اور حضرت خورد بندہ نواز تیسرے دراز زلف کی اولاد ہونے کے ناتے بڑے تپاک سے ملتے ہیں اور محبت اور عزت سے دیکھتے ہیں - عید و رمضان میں کافی لوگوں کو علم ہو جاتا ہے - روضتین کے سجادہ نشین ہونے کے بڑے احترام سے پیش آتے ہیں - اور دوسرے لوگوں کے خاص طور پر میرا ذکر کرتے ہیں اور تعارف کراتے ہیں - ایک صاحب ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے تھے کہ ہم بچپن سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از خانقاہ برلب حضرت سید ناخواجہ ابوالفیض رح

۶ر ستمبر ۶۶ء

بیدر

سجادہ نشین زیبو گیدہ

جناب حاجی

شاہ قطب الدین حسینی[1]

برادر صاحب محترم و مکرم سید ولی الدین صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مزاج گرامی

ہرسہ بخیر ہیں۔ اس عرصہ میں میرا مزاج صاف نہ ہونے کے سبب بہت کم لکھ سکا دو دفعہ ہی علیدہ حاضر ہوا ہوں۔ اس بیاز نامہ کے ذریعہ دعوی سید انور حسین صاحب زیدی سیاستگری آپ سے ملاقات فرمائیں گے۔ صاحب ممدوح حضرت بندہ نواز رح کے خاندان کے ہیں۔ اس وقت محض ریاض کرنے کی زیارت اور تعلیمات و تعارف کی واقفیت حاصل کرنے دور دراز سفر کی صعوبت برداشت کر رہے ہیں۔ مہربانی فرما کر آپ رسمی ملاقات کے صاحب ممدوح کو مستفید فرمائیں، بقیہ امور باکشافہ بہ بزرگ ظاہر کریں گے۔ امید کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

سید معین الدین[2]

[1] سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ خاموش رحمۃ اللہ علیہ (حیدرآباد دکن)

[2] سید معین الدین حسینی سجادہ نشین حضرت خواجہ ابوالفیض بیدری رحمۃ اللہ علیہ

۶ آپ کے فرزند اصغر اور امیتر رکھ دو تحریر میں ہے [illegible] محفوظ ہونا رکھ محمد صفحہ ۱۹۲ ۔

۱ سید شاہ رکھ حسنی خاکسار فرزند ملاں

۲ سید محمد سلطانی صوفی حسینی

۳ سید شاہ محمد حسنی سمیر سمندر

۴ سید ضیاء اللہ حسینی

۵ سید شاہ محمد حسینی عرف [illegible]

۶ سید ولی حبیب اللہ حسینی

۷ سید حبیب شاہی عرف محمد [illegible]

۸ سید شاہ علی اسد اللہ حسنی

۹ سید شاہ فضل الدین عرف شاہ [illegible]

۱۰ سید شاہ علی حسینی

۱۱ سید شاہ فضل الدین ثانی

۱۲ سید شاہ حیدر حسینی

۱۳ سید شاہ احمد حسینی

۱۴ سید شاہ فرحہ حسنی

۱۵ سید شاہ رضا حسینی موجود

سید شاہ کلیم اللہ حسنی فرزند دوم سید شاہ کلیم اللہ حسنی [illegible]
تاریخ محمدی صفحہ ۱۵۵ سے سید شاہ کلیم اللہ حسنی
ہر مکمل روشنی ہے ۔

---

* روضہ سید شاہ رضا حسینی صاحب بخشی حویلی
روضہ بزرگ ہے ۔ [illegible] صاحب مزار مشہور ہے آپ کے سلسلہ [illegible]
[illegible] مزار شریف [illegible] سید شاہ کلیم اللہ حسینی
[illegible] حضرت شاہ [illegible] کی مزار شاہ سید حسن صلح [illegible]
[illegible] آپ کے بزرگ [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

سید شاہ [illegible]
[illegible]

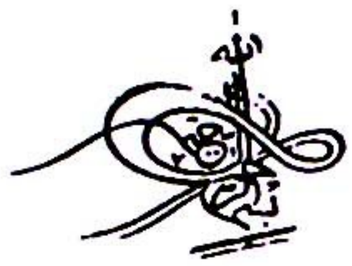

سیّد انور حُسین زیدی
نفیس رقم، لاہور
۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ
۱۲ ستمبر ۱۹۶۱ء

سرکبیرہ "مظہر شریف" سے روانہ ہو کر بیدر شریف پہنچا - "بڑی" سے بیدر ۹۰ میل دور ہے - یہ بہت پرانا شہر ہے - اس علاقے کی آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے - نہایت لذیذ میوے یہاں پیدا ہوتے ہیں - یہ شہر ایک قلعے کی مانند ہے اور اب فصیل نہایت مضبوط اور مستحکم دکھائی دیتی ہے -

یہاں سب سے بڑی درگاہ حضرت خواجہ ابوالعرفین شاہ ہدیٰ اللہ حسینی ابن حضرت سید امیر حسینی ابن سید ناصر الدین محمود المعروف بہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی ہے - یہ بزرگ ہمارے اجداد کرام میں سے تھے - بہت بڑا گنبد ہے - اس احاطے میں گنبد مبارک سے ملحق جانب حضرت سید احمد حسینی غالب کرماتی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے - یہ حضرت خواجہ ابوالعرفین شاہ ہدیٰ اللہ حسینی رحمۃ اللہ کے بڑے فرزند تھے - والدہ سے ہمارے سلسلے کی شاخ چلی ہے - حضرت احمد حسینی غالب کرماتی کے بیٹے سید صوفی بن حسن کا مزار "مظہر شریف" احاطہ درگاہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز میں ہے - سید صوفی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہماری شجرے میں مندرج ہے - حضرت خواجہ ابوالعرفین اور سید احمد حسینی غالب کرماتی کے نام چھوٹے شجرے میں سہواً چھوٹ گئے ہیں -

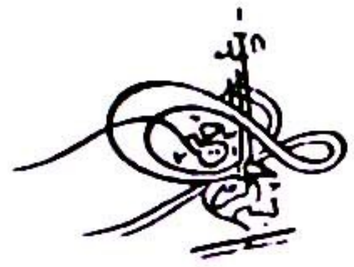

سیّد انور حُسین زیدی
نفیس رقم، لاهور
۵۱۳

۲۰۲ / ۲۰۶

مکرمی سعد صاحب

السلام علیکم -

میں ۶ بجے تک آپ کا انتظار کیا - مجھے بڑا

ملال ہے کہ آپ سے ودرکی ملاقات نہ ہو سکی - نہیں معلوم قدرت

آپ کو ہم سے کب ملا کرائے - حضرت خواجہ حافظ فضلی کی کتب

کی فہرست آپ عبداللہ کے پاس لکھا دیجیے اور رکشا کا کرایہ

حضور خواجہ گنج بخش کے عرس کا اور حصہ جو آپ کل نوٹ فرمائیں

گے - اس کو بھی یہاں عبداللہ کے پاس لکھا دیجیے

میرا ارادہ آج شام سو جانے کا ہے آپ میرا خیال کریں

ذکا فرمایئے۔ ہمارے نذیر کو بھی سلام فرمایئے۔

آپ کی یاد ہمیشہ ہم کو آتی رہتی ہے۔ لاہور ہو یا کلر

کہ در مطلع فرمایئے۔ آپ کے والد صاحب کی خدمت میں ادب

سے اور تمام برادران خاندان کو بھی سلام فرمایئے۔

خدا حافظ

مخلص

زین العابدین

(ولیہ کلر)

سید عارف اللہ حسینی

شہ برادرِ خرد سید عظمت اللہ حسینی

از۔ بنجارہ بلز

برادر مکرم

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بحمد اللہ یہاں ہم سب خیریت سے ہیں امید کہ آپ اور تمام اہل خاندان بخیر و عافیت ہونگے۔

قبل اسکے کہ کچھ لکھوں آپ سے اس تاخیر جواب کی معافی چاہتا ہوں۔ وجہ یہ ہوئی کہ ان دنوں میں بہت ہی مصروف رہا۔ آپکے پاکستان پہنچنے کے بعد کا عنایت نامہ ملا بارہا اسکا جواب لکھنا چاہا مگر ذرا بھی فرصت نہ ہوئی۔ کچھ روز کیلئے چنابور گیا تھا وہاں کچھ کام تھا وہاں سے آنے کے بعد اپنے دکان کے کام میں اس عرصہ میں ایسا مصروف رہا کہ تعطیلات میں بھی دکان جانا ہوتا تھا۔ بعد ختم ڈسمبر کے کچھ فرصت ہوں۔ امید کہ اس تاخیر کو معاف فرمائینگے۔

فقیر العزیز

ایک صاحب حیدرآباد ہی میں رہتے ہیں اور وہ حضرت خواجہ ابوالعلیٰ کی اولاد سے ہی ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ انکا شجرہ دیکھوں مگر یہ صاحب موصوف کچھ ایسے مصروف شریف آدمی ہیں کہ جو صبح دفتر چلے جاتے ہیں تو کافی رات گئے گھر واپس ہوتے ہیں۔ مجھ سے بارہا دفتر میں یا راستہ میں ملکر اپنا شجرہ دینے کا وعدہ فرماتے مگر میں جب بھی انکے مکان جاتا ان سے ملاقات

میں ہو گئی تھی۔ میری خواہش تھی کہ اسکا شجرہ دیکھ لوں، اسے خط لکھ کر
آگئے دو روز قبل اپنے اپنے مکان پر ملاقات ہو گئی۔ وہ اپنا شجرہ
ارسال کر دیں ایسا نہ ہو سکا۔ میں
حضرت سید شاہ حفیظ اللہ حسینی مدظلہ العالی آتا ہے وہ بہ شاخ میں
گر یہاں مرقوم ہے کہ حضرت سید شاہ حفیظ اللہ حسینی کے اسم گرامی سے
ابوالعلیٰ [illegible] کسی کا ایسا نام نہیں ملتا جو آپ کے پاس
حضرت شاہ صوفی مدظلہ العالی کے اسم گرامی میں نہیں آتا بہ شاخ حضرت خواجہ ابوالعلیٰ
کے [illegible] میں شاخ کا نقل کیا ہوا شجرہ دل میں
درج کیا گیا ہے۔

۱ — حضرت خواجہ ابوالعلیٰ
۲ — حضرت سید شاہ کلیم اللہ محمد [illegible]
۳ — حضرت سید شاہ ابوالحسن ناصح الدین محمد [illegible]
۴ — حضرت سید شاہ عبدالمنعم اللہ محمد [illegible]
۵ — حضرت سید شاہ عطیٰ ولی شاہ محمد [illegible]
۶ — حضرت سید شاہ ابوالحسن ثانی عرف ناطق [illegible]
۷ — حضرت سید شاہ عطیٰ [illegible]
۸ — حضرت سید شاہ ابوالحسن حیدر شاہ محمد [illegible]
۹ — حضرت سید شاہ کلیم اللہ محمد [illegible]
۱۰ — حضرت سید شاہ محمد حسن [illegible]

جن [illegible] موجود ہے ہاں سے بگڑ کر
لوگ [illegible] ہے اس شاخ میں مرقوم
حضرت سید شاہ عبدالمنعم اللہ محمد [illegible]
ہے [illegible] والد ماجد [illegible]
ہو [illegible]

۱۱ ۔ حضرت سید شاہ کلیم اللہ حسینی

۱۲ ۔ حضرت سید شاہ فضیح اللہ حسینی

۱۳ ۔ حضرت سید شاہ حفیظ اللہ حسینی ، حضرت سید شاہ کلیم اللہ حسینی

چنانچہ یہ شاخ اس شجرہ میں حضرت سید شاہ فضیح اللہ حسینی کے دو فرزندوں حضرت سید شاہ حفیظ اللہ حسینی اور حضرت سید شاہ کلیم اللہ حسینی کے اسمگرامی پر ختم ہو جاتی ہے ۔ اور وہ صاحب مرحوم جو اس شاخ کے متعلق کچھ معلومات نہیں رکھتے ۔

مولوی غلام حسین جو جہاں نما ایڈیٹر صاحب مرحوم کے فرزند ہیں وہ بیاض مولانا نور الدین کے متعلق اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہیں ۔

آپ کے تشریف لجانے کے بعد سے مسلسل آپ کا تذکرہ ہم لوگوں میں رہتا ہے اور اس بات کا نہایت افسوس ہے کہ آپ کے حیدرآباد سے رخصت ہونے کے وقت ہم حیدرآباد میں نہ رہ سکے ۔ حضرت برادر بزرگ و برادران خرد خلیل میاں صادق میاں اور فاروق میاں آپ کو ہمیشہ یاد کیا کرتے ہیں اور سلام مشتاق ملتمس رہتے ہیں اور آپ کی دوبارہ تشریف آوری کے منتظر ہیں ۔ میاں جانی اور محب اللہ بھی آپ کو یاد کیا کرتے ہیں اور سلام کہتے ہیں ۔

مولوی سید رحیم الدین حسینی صاحب نے ایک وقت ملاقات میں

مجھ سے فرمایا کہ "فیوض الحرمین" کا ترجمہ پاکستان میں کوئی صاحب شاید اردو نام کچھ سرور
کے رکھتے ہیں۔ انکی ایک کاپی روانہ کرنے آپ سے وہ یعنی رحیم الدین حسین دہلوی
دریافت کریں تو فرمائیے کہ آپ کو جب بھی خط لکھوں اُسی یاد دہانی فرمادوں۔

گلاسگو میں اکثر لوگوں کا یہ خیال تھا کہ شاید اسبار بھی حسب دستور
عرس شریف حضرت خواجہ غریب نواز پہلے پیر سے ہوتے ہیں اور گلاسگو ان دنوں میں
میں شرکت کیلئے پھر گلاسگو تشریف لا رہے ہیں۔ جو لوگ آپ سے نہیں مل سکے تھے
اس اطلاع سے بہت خوش تھے مگر جب انکو یہ معلوم ہوا کہ واپسی پر ملنے کی
وجہ آپ جمعہ ۲۷ مارچ سے ہی واپس پاکستان ہوائی جہاز سے جا رہے ہیں تو بہت مایوس ہوئے
اس سال جمعہ ۲۷ مارچ اور گلاسگو میں بہت زیادہ سردی ہے جو یہاں
کئی سال کے بعد ہو رہی ہے۔ آپ کے پاس کیا ممکن ہے سرمایہ شدت کم ہو
اس سال شدید ہی ہو۔

احقر کو جناب والد صاحب، دیگر اعزہ و اقارب اور احباب علاقہ و دیگر
اہل برادری خیریت سے ہونگے ان سب کی خدمت میں ہماری طرف سے
سلام فرمائیے۔ ہم متوقع ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مستقل طور پر
جناب والد صاحب اور دیگر اہل برادری کیساتھ جمعہ مبارک تشریف لا کر ہم کو خدمت
کا موقعہ دینگے۔ فقط

والسلام

۲۷ مارچ

۷ جون

۷۸۶
۲۹۲

۷۷۸ حاجی نگر
حیدرآباد

زادہ بہ)

برادر محترم جناب مولوی سید انور حسین صاحب زیدی

السلام علیکم

کل ہی آپ کا عنایت نامہ وصول ہوا۔ یاد فرمائی کا بے حد شکریہ۔ معاف کیجیے میں نے بھی آپ کو کوئی خط نہیں لکھا۔ اسلئے کہ آپ کا پتہ میرے پاس نہیں تھا۔ آل حسنین میں نے حیدرآباد میں بھی ہر ممکن کوشش کی ہمزہ کو نہ پا سکے۔

حضرت قبلہ ما ان دنوں آنکھ کا آپریشن کروانے کے بعد بحمد اللہ کامیاب رہا۔ اب بفضلہ بخیریت ہیں۔ ان کی دعا میں ہر آنے والے وقت میں حاضر ہو رہا ہوں آپ کا سلام پہنچا دونگا۔

حضرت والد بزرگوار قدس سرہ کی سوانح حیات ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے اسوجہ سے طباعت نہ ہو سکی۔ صرف آپ حضرات کی خاطر اور یہ ضمون جو کہ ابتدائی زندگی سے تعلق رکھتا ہے اسلئے یہ نوٹ بک بھیج رہا ہوں۔ آپ کو ضرور پسند آئیگا۔ دعا فرمائیے۔ ہمیں کہ یہ سوانح جلد مکمل ہو جائے۔ آمین یا رب العالمین۔

تقسیم ملک کے بعد کے حالات بھی بہت دلچسپ ہیں کہ حضرت والد بزرگوار کے ساتھ خود رہا ہوں آئندہ ہفتہ تک ضرور بھیج دونگا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ دھان صاحب بھی یہاں تشریف لا رہے ہیں۔ آل رسول میں کوئی کتاب مل جائے تو مجھے اطلاع دیجئے گا۔

دعا گو
شاہ محمد حسن ؒ

۱۰۰ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۵ مارچ ۱۹۶۳ء

ؒ سجادہ نشین روضہ منورہ بزرگ گلبرگہ شریف

۷۸۶
۲۰۲

8.2.628 - ... و دائرہ ادبیات
مکان حضرت سعادت حسین صاحب فیصل آباد
شمارہ ... حسینہ زیدی
... ہراد حسین

برادر محترم

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے خود اس بات کا افسوس ضرور ہے کہ آپ کے [illegible] محبت نامہ کا جواب نہ دے سکا تھا۔ اور منتظر تھا اس بات کا کہ وہاں کا آپ کا اور کوئی خط آجائے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کا جوابی عنایت نامہ وصول ہوا تھا اس پر آپکا وہاں کا پتہ بھی درج نہ تھا۔ حالانکہ آپ کے ہر خط پر آپکا پتہ ضرور درج ہوتا ہے۔ خیر [illegible] آپ کو آپکے دوست کی جانب سے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کا خط ملا ہوگا۔ مگر ہوا یہ کہ اسی زمانہ میں جناب سید رحیم الدین حسین صاحب اپنے برادر [illegible] سلسلہ میں یہاں سے لاہور ہوتے ہوئے کراچی تشریف لے گئے تھے۔ وہ لاہور میں [illegible] ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ میں نے آپکے دونوں خط دیدیا تھا۔ وہ کوئی [illegible] بعد جب واپس حیدرآباد ہو لیے تو مجھ سے پتہ لے کر ان دونوں مقامات سے [illegible] کا کوئی پتہ نہیں ملا اور معلوم ہوا کہ آپ کہیں اور منتقل ہو گئے ہیں۔ ایک تو [illegible] ہر آپکا پتہ درج نہ ہونا اور دوسرے جناب سید رحیم الدین حسین صاحب کا [illegible] کہ آپ ان سابقہ پتوں پر تشریف نہیں رکھتے ہیں [illegible] کا مکمل پتہ دیدیں تو خط [illegible] کا مکمل پتہ دیدیں تو خط [illegible] کا مکمل پتہ دیدیں تو خط

دوسرا عنایت نامہ آیا تو اُس سے پتہ معلوم ہوا کہ کچھ ہی روز قبل جب آپ کا ذکر آیا تھا
تو میرے بھائیوں سے کہا تھا کہ وہ دو تین صاحبان جو آپ کے پاس اکثر تشریف لایا کرتے
تھے (جنہیں سے ایک خیریت آباد کی مسجد کے پاس کہیں رہتے ہیں) اگر انہیں سے کوئی
بھی نظر آجائے تو اُن سے مکرر آپ کا پتہ دریافت کریں ممکن ہے ان سے خط و کتابت
جاری ہو۔

ان سب باتوں کے علاوہ اتنے عرصہ دراز میں آپ کا کوئی خط نہ پاکر یہ خیال
ہوتا تھا کہ شاید ہم سے خدا نخواستہ کوئی بات ایسی ہوئی ہے جو آپ کے لیے ناگوار خاطر ہو گئی ہے۔
آپ کے دو روز قبل جب میں ورکشاپ سے گھر واپس ہوا۔ میرے آتے ہی
آپ کا خط مجھے دیا گیا (اس خط میرے ہاتھوں تک پہنچا بھی نہیں تھا کہ خط کو دور سے
دیکھتے ہی میرا دل اچھلنے لگا اور کہنے لگا کہ یہ خط ضرور آپ کا خط ہے۔ کیا بتاؤں کہ
آپ کے محبت نامہ کو پاکر کتنی مسرت ہوئی۔ خاص طور میں خوش ہوا بلکہ پورا
گھر خوش ہوا۔ ہر بھائی نے خط لیکر پڑھا۔ ہم بہت ممنون ہیں کہ آپ نے ہمیں یاد
کیا۔ صدیوں کے بعد تو اہل برادری آپس میں ملے ہیں اب یہ کہاں گوارا ہو سکتا ہے کہ
پھر دوری ہو۔ میں نے سب بھائیوں سے کہدیا ہے کہ وہ سب آپ سے خط و کتابت
کریں تاکہ یہ سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے۔ اور ہم قریب سے قریب تر ہوتے جائیں۔
حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری رح کی وفات کا جزاب کے
اُس خط سے معلوم ہوئی تھی جسکو پڑھکر سب ہی رنجیدہ ہو گئے۔ گو کہ حضرت

علیہ الرحمہ سے کوئی سلسلہ نیاز حاصل نہ ہوا تھا اللہ کی قدرت دیکھئے کہ اب سے حضرت مرحوم کے واقعات و بزرگی کا علم ہوا تھا افسوس ہے کہ اس سے ایک مدت دراز تک محروم رہے۔ مجھے اس کا بڑا افسوس ہے کہ سات سال قبل ۱۹۵۶ء میں جب میں کلیر شریف حاضر ہوا تھا اگر اس وقت حضرت کے متعلق کچھ علم و واقفیت ہوتی تو میں ضرور رائپور جا کر سلسلہ نیاز حاصل کرتا۔ اب ان سے لوگ یہاں جو باقی تھے وہ بھی رخصت ہو گئے۔ خانقاہی نظام جو تقریباً ہر جگہ ختم ہو چکا ہے اگر حضرت علیہ الرحمہ کے وجود سے جاری تھا۔ مجھے قوی امید ہے کہ اب حضرات ان خانقاہی تعلیمات اور نظام کو جاری رکھیں گے جس کی فراوانی کو ترس رہے ہیں۔ ہم بھی آپ کے حکم سے شریک ہیں۔ خدا آپ کو سکون عطا فرمائے۔

حضرت بقایا صاحب قبلہ بھی آپ کے خط ارادت کے بہت مداح تھے آپ کا خط پڑھ کر بہت مسرور ہوئے اور سلام کہتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ہمارے ایک اور بزرگ ہیں سید رحمت اللہ حسینی صاحب جنکا مکان حضرت بہرائچ میں حمایت نگر میں ہے اور وہ سلسلہ علالت سے دہلی میں رہتے ہیں وہ بھی آپ کو اکثر یاد کیا کرتے ہیں۔

برادر مکرم جناب خواجہ بادشاہ صاحب سجادہ نشین روضہ منورہ حضرت کلیر بھی آپ کو ہمیشہ یاد کرتے رہتے ہیں

حضرت بندگی مخدوم کے بڑے صاحبزادہ حضرت سید شاہ اکرم حسین صاحب کے متعلق کوئی بھی ایک علیحدہ کتاب نہیں ہے۔ مجھے خیال ہوا کہ حضرت کے حالات پاک جمع کر کے ایک کتابچہ کی شکل میں شائع کر دوں چنانچہ میں نے ایک مسودہ تیار کیا ہے اور چاہتا تھا کہ قبل از اشاعت وہ آپ کو ضرور دکھا لوں تاکہ اگر

اسمیں کوئی بات ایسی باقی رہگئی ہے جو آپ کی نظر سے گذری ہے تو وہ اسمیں بڑھا دیں
میں دو چار روز میں دس صفحہ کا ایک نقل آپ کے پاس روانہ کرتا ہوں۔
آپ نے اپنے خط میں یہ نہیں بتلایا کہ حضرت والدہ صاحبہ کیسی ہیں۔ بھائیں۔
بھائی صاحب۔ اور میاں انیس الحسن طوکھرہ کیسے ہیں۔ انکی خیریت سے مطلع فرمائیے۔
حضرت بھائیصاحب قبلہ۔ بھائی صاحب۔ خلیل میاں۔ صادق میاں۔ فاروق میاں
حسن سبیر۔ حسین سبیر۔ سجاد سبیر۔ باقر سبیر۔ اور بھائی صاحب کی لڑکی نثار فاطمہ عرف شاہدہ۔
میری اہلیہ اور علی عظمت سب ہی خیریت سے ہیں۔ اور آپ سب لوگوں کو
سلام کہتے ہیں۔
عبداللہ اور میاں جانی بھی خیریت سے ہیں۔ عبداللہ اب بار بار یہاں ملازم نہیں رہسکو
ایوان اردو میں ملازم کروادیا گیا ہے کرتے جاتے رہتے ہے مشکل یہ ہے کہ اسکو ابھی
"ایوان اردو" کہنا نہیں آتا "چیوان اردو" کہتا ہے۔ اب اسکو کیا کیا جائے۔
اتفاقاً یہ وہی ماہ ربیع الاول کے تواریخ ہیں جسمیں آپ یہاں تشریف لائے تھے۔
گو کہ دو سال ہو گئے مگر ان ایام کی یاد جو آپ کیساتھ گزرے دل و دماغ پر چھائی ہوئی
ہے۔ خدا آپ کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔ اسی سال تو آپ والدہ صاحبہ کیساتھ حضرت
بندگی مخدوم کے عرس شریف میں خرید تشریف لائے تھے۔
سب اہل برادری کو سلام مسنون۔ فقط
طالب دعا
سید ذوالفقار حسین زار
۲۴ اگست ۶۳ء

۱

برادر محترم

بندہ کرم آپ یہ مضمون ختم ربیع الاول سے قبل ہی وارسل فرمادیں
تو بہتر ہے۔ کیونکہ اس ۱۰ ماہ میں حضرت مخدوم زادہ ہزرگ کا عرس شریف
ہے چاہتا ہوں کہ جب یہ طبع ہو جائے۔

سب بھائی آپ کو سلام کہتے ہیں۔ فقط

طالب دعا
بندہ غلام حسن عفی عنہ

۶۲۳ھ
۱۲ ربیع الثانی

نوٹ: آپ جو نقشبندی صاحب کے
مکتوبات سے حضرت بندگی مخدوم
کا ارشاد لکھا ہوا بھیجا فرمائے تھے
درج کیا گیا ہے۔ وہ برابر صحیح نہیں

[1] حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۸۲۶۲۸

۱

برادر مکرم

السلام و علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا [illegible] ل

[illegible] کرم فرمائیے

آپ کی نظم[1] بہترین ہے پڑھکر بیحد مسرت ہوئی یہاں [illegible] بڑھا بہت پسند کیا۔ آپ نے اپنی حسن والہانہ عقیدت [illegible] لکھا ہے وہ قابل ستائش ہیں اور خوشی تو یہ ہے کہ [illegible] لکھا، عقیدت ہی کو [illegible] نظر میں رکھا گیا ہے [illegible]

حضرت اقدس[2] [illegible] کا دل [illegible] ہو جاتا ایک [illegible] اس [illegible] مگر [illegible] اگر [illegible] تو نہیں اور آپ کا [illegible] کرنا ہے [illegible]

آپ کی [illegible] اچھا کام ہے کہ [illegible] ایک [illegible]

[1] منقبت حضرت خواجہ گیسودراز قدس سرہٗ : "

[2] حضرت اقدس [illegible] قدس سرہٗ

کے متعلق مزید معلومات حاصل ہوئیں

حضرت بڑے صاحبزادہ صاحب سے متعلق آپ کے مضمون سے معلوم ہوا کل حضرت کے عرس شریف کے تین چار روز قبل وصال ہوا۔ بہر حال طباعت ہو گئی اور وقت پر اجرا ہو گیا۔

آپ نے مضمون میں خطائر القدس کے حضرت بندگی مخدوم کے جن ارشادات کا اضافہ فرمایا تھا اسکو میں عمداً اپنے روانہ کردہ مضمون میں شامل نہیں کیا تھا۔ بات یہ ہے کہ مولوی عطا حسین صاحب مرحوم سے اس مقام پر چوک ہو گئی ہے۔ اگر ذرا سنہ پر غور کر لیتے تو ہرگز ان کلمات کو حضرت مخدوم زادہ بزرگ کی طرف منسوب نہ کرتے۔ ۸۰۳ھ میں حضرت بندگی مخدوم دہلی کو خیرباد فرما گئے ہیں۔ اسوقت حضرت مخدوم زادہ بزرگ خود صاحب اولاد تھے اور جوامع الکلم مرتب فرما رہے تھے۔ در اصل ۱۵ جمادی الثانی ۸۰۳ھ حضرت شاہ عبداللہ حسینی خواجہ گنج بخش کا تاریخ وفات ہے۔ جو بمقام کھنبایت گجرات میں ہوئی

بہر حال بات بھلے، قابل غور یہ ہے کہ حضرت بندگی مخدوم کی اولاد میں جو مشاہیر گزرے ہیں ان کا آپ نے تذکرہ کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ حق الامکان اس سلسلہ میں آپ کو معلومات بہم پہنچانے کی کوشش کی جائیگی۔

میرا مستقل تبادلہ (ٹرانسفر) بھی ہو گیا ہے چنانچہ ۱۸ نومبر ۶۳ء بروز دوشنبہ کی شام میں روانہ ہو جاؤنگا مگر میں تھا ہوں اسے کتب ہائے مذکورہ کے اس سلسلہ میں آپ کو مولد روانہ کر دوں۔ نیز حضرت سید شاہ راجو حسینی کے ملفوظ کا کچھ حصہ آپ کے پاس روانہ کیا جائیگا۔

برادر بزرگ خلیل میاں، صادق میاں، فاروق میاں، (جو بمبئی میں رہتے ہیں) حسن شبیر، حسین شبیر، سجاد شبیر، ناصر شبیر، اور علی ظفر کو سلام کہتے ہیں اور اہل خانہ بھی آپ کو اور سب بھتیجوں کو سلام کہتی ہیں۔ فقط

طالب دعا

محمد سید ظفر اللہ حسنی ہاشمی

۱۸ نومبر ۷۳ء

یہ خط تین چار دفعہ لکھا گیا تھا مگر ڈاک جب کہ میں بھی جا رہا ہوں اسکو ٹھیک سے بھیجنے کا انتظام نہ ہو سکا۔ خیر

۱۷۸۲

از حویلی روڈ سورج گڑھ
"گلزار سرینگر"

مرادِ مکرم

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک عرصہ دراز کے بعد آپ کا محبت نامہ دستیاب ہوا بھی

۲۳ ربیع الثانی بروز صنوبر شام کو وصول ہوا جو ماہ سے ۔۔۔ واسطہ ہے۔

آپکا سلام بارگاہ حضرت قطب الاقطاب سرمایہ زندگی مخدوم و حضرت خواجہ شیخ محمد حسن

و دیگر اہل برادری کی خدمت میں عرض کر دیا گیا۔

آپ کا دوں سے تو آنے کی یا ۔۔۔ ورنہ کس سے کہ تھوڑا کچھ

محکوس ہو رہا تھا کہ اب ہی ہو گئے ہیں ۔۔۔ میں سے

ہو حضرت کی بابا میں ۔۔۔ روضہ ۔۔۔ ہے ۔۔۔ اب

با ۔۔۔ ہے ۔۔۔ محمد اللہ حسنی ۔۔۔ ہو رہا تھا ۔۔۔

ہو السلام ہیں وہ ۔۔۔ بھوپال ۔۔۔ بھی ۔۔۔ ولی اللہ حسنی ۔۔۔ ہو رہا تھا

مرزا سلیم بیگ صاحب ان دنوں ۔۔۔ گلزار میں ملازم ۔۔۔

السلام ہے ہیں۔

گزشتہ نومبر ۶۳ء میں میرا تبادلہ بمبئی ہو گیا ہے۔ یہاں مکان مل گیا ہے
والدہ عالی عظمت بھی وہیں منتقل ہو چکی ہیں۔ کل صبح میں واپس بھی ہو رہا ہوں۔
برادر بزرگ حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ۔ خوبصورت میاں۔ صادق میاں۔ اور خاندان کے
آپ کا خط وصول ہونے سے بہت خوش ہیں اور آپ کو سلام کہتے ہیں۔
حضرت بھائی اماں صاحبہ اور والدہ عالی عظمت آپ کے اہل خانہ کو سلام کہتی ہیں
اور نام صرف سلام بلکہ یہ اس بات کے متمنی ہیں کہ آپ ملاقات ہو۔ اب
آپ جب تشریف لائیں تو وہ بھی آپ کے ساتھ رہیں۔

نثار فاطمہ۔ حسن شبیر۔ حسین شبیر سجاد شبیر۔ باقر شبیر اور
عالی عظمت کی طرف آپ حضرات اور انیس الحسن کی جانب سے سلام۔
امید کہ آپ کے والد صاحب خیریت سے ہونگے ہمارے
طرف سے سلام کہیے گا۔ فقط

طالب دعا
سید عزمت رضا حسینی

۵ دسمبر ۶۴ء

پتہ:-

S. Azmetulla Hosaini Saidi
3/66, M.H.B. Colony,
near Oshiwara Bridge,
Gore Gaon,
Bombay 62

۷۸۲
۲۶۳

روضہ منورہ مدینہ منورہ
۲۱ مارچ ۶۵ء

برادر محترم مولانا نعیس الحسینی صاحب
از مدینہ منورہ

میں معافی مانگوا شغار ہوں کہ آپ کے خط کا ہرگز جواب نہ دے سکا۔
آپ کے دو عنایت نامے دم بدم پہنچے تھے۔ بعد کو توقع ہے آپ سب بخیریت ہوں گے۔
عرس مبارک قریب آرہا ہے۔ مجھے امید ہے آپ ضرور شرکت فرمائیں گے۔ اس مرتبہ
عرس کے موقع پر دل چاہتا ہے ۱۷ ذیقعدہ ۲۱ مارچ کو ہر شنبہ دن کے درس میں
میں نے آپ کی تصنیف "تعارف" کا ذکر کیا ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند اور آپ کے علمی اور عرفانی
کمالات پر مقالے پڑھے جائیں گے۔ مجھے توقع ہے کہ آپ اس عنوان پر ایک مقالہ
ضرور لکھیں گے۔ اگر آپ بعض وجوہ کی بنا پر مقالہ نہ لکھ سکیں تو یہ مقالہ ولولہ فرمائیں گے۔ اس سلسلہ میں
آپ کی طرف سے پڑھوایا جا سکتا ہے۔ بہرحال آپ اس بارے میں ضرور غور فرمائیے۔

آپ کی یاد ہر وقت میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ کبھی کبھی
حضرت خواجہ کی تصنیف "تعارف" کی کتابیں تلاش کیں۔ آپ رسالہ "رابطہ" ہی ملا جس کو
اور حضرت نے لکھ کر بھیجا تھا۔ کچھ عرصہ پہلے کسی نے ایک رسالہ "کلمہ طیبہ" صفحات ۲۰۰ کا
دستیاب ہوا۔ اور ایک کتاب "اذکار" حضرت شیخ الاسلام کے ملفوظات کا مجموعہ ملی
تھی۔ میں نے ان ہر دو کتابوں کے دو دو زیراکس لے لیے ہیں۔ دعا فرمائیے کہ

یہ رسالہ آئندہ چھپ جائیں ۔ آخر خواہ تعویذ از ریسرچ اکیڈمی جاری کئے جائیں
اس کی طرف سے ان کتابوں کو طبع کرالیا جائیگا ۔ ارادہ بہت کچھ ہے انتظام کیا جائیگا
عید آباد کے پولیس ایکشن کے بعد بہت سارے کتب خانہ کراچی منتقل ہو گئے ہیں
آپ بھی ضرورت تلاش جاری رکھئے تاکہ کوئی کتاب اچھی دستیاب ہو جائے ۔

میں آج کل طریقہ ہائے تعلیم پر اور تاریخ کانگریس پر کام کر رہا ہوں
عرس شریف کے انتظامات شروع ہو گئے ہیں ۔ اس سلسلہ تفصیلی نظام نامہ سے آپ کو
مطلع کرونگا ۔

آپ کی طرف سے دعا سلام کہدیا کیجئے ۔

خدا حافظ

دعا گو

۲-۵-۶۵ء

شاہ محمد[1]

---

[1] سجادہ نشین روضۂ منورہ بزرگ گلبرگہ شریف

وَاَخَرٰی یُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ

شاہ زرعی فارم

دہ نمبر ۱۷۴ تعلقہ ڈگری ضلع نگرپارکر (سندھ)
دہ نمبر ۲۴۷ تعلقہ میرپورخاص "
ہیڈ آفس (منجانب منزل ۔ جیدآباد کالونی کراچی ۵
مالک پیرزادہ سید غلام محمود قادری (منجانب قوم)
فون ۔ ۴۶۳۴۹

۱۴ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ
۱۲ مئی ۱۹۶۵ء

مکرم فرمائیں خان نصیر الحسن صاحب (نصیر تخلص)

بسم اللہ ۔ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا ۔ میں اپنی زیارت پر آپ کا
رسمی جواب نہ دے سکا دیر ہوئی
میں خود آپ کو خط لکھنے والا تھا ۔ لیکن اس خیال سے کہ آپ لاہور میں ہیں
اور وہاں کی ہنگامہ خیز زندگی میں آپ کا خط کی انتظار کا
سلسلہ طویل نہ ہو ۔ اور پھر حضرت شاہ صاحب کی زیارت کے بعد
معمول ہوا ۔ اور وہ کیفیت بھی ملی جس کی تلاش میں آپ کی موجودگی
میں کرتے رہے ۔ اس سلسلہ میں آپ کی یاد بہت رہی

آپ کا خط نے اور مسرت بڑھا دی ۔ یعنی ہمارا اور
آپ کا تعلق ایک ہی شاخ سے ہے
کچھ تفصیلات درج ہیں ۔ آئندہ اسکو اپنی سوانح میں
نوٹ فرمالیجئے ۔

میں پہلی دفعہ ۱۳۶۵ھ کو اپنے والد صاحب احمد آباد گجرات
اپنے سلسلہ میں حاضر ہوں۔ مختلف آستانوں پر
حاضری دے کر حضرت خواجہ غریب نواز کے آستانہ پر اجمیر شریف میں
حاضر ہوکر یہ ۱۳۶۵ھ تک انشاء اللہ
حاضری ہوگی۔
آپ کا ادنیٰ فرزند و مرید دستگیر رشید داؤد
سماری عفی عنہ
طالب دعا
محلہ حیدرآباد کالونی، کراچی

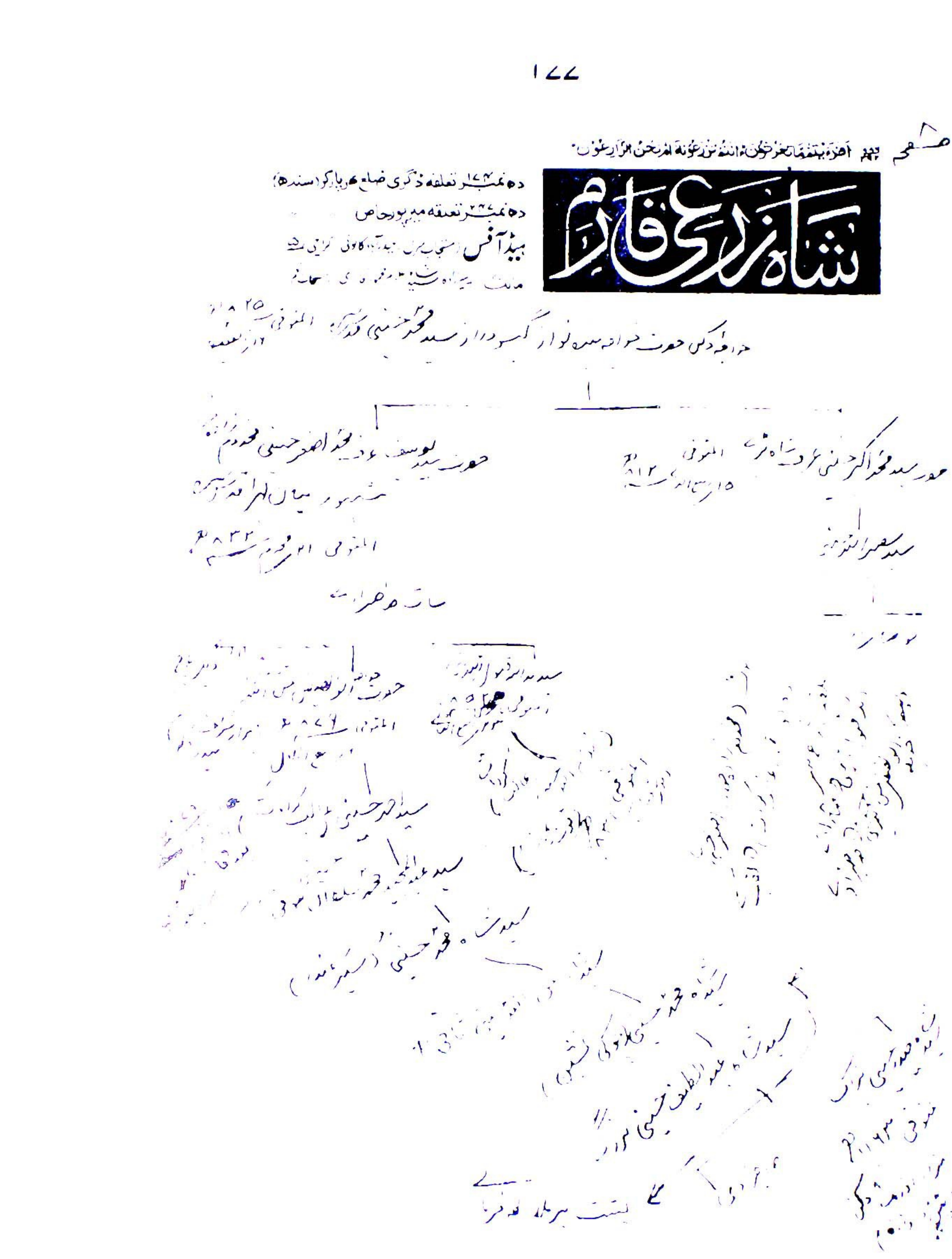

شاہ لطیف حسینی رح

سید شاہ حیدر حسینی بزرگ
المتوفی ۱۱۶۳ھ
مزار اورنگ آباد دکن
بیرون بیلی دروازہ (المشہور بڑا آنگن)

سید لطف حسینی ثانی (مزار ؍؍)

سید حسین حسینی ثانی (مزار ؍؍)
مزار (مزار تکیہ بودوبا)

سید شاہ غلام حسین قادری

سید شاہ غلام محمد قادری
مرشد عقد حرمی بیگم بنت شاہ آگاہ کاظمی اس شاہ لطیف حسینی ثانی

سید شاہ ولی ثانی قادری
المتوفی ۱۲۱۵ھ

سید شاہ عظم الدولی قادری

سید شاہ علیم محمد قادری
مسمی بہ صالح

سید شاہ علی نہری (محب اللہ) اورنگ آباد
المتوفی ۱۱۷۵ھ
خلیفہ شاہ حیدر حسینی بزرگ

صاحبزادی شہید
زوجہ سید شاہ حسن شہید

صاحبزادی اولیا بیگم بی بی حضرت
زوجہ حقانی آگاہ سید شاہ ولی
المتوفی ۱۱۷۰ھ
مزار نوبہار اورنگ آباد
خلیفہ شاہ حیدر حسینی بزرگ

زوجہ قاضی ضیاء الدین (حورشید اعلیٰ)
فاطمہ بیگم
قاضیان اورنگ آباد

المتوفی ۱۲۱۴ھ
مزار (قطب پورہ)
المتوفی ۱۲۰۹ھ
مزار اورنگ آباد

صاحبزادی شہید
زوجہ سید شاہ حسن شہید

صفحہ ۴

پھر انہ بتمنا تعرثون ام انتہ نزرعونہ ام نحن الزارعون ۔

شاہ زرعی فارم

دہ نمبر ۱۷۴ تعلقہ ڈگری ضلع نوابشاہ (سندھ)

دہ نمبر ۲۴۷ تعلقہ میرپور خاص " "

ہیڈ آفس (مستجاب منزل۔ حیدرآباد کالونی۔ کراچی ۵

مالک پیرزادہ سید غلام محمود قادری (مستجاب رقم)

ماخذ: عمر الاولیاء ملفوظ شیخ تاج الدین حموی اوگانڈی کا اقتباس (مستخرجہ بندہ)

" مجموعہ رسائل تصوف " کتب خانہ آصفیہ (حیدرآباد دکن)

" رسالہ " کتب خانہ شیخ سراج الدین جنیدی (مملوکہ شیخ علاؤ الدین جنیدی سجادہ نشین)

نظام الانساب " نسخہ شاہ اسمٰعیل بخاری اوگانڈی

مخطوطہ ایسٹرل لائبریری حیدرآباد دکن

آپ نے جو شجرہ نسب مرحمت فرمایا تھا۔ اس میں یہ لکھا آپ کا

فرمانا ہے۔ کہ سید لطیف حسینی بزرگ کے صاحبزادے سید حمزہ حسینی بزرگ

اوگانڈی تشریف لائے اور وہیں ۱۱۶۳ھ وفات

سید لطیف حسینی ثانی حمزہ حسینی بزرگ کے صاحبزادے تھے اور

حمزہ حسینی ثانی اس بوتے میں حسن کی مزارات

ہی ہیں اوگانڈی میں ہیں۔

نواب غازی الدین خاں صوبیدار اورنگ آباد نے اوگانڈی (قصبہ) تعمیر کروایا تھا۔ اس قصبہ میں جو آثار و تبرکات مبارک ایک مسجد

آپ ساتھ تھے اسمیں محفوظ ہیں - اور آپ کا مزار
قبلہ اور مسجد کے درمیان زیر سایہ ہے ۔

ماده تاریخ:
چوں مورخ رو سوئے ملک نہاد
گفت تاریخش کہ "در خلد کشاد"
۱۱۶۳ھ

۱۱۰۷ھ میں
جب قطب حسینی کو عالمگیر نے سخاوت سے بنا دیا تھا -
اس نسبت سے احمد حسینی ابن قطب حسینی سے خاندانی
سند منگی پیدا ہوگئی - تو حضور خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحم
نے عالم خیال میں آپ کی حفاظت کیلئے یعنی
حسد حسینی بزرگ کو ہجرت کا حکم دیا - چنانچہ آپ گجرات چلے گئے
اور وہاں سے اورنگ آباد کے دروازے اور بیرون شہر دروازہ
کے سامنے آکر قیام فرمایا - وہیں مزار شریف جو بڑے تکیہ کے نام سے مشہور ہے

حضرت سید احمد حسینی المعروف بہ سید شاہ ولی اللہ قادری (دوست ولی) کی اولاد میں سے ہیں

در میں آپ سے جب رخصت آیا۔ میں کہا تھا۔ اور ایک خط وہاں سے آیا ہوا رقعہ بھی آپ کو دیا تھا۔ یہ حضرات ہر سال بڑے اہتمام سے یہ یوم مناتے ہیں۔ خدا انھیں خوش رکھے۔
یہ پڑھکر مسرت ہوگی کہ انیس الحسن سلمہ نے تو پارے حفظ کر لیے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ وہ آپ کی زیر سرپرستی بہت جلد پورا کلام مجید حفظ کر لینگے۔ گزشتہ ہفتہ یعنی ۱۵ جون سے علی عظمت مدرسہ جانا شروع کر دیے ہیں۔ K. G میں شریک ہوئے ہیں۔ آپ انکی مکمل تعلیم کیلئے دعا فرمائیے۔
والدہ صاحبہ، بھائیوں، اور دیگر اقربا کو خیر مقدم میں سلام فرمائیے۔
اہلیہ، اور علی عظمت، والدہ صاحبہ، اور ہمشیرہ صاحبہ کو سلام عرض کرتے ہیں۔
اور انیس الحسن سلمہ کیلئے دعا خیر۔ فقط
طالب دعا
سید عظمت اللہ حسنی زہری

۶۶۵
۲۰ جون

۷۸۶

سراجی ہ حیدرآباد سندھ
۱۴ ستمبر ۱۹۶۶ء

گرامی زیدِ محبتہ - علیکم السلام مسنون - آپ کا خط ۱۲ ستمبر ۱۹۶۶ء
مجھے آج ملا - پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اور یہ معلوم کرکے کہ شیخ آپ کا
تعلق حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور روحانی سلسلہ
حضرت الحاج مولانا غوث زمان دامت برکاتہم سید شریف سے ہے
حضرت الحاج مولانا رحمۃ اللہ خلیفہ جناب فضل اللہ صاحب رحمۃ اللہ حیدرآباد سندھ
میں نے انہیں دو بار آپ کے خلیفہ شاہ عبدالوحید صاحب رحمۃ اللہ خدمت میں
بھیجا تھا جو کئی سال رہے تھے اور انتقال ہوا - انہیں کی مدد سے میں سنہ ۱۹۱۶ء میں
انور شریف آیا اور عرصہ تک ملکی دادی جناب حاجی سلطان محمد صاحب مرحوم
سے خرقہ خلافت و ارادت حاصل کیا - مجھے بھی حضور نے بے حد توجہ فرمائی
بہت محبت فرمائی - سنہ ۱۹۱۶ء سے حضرت صاحب کی وفات تک

روضہ منورہ حضرت بابا فرید گنج شکر، پاک پتن

برادر محترم مولانا نفیس الحسینی صاحب

السلام علیکم

میں معافی کا خواستگار ہوں کہ آپ کے خط کا جواب نہ دے سکا۔
آپ کے دو عنایت نامے مجھے ملے تھے۔ بعد میں ترقیم [illegible] بھیج رہا ہوں۔
عرس شریف قریب آ رہا ہے۔ مجھے امید ہے آپ ضرور شرکت فرمائیں گے۔ اس مرتبہ
عرس کے تیسرے دن یعنی ۱۴ ذیقعدہ ۱۴ مارچ ۶۵ء بروز شنبہ دن کے دس بجے
میں نے آپ کو مدعو کیا ہے۔ حضرت خواجہ آفتاب حسن صاحب کے
عنوان پر تقاریر فرمائیں گے۔ مجھے خوشی ہوگی اگر آپ بھی اس عنوان پر اللہ تعالیٰ کی
توفیق سے تقریر فرمائیں۔ اگر آپ بفرضِ محال تشریف نہ لا سکیں تو یہ مقالہ روانہ فرما دیں تاکہ اس جلسہ میں
آپ کی طرف سے پڑھ دیا جائے۔ بہرحال آپ اس بارے میں ضرور مطلع فرمائیں۔

آپ کی یاد ہمیشہ میں نے اپنے سفر بیجاپور کے دوران کی۔ بیجاپور میں ہم نے
حضرت بندہ نواز کی خدمت میں حاضری دی۔ آپ کا رسالہ "آیت ربی" بہت اچھی صورت میں
اور حضرت کے کلیر شریف کے سوانح عمری کے رسالے اور رسالہ "کلمہ توحید" اور رسالہ "آداب السماع"
دستیاب ہوئے۔ اور ایک کتاب "ذکار" حضرت شیخ الاسلام جو اللہ پیر الدین صاحب کی
بہت ہی کم۔ میں نے ان چاروں کتابوں کے فوٹو لے لیے ہیں۔ دعا فرمائیے کہ

۲۶۲

روضہ منورہ بدر
مکرم شریف
مدینہ منورہ

برادر محترم سید الناقبین الحسینی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں سخاوی کا خواستگار ہوں آپ کے عنایت نامہ وصول ہوئے اور میں جواب نہ دے سکا۔ میرے والد محترمؒ کے وصال کے بعد آپ نے اک بعنایت نامہ ارسال فرمایا تھا جس میں تاریخ وصال اور چند بے نظیر شعر بھی درج تھے۔ ہم سب کو بہت پسند آئے۔ اس عرصہ میں جتنے بھی تاریخ وصال وصول ہوئے تھے اُن سب میں آپ کے شعر بہت خوب تھے۔ میں نے اس کتبہ کی شکل میں حضرت قبلہ کی مزار پر نصب کر دیئے ہیں۔

آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ گذشتہ ماہ جنوری ۶۸ء میں میں کراچی آیا تھا۔ اور کراچی براہ لاہور آیا تھا۔ لاہور میں چونکہ میرا قیام نہیں رہا اس لئے آپ سے نیاز حاصل نہیں کر سکا۔ کراچی میں صرف دس دن رہا۔ میرے سسرالی عزیزوں میں دو لڑکیوں کی شادیاں تھیں جنمیں شرکت کی غرض سے آیا ہوا تھا۔ عرس شریف چونکہ بہت قریب تھا میں زیادہ قیام نہ کر سکا۔ البتہ حضرت بندگی مخدوم خواجہ لکھے دادا کے چاہنے والوں کے اصرار پر میں اپنے بڑے لڑکے کو چھوڑ آیا تھا۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کراچی میں کبھی عرس بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ آن سب حضرات کی بڑی خواہش تھی کہ کم از کم سید الشہداء کا کراچی کے عرس میں شریک رہے۔

۷۸۷
۳۹۲

روضہ منورہ، بنگلہ
شنکر آباد شہر لاہور
۱۰ دسمبر ۱۹۳۱ء

ہزار محترم مولانا سید سلیمان الحسینی صاحب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ بحد مسرت ہوا۔ میں بنگلور گیا ہوا تھا۔ اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی
امید کہ معاف فرمائیں گے۔

میں دیدہ و دل فرش راہ کئے ہوئے تھا کہ کب اس ہفتہ میں حضرت شاہ صاحب
ملاقات ہو سکے۔ کاش کہ آپ ویزا لیکر تشریف لے آتے۔ دیر آید درست آید
آنرا کوشش کیجئے۔

"سوانح حیات" افسوس ہے کہ اب تک طبع نہیں ہوئی کیونکہ اب ابتدائی
حصہ، جو حضرت بندگی مخدوم قدس سرہ کی اور ابتدائی زندگی سے متعلق تھا لکھا نہیں گیا
زیادہ یہ کام تھا انہوں نے اس کو ادھورا چھوڑ دیا تھا اور وہ ادھورا حصہ لکھا گیا
اب تک کسی نے عنایت نہیں فرمایا۔ حالانکہ دستور دنیا یہ ہے کہ صرف سے تمام ہوتی ہے
کسی دوسرے پر ذمہ رکھا خواہش کی گئی تو انہوں نے کبھی تعمیل حاصل کرنے کے باوجود
اس وقت تک تیار نہیں کیا۔ اللہ بہتر جانتا ہے یہ کتاب کب طبع ہوگی
خیر اس دفعہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ہر سال گرمی میں کچھ حضور
شائع کرنا چاہئے۔ چنانچہ سال گزشتہ آپ رسالہ جو فارسی میں

محمد اکبر الدین صدیقی
آغا پورہ۔ حیدرآباد دکن

مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۶۵ء

محترمی زاد لطفہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ گرامی نامہ ملا ۔ میں آپ کو کیسے بھول سکتا ہوں آپ نے اپنے دست مبارک سے میری فائل میں مشفقانہ و بندہ نواز الفاظ تحریر فرما کر اپنی دستخط بھی ثبت فرمائی ہے ۔ ڈاکٹر نارنگ نے کتاب مجھے بھیجی تھی اور تبصرہ چاہا تھا میں اس پر تبصرہ بھیج چکا ہوں ۔ میرا خیال تک خیال ہے نارنگ نے میرے کتابچہ حیدرآباد کے تعلق سے وہ اشعار لئے ہیں جنھیں سیف اللہ نے نظم کیا ہے ۔

سیف اللہ کو میں اپنے مقدمہ حیدرآباد صفحہ ۱۴ پر صاف بتلا چکا ہوں کہ " شمالی ہند میں سیف اللہ نے حیدرآباد کا پہلا قصہ نظم کیا ہے "۔

مولانا ۔ کچھ بات یاد آئی ۔ اگر مولانا جمال الدین مغربی کی تاریخ وفات سے آپ آگاہ ہوں تو بحوالہ ایما فرمائیے ۔ میری مسند بہ ضرورت ہے ۔

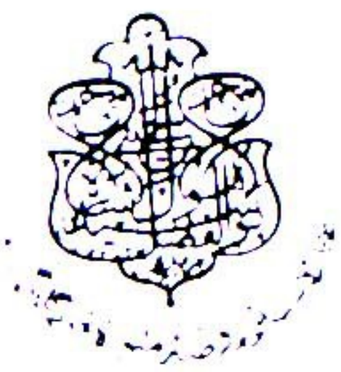

۷۳

شریف آباد R-۶۳/۱
خیابان لب آب / ۱۹ اگست
سمرقند

مکرمی السلام علیکم

تحریر الطاف ضیاب میرے نفیس کتب خانہ کی زینت ہے۔ سلام مسنون

ضمناً
حسب ارشاد اعلیٰ بحر اقتباسات اور مختصر حالات حضرت خواجہ ابو النصر پارسا و
رہبر طریقت ہیں۔ جو کہ محلہ شیخ علاؤ الدین صاحب جنید کابل و خانقاہ شیخ
قاسم کے کتب خانہ میں موجود تھے اقتباسات کیے گئے۔ اگر یہ مناسب سمجھیں تو
کہ جب آپ شریف لائیں تو اصل مخطوطہ ہمراہ لیتے آئیں اور نیز
آپ کے خاندان کا مکمل شجرہ خاندانی تیار کر کے ہمراہ لائیں۔ حضرت خواجہ
حسن سجادہ صاحب مدظلہ العالی شریف لائے تھے اس خاندان کا مکمل حالات
مفصلہ کتبی ذکر عبد اللطیف صاحب ہمراہ لائے تھے میں نے صاحبزادہ صاحب موصوف
سے نقل کر دیے تھے دو سال ہوئے۔ جو مجھ کو ملے ہیں ہمراہ لائیں۔ صاحب موصوف کے
دریافت فرمانے پر۔ آپ کے سلسلہ خاندان کا ثبوت میں آپکو دیا گیا تھا جو اس وقت
کتابوں میں محفوظ ہو گیا۔ نیز آپ کے پاس تو مخطوطہ خواجہ عبد اللہ انصاری
اول اقتباسات متداول محل میں جو عبارت اردو کی ترجمہ غلط لکھی گئی اور سلسلہ خواجہ
انیس فرزندی کی غلط ہے جو دو پشت بعد تعدد چل رہا ہے۔ خادم

ضیاء

3RD CLASS LETTER EXPORT
LAHORE

LAHORE G.P.O.
UNPAID

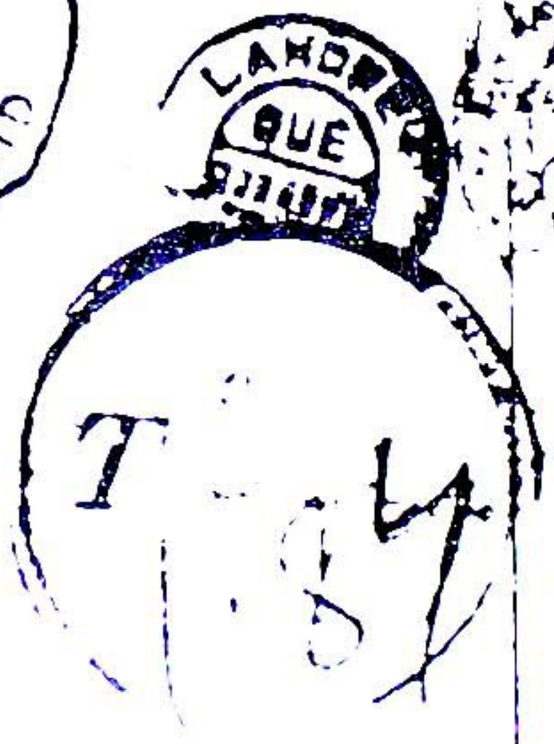
LAHORE
QUE

INDIA
INDIA
INDIA

پن PIN

M. Akbaruddin Siddiqi
Charqandael Aghapura
HYDERABAD-1, (A. P.)

BY AIR MAIL
PAR AVION
हवाई डाक से

INLAND LETTER

अन्तर्देशीय पत्र

19۸ 29-5-79

محترمی و مکرمی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مرحبا روز کے بعد آپ کی تحریر نے آنکھوں کو
نور اور دل کو سرور بخشا۔ میں نے خط پانے کی
مسرت میں لانے والے ڈاک کا نام بھی نہ پوچھا
حسب کا رفرما میں ہیں۔

آپ نے "بجھتے چراغ" کا ایک نسخہ
طلب فرمایا میں نے دو گذران دئے ہیں
شاید کسی اور کے کام آجائے۔
اس کے ساتھ میں نے دو شمارے
"مسعود" کے بھی ساتھ کر دئے ہیں

بجھتے چراغ کے بعد میں نے حضرت شیخ محمود خوش کا
یہ مکمل تفصیلی مضمون لکھا تھا جو بمبئی کے ایک
رسالے ہندوستانی زبان میں چھپا ہے۔
آپ کا عقیدتمند حضرت عوالم بندہ نواز
میرے عقیدت میں اضافہ کا باعث بنا ہے
اگر اس سلسلے میں کوئی اور کتاب ہو تو ضرور
لکھیں تو میں اس کا مہیا کرنے کی
(امید کرتا ہوں آپ بخیر و عافیت ہوں گے)

آپ کا
محمد اکبرالدین صدیقی

بخدمت جناب پروفیسر نفیس الحسینی صاحب
جامعہ مدنیہ۔ کریم پارک۔ راوی روڈ
لاہور۔ پاکستان
LAHORE
PAKISTAN

Sender's name and address

M. Akbaruddin Siddiqi.
Charqandael Aghapura.
HYDERABAD-1. (A. P.)

इस पत्र के अन्दर कुछ न रखिये

Cable QESUDARAZ

Phone 224171

RASHEED & SONS

(GULBARGA MALTA)

IMPORTERS EXPORTERS & INDENTORS

WHOLE SALE KIRYANA MERCHANTS

ARECANUT & COCONUT PLANTERS

Import Regn No
W 08352
Date 8 6 72

Ref.

Date

Mohd Abdullah Mohd Ahmed
Mansion Near Saeed Manzil
Jamila Street
KARACHI
PAKISTAN

ابوالفضل سید شاہ قبول اللہ حسینی زیدی
سجادہ نشین ـــــ روضہ منورہ خورد گبرگہ شریف
فون (551)

واقع ۲۱ر نومبر ۱۹۸۰ء ۱۲ر محرم الحرام

مکرمی

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ - امید کہ آپ مع الخیر ہونگے

ذریعہ غلام نبی صاحب آپ کا خط وصول ہوا - چند ماہ قبل بھی

ایک صاحب آپکا خط لائے تھے جسمیں آپ تحریر فرمائے تھے کہ

سیرت نامہ کے فوٹو کاپی روانہ کریں - صاحب موصوف ملے کا وعدہ

کیئے - بغیر ملے چلے گئے - اسلیئے وہ روانہ نہیں ہوسکے - آپ اوریک

خط مجھے چند کتب روانہ کرنے لکھے تھے وہ کتب گلبرگہ میں دستیاب

نہ ہوسکے اگر مل جائیں تو روانہ کردونگا - اگر وہاں کے

بھی کوئی ملفوظات کسی کے طبع ہوئے ہوں تو روانہ فرمائے

تمام متعلقین کی خدمت میں سلام کہیئے - بچے اور بھائیاں بھی آپکو سلام کہتے ہیں

سید شاہ قبول اللہ حسینی زیدی

سجادہ نشین روضہ منورہ خورد گلبرگہ

ہماری ٹیلی کے متعلق ہیں

آپ کی شرکت باعث شکر ہوگی

BY AIR MAIL
PAR AVION
हवाई डाक से

INDIA

INDIA

جناب مولانا سید نفیس الحسینی صاحب زیدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہماری لڑکی کے عقدِ نکاح میں

آپ کی شرکت باعثِ تشکر ہوگی

سید شاہ محمد الحسینی

سجادہ نشین درگاہ بندگی

و

اہلیہ سید شاہ محمد الحسینی

"محل درگ"
۷۷۸- عنایت محل
اسٹریٹ- ۱۳
حیدرآباد

جمعرات ۲۴ ذیحجہ ۱۳۹۵ھ
مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۷۵ء
نکاح ½ ۵ بجے شام
ولیمہ ۷ بجے شب

۸۶/۹۲

عشائیہ

بہ مسرت شادی خانہ آبادی

عزیزم سید شاہ خسرو حسینی سلمہ اللہ

جناب کی

ہمطعامی باعث مسرت ہوگی

سید شاہ محمد حسینی سجادہ نشین

درگاہ منورہ بزرگ گلبرگہ

تاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۷۵ء
بوقت ۸ ساعت شب

مقام
حویلی درگاہ بزرگ گلبرگہ

خدمت جناب نواب سید نعیم الحسینی صاحب

راحت کدہ عشائیہ

Book Post

۲۰۳

To

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

۷۸۶
۹۲ ص

۵۵۸
فون سنگ۔ و آفس فون نمبر
روضۂ منورہ، بزرگ
گلبرگہ شریف ۱۹۸۲ع
مورخہ ۹/ ستمبر سنہ

عزیز گرامی قدر زاد محبتہٗ !

وعلیکم السلام و رحمتہ اللّٰہ و برکاتہٗ ۔ مزاج وہاج ۔

کرم نامہ الحاج عبد الرشید صاحب کے ذریعہ وصول ہوا ۔

چند ماہ پیشتر جناب الحاج عبد الرشید صاحب کے ذریعہ میرا پیام یقیناً آپ کو پہنچا ہوگا ۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رح کے سوانح حیات ممدوح کی ولادت با سعادت سے لے کر قیام دہلی تک سنا تھا کہ آپ نے ترتیب دی ہے ۔ میں نے اپنے پیام میں آپ سے خواہش کیا تھا کہ وہ مضمون مجھے جلد عنایت فرمائیں ، جس کا تا حال انتظار رہے ۔ از راہ کرم اس کے عاجلانہ ترسیل کا انتظام فرماکر رہین منت فرمایئے ۔

آپ کی تشریف آوری کی نوید سے دلی مسرت ہوئی ۔ ضرور آیئے ۔ چشم ما روشن دل ماشاد ۔

آپ کی پر خلوص دعاؤں کا ممنون ہوں ۔ آپ کا سلام نیاز بارگاہ بندہ نواز رح میں ضرور گزرانوں گا ۔ میری جانب سے بھی افراد
آپ کے جملہ خاندان کی خدمات میں سلام عرض کر دیجئے ۔ خدا حافظ

دعا گو

شاہ محمد حسین
سجادہ نشین ۸۲/۹/۶

Home Address

مزید برآں کہ کتابیں ملتے ہی فوراً مجھکو اطلاع کریں آپ۔ میں فوراً خود اسے دیکھ لوں گا اگر میں نہ بھی رہا تو آپکا خط محفوظ رہیگا آپ اسکی فکر نہ کریں۔ آپکی وی۔پی۔ کتاب جو کچھ بھی ۱۵ روز ہر حال میں روانہ کیا جائیگا ملتے ہی پانچ جلد جواب دیجئے۔ میری کتاب کثیر الاشاعت متعلق جو وکیل صاحب کا پتہ اور کارڈ دیا تھا اسکے بعد کے حالات کس نتیجے پر پہنچے کتاب بہت ہوئی یا نہیں فوراً جواب دیجئے۔ گھر پر سب کو حسب مراتب سلام اور دعا۔ باقی اپنے متعلقین کو سلام و دعا کریں۔ جواب جلد عنایت فرمائیں۔ خدا حافظ۔ جویریہ۔ یوسف ہاشمی۔

.पाई पत्र
Aerogramme

FOR PAKISTAN ONLY

INDIA

Syed NAFEES Husaini
No, 477/3 near jama Madania
Kasim Park Raazi Road
LAHORE (Pakistan)

Yousuf Hashmi
Dargah Sharif Raza Khurd
Dist; GULBARGA, Karnataka
(India) 585104

KHANKAH DARGAH

Khaja Abul Faiz

Syed Shah Ameenuddin Husaini
Sajjada – Nasheen & Muthvali

Khankah Khaja Abul Faiz
Noorkhan Talaam. Bidar 585 401
INDIA KARNATAK.

Ref KAF

Date 31 3 1991

میری صحت بھی متاثر ہے، قلب و عارضہ میں مبتلا ہوں۔
اپنے اوقات خاص میں دعا فرماتے رہیے۔ اور اس رابطہ کی
جو تجدید فرمائی گئی ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے قائم رکھیے۔
مجھے یہ لکھتے ہوئے ہچکچاہٹ ہو رہی ہے کہ آپ جو کتاب بھیجنے
سرکار رحمان ہر گاہ [illegible] فرمائے بھیجنے احسان مند فرمائے
رشید تسریہ طفیل سرکار خواجہ ابوالفیض آپ کو تادیر سلامت رکھے
دنیاوی و دینی مدارج میں اضافہ فرمائے۔ آمین

آپ کی مرضی آپ جتنے کتب بھیجیں
آپ کی نوازش و کرم فرمائی
جلد سے جلد وصولی تمنائے عاجزانہ
سرکار خواجہ ابوالفیض کی شان میں
سلام نذر کیا ہوا ہے۔

نیاز کیش
[illegible]
[illegible]
۱۳ مارچ ۱۹۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سادات گیسو دراز پنجاب

تحریر
سید نفیس الحسینی

انتساب

اپنے نانا بزرگوار

زبدۃ الواصلین، برہان العارفین، سید الاولیاء الکاملین
سند الاصفیاء السالکین، مرکز دائرہ ولایت، مجمع شریعت وطریقت
رمز شناس معرفت وحقیقت، سید السادات، نجم الاتقیاء
مقبول بارگاہ الٰہ

حضرت مولانا سید محمد عبد الغنی شاہ قادری نقشبندی ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء

کی

روح پرفتوح کے نام

کہ راقم سطور کا یہ رسالہ انھیں کی توجہات عالیہ کا ثمر دلنواز ہے

ہر چند کہ نیست آنکہ دہد بوئے
آنم ز گلستان باغ او یابم

نفیس الحسینی

۱۲ ربیع الاول ۹۳ھ
۱۶ اپریل ۱۹۷۳ء

فضیل الحسینی

ساداتِ گیسُو درازِ پنجاب

راقمِ سطور کے پردادا بزرگوار حضرت سیّد محمّد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی "بیاضِ صدری" (تالیف ۱۲۲۵ھ) میں لکھا ہے کہ پنجاب میں ساداتِ گیسُو دراز کے مُورثِ اعلیٰ سیّد السّادات حضرت شاہ حفیظ اللہ حُسینی گلبرگوی قُدِّس سِرّہٗ ہیں آپ محمّد شاہ رنگیلے کے عہد (۱۱۳۱ تا ۱۱۶۱ھ / ۱۷۱۹ تا ۱۷۴۸ء) میں دکن سے تشریف لائے۔

آپ قطب الاقطاب حضرت سیّد محمّد حُسینی گیسُو دراز المعروف بہ "خواجۂ بندہ نواز" قُدِّسَ سِرُّہٗ (المتوفی ۸۲۵ھ مدفون گلبرگہ شریف، دکن) کی اولاد سے ہیں۔ نسب نامہ حسب ذیل ہے:

شاہ حفیظ اللہ بن شاہ اسد اللہ بن شاہ عبد اللہ بن سیّد صُوفی[1] بن سیّد احمد[2] حسینی بن خواجہ ابو الفیض شاہ من اللہ[3] بیدری بن سیّد یوسف المعروف بہ محمّد اصغر[4] حسینی بن خواجۂ دکن حضرت سیّد محمّد حسینی گیسُو دراز[5] قدّس اللہ اسرارہم۔

(سیرِ محمّدی، تاریخ حبیبی، تبصرۃُ الخوارقات قلمی، بیاضِ صدری قلمی تالیف ۱۲۲۵ھ، گلدستۂ کریم قلمی ۱۳۴۱ھ، خاندانی قلمی شجرے، کنز الانساب ص ۲۷۶ مطبوعہ ۱۹۳۵ء، نفائس الانساب مسوّدہ از احقر نفیس الحُسینی عفا اللہ عنہ)

---

[1] سیّد محمّد صوفی حسینیؒ، المتوفی ۹۱۱ھ احاطۂ روضۂ منورہ بزرگ گلبرگہ شریف میں آپ کا گنبد معروف ہے۔

[2] سیّد احمد حسینی غالب کرامات، المتوفی ۸۷۹ھ، بیدر میں احاطہ درگاہ خواجہ ابو الفیضؒ میں ایک چوکھنڈی کے اندر آپ کا مزار ہے

[3] خواجہ ابو الفیض حضرت شاہ من اللہ حسینیؒ، المتوفی ۶ ربیع الاوّل ۸۷۹ھ۔ اپنے والدِ بزرگوار کے خلیفہ تھے۔ ان کے بعد اپنے برادرِ بزرگ حضرت شاہ یداللہ حسینیؒ سے فیضیاب ہو کر خلافت سے سرفراز ہوئے۔ بیدر شریف میں آپ کا مزار مرجعِ خلائق ہے۔

[4] مخدوم زادہ خرد سیّد اصغر حسینی، المتوفی ۲۱ محرم الحرام ۸۲۸ھ، اپنے والد نامدار حضرت خواجہ گیسو دراز قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ صاحب کے پائین میں مدفون ہیں۔

[5] حضرت خواجہ گیسُو درازؒ ہند و پاکستان کے صفِ اوّل کے اولیاء اللہ میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ نصیر الدین چراغِ دہلی (م ۷۵۷ھ) کے خلیفہ و جانشین تھے۔ تاریخ وفات ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ۔ مزارِ مبارک منبعِ فیوض و برکات ہے۔

راقم سطور ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ (۲۹ اگست ۱۹۶۱ء) کو جناب سیّد عظمت اللہ حسینی برادر خرد حضرت سجادہ نشین صاحب روضہ خرد کی دعوت پر گلبرگہ شریف حاضر ہوا پانچ روزہ قیام کے بعد ۲۱ ربیع الاوّل ۱۳۸۱ھ (۳ ستمبر ۱۹۶۱ء) کو بیدر شریف پہنچا۔ محترم جناب سیّد معین الدین حسینی صاحب سجادہ نشین روضہ حضرت خواجہ ابو الفیضؒ کے ہاں تین روز قیام کیا اس سفر میں مذکورہ بالا سب بزرگوں کے مزارات کی زیارت نصیب ہوئی۔ ۱۲ احقر نفیس الحسینی

قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اخیر زمانہ حیات میں تشریف لائے۔ مسکن و مدفن نواحِ سیالکوٹ

حضرت شاہ حفیظ اللہ حسینی قدس سرہٗ کے ایک فرزند سیّد گل محمد حسینی تھے، ان کے حالات معلوم نہیں ہو سکے

حضرت سیّد گل محمد حسینیؒ کے ایک فرزند شاہ عبدالکریم حسینی تھے۔

حضرت شاہ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم باعمل، عارفِ ربانی اور مقبول بارگاہِ خداوندی تھے۔ موضع ننگل کلاں (متصل بن باجوہ، تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ) میں آپ کی بود و باش تھی۔ صاحب "بیاضِ صدری" نے آپ کو حاجی حرمین شریفین لکھا ہے خاندانی روایت ہے کہ آپ حرمین شریفین میں سات آٹھ برس درس و تدریس میں مشغول رہے۔ جب آپ نے وہاں سے واپسی کے لیے رختِ سفر باندھا، تو ایک سوداگر نے جو آپ کا شاگرد رشید تھا، ایک غلام اور بہت سا مال آپ کی نذر کیا۔

ابھی ایک ہی منزل سفر کیا تھا کہ غلام کی نیت میں فتور آگیا۔ اُس نے مال لوٹنا چاہا۔ اس غرض سے اس نے حضرت کے پتھر مار کر زخمی کر دیا۔ اور مال لوٹ کر فرار ہو گیا۔ پتھر آپ کے گھٹنے پر لگا جس کا اثر فقار میں عمر بھر رہا۔

آپ وہیں سے واپس ہوئے اور سوداگر کو صورت حال سے مطلع کیا۔ اس نے بہت افسوس کیا اور غلام کو تلاش کرا کے سخت سزا دی۔

تندرست ہونے کے بعد آپ وطن تشریف لے آئے یہاں ننگل کلاں میں ایک سال ٹھیرنے کے بعد [illegible] آپ نے حرمین شریفین کا سفر اختیار کیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس مرتبہ آپ اہل و عیال [illegible] لے گئے۔ اور مستقل وہیں سکونت اختیار کر لی۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ سادات گیسو دراز کی یہ شاخ حرمین شریفین میں بھی پھولی پھلی۔

حضرت شاہ عبدالکریمؒ کے آثارِ مبارک میں سے ایک خاتم اب تک خاندان میں چلی آ رہی ہے جس کا نقش یہ ہے: "عبدالکریم بنگر بہ سیّد گل محمدؒ"

اس پر ۱۱۶۴ھ ہجری مرقوم ہے۔

لہ سیّد محمد حسین بن سیّد شاہ عبدالحق صاحب راقم بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالکریم کے ہمراہ ان کے تین فرزند اعظم محمد غوث، محمد عظیم اور ایک دختر غلام فاطمہ گئیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ہمارے بعض خاندانی شجروں پر یہ مُہر ثبت ہے۔ ایک شجرہ میرے پاس بھی ہے جس پر یہ نقشِ خاتم موجود ہے۔ یہ خاتم راقمِ سطور کے نانا بزرگوار حضرت مولانا سیّد عبدالغنی شاہ صاحب قادری نقشبندیؒ (م $\frac{۱۳۵۹}{۱۹۴۰}$ھ) کے پاس موجود تھی۔ اَب ان کے فرزند حضرت مولانا سیّد محمد اسلم صاحب کے پاس ہے۔

نقشِ خاتم کے مطابق حضرت شاہ عبدالکریم حسینی $\frac{۱۱۶۴ھ}{۱۷۵۱ء}$ میں نندہ تھے۔ ظاہر ہے اس کے بعد ہی رحلت فرمائی۔ آپ کے ایک فرزند شاہ محمد صالح تھے جو ننگل کملاہی میں مقیم رہے۔

حضرت شاہ مُحمّد صالح رحمۃ اللہ علیہ

عوام میں آپ "صالحوں شاہ" مشہور رہیں۔ عارفِ ربّانی اور صاحبِ کشف وکرامات بزرگ تھے۔ ننگل کملا کی مغربی مسجد غالباً آپ ہی نے تعمیر کی تھی۔ اسی میں مشغول بحق رہتے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں ایک وسیع وعریض رقبۂ زمین آپ کی ملکیت تھا۔ جو آج بھی "صالحوں شاہ دی واسی" کے نام سے مشہور ہے۔ فقر و درویشی کا رنگ آپ پر ایسا غالب آیا کہ سب رقبہ خیرات کر دیا۔ شاہ صاحب کی بزرگی کے قصّے لوگ بیان کرتے ہیں آپ کی دو کرامتیں پیش کی جاتی ہیں۔ راوی ان کے سیّد محمد حُسین بن سیّد شاہدین ہیں:

(۱) ایک دفعہ آپ نے کچھ گھی خریدا۔ آپ اور بابا خان محمد کرنگالی والے مِل کر کھانا کھانے لگے تو گھی کا برتن کھولا کیا دیکھتے ہیں کہ برتن چیونٹیوں سے بھرا ہوا ہے۔ بابا خان محمدؐ کو بہت ہی تعجب ہوا۔ حضرت شاہ صاحب نے برتن کا منہ کپڑے سے ڈھانک دیا۔ تھوڑی دیر بعد کھولا تو اس میں صاف ستھرا گرم گرم گھی تھا۔

(۲) ایک مرتبہ آپ وضو کے لیے کنوئیں پر تشریف لے گئے۔ ایک شخص سے فرمایا کہ کنواں چلاؤ تاکہ میں وضو کر لوں۔ اُس نے عذر کیا کہ مجھ میں طاقت نہیں۔ فرمایا، تم ایک طرف چلے جاؤ آپ نے ایک کنکر دم کر کے "گاڈھی" پر رکھ دیا اور کنواں خود بخود چلنے لگا۔ آپ نے نہایت اطمینان سے وضو کیا اور گھر چلے آئے۔ "گاڈھی" پر سے کنکر اٹھانا یاد ہی نہ رہا۔ تھوڑی دیر بعد شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ کنواں ابھی تک بدستور چل رہا ہے۔ آپ دوبارہ تشریف لے گئے اور کنکر اٹھایا تو کنواں رک گیا۔

خاندانی روایت ہے کہ موضع کرنگالی کے بابا خان محمدؐ آپ سے نہایت درجہ عقیدت و محبت رکھتے تھے اس لیے حضرت اکثر اوقات کرنگالی میں بسر فرماتے تھے۔ وہاں بھی آپ نے ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر فرمائی جو تا حال موجود ہے۔ تخمیناً آپ نے بارھویں صدی ہجری کے آخر یا تیرھویں صدی ہجری کے آغاز میں

وفات پائی ۔ مزار مبارک قبرستان کرنگالی میں شرع شریف کے مطابق خام حالت میں ہے ۔ بابا خان محمدؐ حضرت شاہ صاحب کے بعد فوت ہوئے اور حسب تمنا شاہ صاحب کے پہلو میں مشرقی جانب سپرد خاک کیے گئے ۔ ان کا مزار پختہ چوکھنڈی میں ہے ۔

حضرت شاہ محمد صالح حسینیؒ کے ایک ہی فرزند شاہ محمد سلیم تھے ۔

حضرت شاہ محمدؐ سلیم رحمۃ اللہ علیہ

اولیاء ربانی میں سے تھے ۔ اغلب خیال یہی ہے کہ موضع ننگل کملاہی آپ کا مسکن و مدفن ہے آپ کے دو فرزند تھے ؛

سید محمد بخش المعروف بہ محمد شاہ اور : شاہ غلام محمدؐ المعروف بہ گاے شاہ

حضرت سیّد محمدؐ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ ایک کامل ولی ، متوکل درویش اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے ۔ غالباً ننگل کملاہی میں پیدا ہوئے ۔ لیکن عمر شریف کا بیشتر حصہ موضع الھڑ تحصیل پسرور ، ضلع سیالکوٹ میں بسر ہوا ۔

آپ کا پورا زمانہ سکھ گردی سے پُر آشوب رہا ۔ رنجیت سنگھ (۱۸۹۹ء تا ۱۸۳۹ء) اور اس کے جانشین سکھ حکمرانوں کا دور آپ نے دیکھا ۔ سیالکوٹ اور اس کے اطراف میں سکھوں نے لوٹ مار ، قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا تھا ۔ ہر طرف ابتری پھیلی ہوئی تھی ۔ پورے پنجاب میں بدامنی کا دور دورہ تھا ۔ سکھ لیڈر مسلمانوں پر بے پناہ وحشیانہ مظالم ڈھاتے تھے ۔ مسجدوں کو توڑ کر آگ لگا دیتے تھے ۔ کہیں کہیں اور قصبے انہوں نے ویران و برباد کر دیے تھے ۔

شاہ غلام محمدؐ عام طور پر "گاے شاہ" کہلاتے تھے ۔ بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے ۔ ننگل کملاہی میں عمر کثیر [illegible]

وفات پائی ۔ ننگل کملاہی کی مغربی مسجد کے متصل مدفون ہیں ۔ آپ کے ایک [illegible]

پارسا اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے ۔ [illegible] ننگل کملاہی میں ہی رہتے تھے ۔ وہیں [illegible] کے پیدائشی ۱۲۳۶ھ میں فوت ہوئے ۔ صحن مسجد کی مشرقی دیوار سے بالکل متصل آسودہ خاک ہیں ۔ ان کے چار فرزند تھے ۔ سید غلام علی محمد علی شاہ سید محمد ۔ سید عبدالعزیز ۔ غلام علی شاہ اور سید محمد ۔ سید محمد علی شاہ کی اولاد تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور میں آباد ہے ۔ سید عبدالعزیز کے دو فرزند تھے جن سے سلسلہ جاری ہے

موضع الھڑ میں زیادہ تر سکھوں اور ہندوؤں کی آبادی تھی۔ گاؤں کے بڑے بوڑھوں کا بیان ہے کہ یہاں ایک چھوٹا سا قلعہ بھی تھا جس میں سکھوں کا ایک جتھا رہتا تھا۔ یہ قلعہ اب مسمار ہو کر پیوند زمین بن چکا ہے۔ حضرت شاہ صاحب چونکہ مقامی مسلمانوں میں ممتاز شخصیت کے مالک تھے، اس لیے سکھوں نے آپ کو ایذا دینا چاہی۔ میری والدہ محترمہ کی پھوپھی شاہ بیگم صاحبہ مرحومہ بیان فرمایا کرتی تھیں کہ سکھوں نے شاہ صاحب کو گرفتار کرنے کا اعلان کر دیا۔ آپ اُس وقت گھر سے باہر تھے، آپ کو اس اعلان کی خبر ہوئی تو فوراً گھر تشریف لے آئے۔ چُولھے میں آگ جلانے کا حکم دیا۔ ایک ہنڈیا میں پانی ڈال کر چُولھے پر رکھوا دیا۔ پانی اُبلنے لگا تو اس میں آپ نے ایک تعویذ ڈالا۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ سکھ آپ کو گرفتار کرنے سے باز رہے۔

حضرت شاہ صاحب کا زمانہ برِصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں نہایت درجہ اہمیت کا حامل ہے۔ آپ ہی کے زمانے میں امامِ دوراں مُجدّدِ وقت حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جماعتِ مجاہدین کے سکھوں سے معرکے ہوئے جن میں غازیانِ اسلام نے سکھوں کو پے در پے شکستیں دیں۔ لیکن ۱۶ ذیقعد ۱۲۴۶ھ (مئی ۱۸۳۱ء) کو جنگِ بالاکوٹ میں سکھوں کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ حضرت سیّد صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد اسمٰعیلؒ اور ان کی مقدس جماعت کی ایک کثیر تعداد میدانِ جنگ میں شہادت سے سرخرو ہوئی۔

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

۱۸۳۹ء میں رنجیت سنگھ راہیٔ ملکِ عدم ہوا۔ اس کے بعد اس کے جانشین صرف دس برس حکومت کر سکے
۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے پنجاب پر قبضہ کر لیا۔
۱۸۵۷ء میں انگریزی حکومت کے خلاف عَلَمِ حُرّیت بلند ہُوا۔ ہندوستان کے متعدد بڑے شہروں میں شورش برپا ہوئی۔

پنجاب میں بھی کئی مقامات پر فساد اور خون ہوئے۔ ۹ جولائی ۱۸۵۷ء کو صبح چار بجے سیالکوٹ چھاؤنی کے فوجیوں نے حرمت خاں کی قیادت میں بغاوت کی۔ جیل خانے کے سب قیدی رہا کرا دیے۔ خزانہ لُوٹ لیا، ضلع کا دفتر اور دوسرے تمام محکمے اور کچہریاں اور میگزین وغیرہ آگ لگا کر اڑا دیے گئے۔ ترمو ہیڈ کے نزدیک موضع تھاکر پور اور وزیر پور کے درمیان انقلابیوں اور انگریزوں میں زبردست جنگ ہوئی ابتدا میں تو انگریزوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ حرّیت پسندوں نے انگریزی فوج کی بڑی تعداد کو موت کے گھاٹ

اُتار دیا اور مردانہ وار بڑھ کر کچھ توپوں پر بھی قبضہ کر لیا - انگریزی فوج کے پاؤں اکھڑ چکے تھے اور وہ میدان سے بھاگنے ہی والی تھی کہ اسے تازہ دم برٹش فوج کی کمک پہنچ گئی - گھمسان کی جنگ کے بعد انگریز غالب آگئے حالات پر قابو پانے کے بعد انگریز افسروں نے سیالکوٹ شہر میں ظلم و بربریت کا بازار گرم کیا - چوک گندم منڈی چوک بڑا پیپل والا اور شہر کے تمام ناکوں میں سولیاں نصب کر دی گئیں - کسی شخص کے بارے میں ذرا سا شبہ بھی ہوا کہ اُس نے انقلاب میں قدرے حصّہ لیا ہے ، اُسے سرِعام سولی پر لٹکا دیا گیا - کئی کئی دن تک لاشیں سُولیوں پر لٹکی رہنے دی جاتیں - حرمتِ خان اور دوسرے فوجی افسروں کو سولی پر چڑھایا گیا - بڑے بڑے باغی گرفتار ہو کر قابلِ دار قرار پائے - ۱۳۹ باغی جموں کی سرحد سے پکڑے آئے وہ توپ سے اُڑا دیے گئے - اہل سیالکوٹ پر پچاس ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا (تاریخ سیالکوٹ مؤلفہ عبدالعزیز مطبوعہ ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۷ء - مشاہیر سیالکوٹ ص۱۲۶ : محمد دین فوق - تاریخ سیالکوٹ ص۵۹ : رشید نیاز)

یہ تھے گرد و پیش کے وُہ حالات جن سے آپ کا زمانہ پُر آشوب تھا -

حضرت شاہ صاحب نہایت کامل و حاذق طبیب بھی تھے - دوا اور دُعا دونوں سے مخلوقِ خدا کو مستفیض فرماتے تھے - راقمِ سطور کے نانا بزرگوار حضرت مولانا سیّد محمد عبدالغنی شاہ صاحب (م ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء) کے پاس آپ کے دستِ مبارک کی لکھی ہوئی کتابیں موجود تھیں ، جن میں اکثر طب کے موضوع پر تھیں - افسوس کہ یہ نادر قلمی کتابیں اب ناقدریٔ اخلاف کے باعث ضائع ہو چکی ہیں - اب کچھ پریشان اوراق ہی باقی رہ گئے ہیں جن میں سے چند ایک راقمِ سطور کے پاس بھی موجود ہیں -

ذیل میں آپ کی ایک قلمی بیاض سے تبرّکاً ایک ورق پیش کیا جاتا ہے :

"باب پنجاہم در معرفت زحمتِ نارُوا[1] ، علامت آں ناروا از کجا خیزد - در حوض کہ اسپاں آب خورند سرگین و کمیز اسپاں در آں آب افتد و قدرے کرم سفید و دُم لعل و سیاہ باشد و یا کنارۂ حوض درختاں بسیار باشد و برگہا در آب افتد ، کرم خورد بسیار پیدا شود و آں کرم در آب کسی بخورد در اندام ناروا پیدا شود یا آنکہ روزے آب خوردہ باشد و بالاشیرینی بخورد بلغم و باد بسیار در رگ و زاید ناروا پیدا آید علامت دویم کہ اول در اندام او تلخہ بیروں زند و تپ باشد و درداں مقام کہ بیروں شود آماس خیزد وقتی پیغمبر علیہ السلام فرمودند : ہر کہ را ناروا سیاہ بیروں آمدند او فی لائق پیش پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہر کی آمدند عرض کردند کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دعائی بنہ مایند کہ ناروا سیاہ پیدا نشود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] ناروا یا نارُوا ایک بیماری کا نام ہے جس میں انسان کے جسم پر چھالے والے ہو کر ان سے تاگا سا نکلتا ہے -

درحقِ اُمّتِ خود دُعای کرد تا ناروا سیاه پیدا نشود و ناروا سفید پدید آید - آن سفید مجرب صحت است

برائے ناروا | ایں دعائے بنویسد و بر موضعِ ناروا به بندد - برکت ایں تعویذ نیکو است و اینست:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ يَا نَارُوَا اَنْتَ لَا تَكْبَرُ فَمَاتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فمت يا ناروا بحق محمد علیه السّلام وَاَنْتَ لَا يَبْغِيْ فَمَاتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فمت يَا نَارُوَا بحق مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ علیه السّلام طس طس طس طس طس طس طس طس سر ظهور بر حمتک یا ارحم الراحمین، گرد برگرد ناروا این اسمها بنویسد و یک تعویذ هر روز سه روز به آب بشوید و بخورد، صحت یابد انیست:

بالائے ناروا این نقش بنویسد و این تعویذ بشوید بخورد، صحت یابد، این است:

طلسمات

مولو	لولو	حلقه	حلقه
مولو	سلو	حلقه	حلقه

دیگر

بیارد بیخ آک، درمیان شیر اندازد و بجوشاند و جغرات بندد روستاند یا برتج ستهی یکجا کرده دو سه روز بخورد، هرگز ناروا در عُمر خود نشود

دیگر: کده پر نه بساید و بمالد قدری وجود تا هفته به شود

دیگر: قندِ کهنه سه درم سه غلوله کند، هفت بار ایں دُعا بر هر غلوله بمالد و بخواند هر روز خوردن دهد، نیکو شود، دعا ایں است:

"برو فسام فراشام زیدی ایں ناروا چنانچه پیغمبرِ ما محمد رسول الله ازیں جهان رفته است تو نیز بحق لا الٰه الا الله محمد رسول الله برو"

چون ایں دُعا بخواند صاحب زحمت را گویند بگرد و قند را بخورد - بکرم الله تعالیٰ نیکو شود

دیگر: - بقلمِ خشک در موضعِ ناروا بنویسد: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا عَلِيْقًا مَالِيْقًا بِقَلَمٍ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَلِيْقًا -

برائے استقرارِ حمل | نیم سیر اسبغول در شربتِ نبات اندازد و بخورد عورت استحاضه باز ایستد و

نیکوشود ۔ ہر زنے کہ ایں دُعا را بخواند یا باخود دارد ہرآئنہ حاملہ شود و مادہ فرزندان گردد وگر بہ درخت بندند بار دہد، مجرب است :

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ھو ھو ھو ھو ھو ھو ھو ھو ھو اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ حَیّ حَیّ حَیّ حَیّ حَیّ حَیّ حَیّ حَیّ یا قَیُّوم یا قَیُّوم یا قَیُّوم یا قَیُّوم یا قَیُّوم یا قَیُّوم یا قَیُّوم یا قَیُّوم یا قَیُّوم، وصلی اللّٰہ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ اجمعین !

دیگر: بیخ کشنیز تر با شیر ماد گاؤ ۔ بجوشاند و قدرے بار وغن مارکند و رحال حمل گیرد

برائے آماس | اگر کسے را آماس در گلو باشد، ایں آیت نوشتہ در گلو بہ بندد، آیت ایں است

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی۔ کٓھٰیٰعٓصٓ ۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ ؛

منتر مار | راہی پر مار کرا ماکرو صرجا مرین کا تھی نون پانی دیاں کا تھیدی لس جاہ سورج موکھیا بر دبانی او تر لب مُردلک تھانی ۔

حضرت کے تجربات میں سے کھانسی کا ایک نسخہ راقم سطور نے بیاض سید عبد الحکیم شاہ صاحب ابن سید کریم شاہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے نقل کیا تھا وھو ھذا :

صمغ عربی، نشاستہ، رب السوس، خشخاش سفید، افیون (جملہ ہم وزن) بالعاب بہدانہ حسب مقدار فلفل سیاہ بہ بندد ۔ برائے اطفال کہ از بسیاری سرفہ قے کند۔ و سرفہ خشک کہ مانع از خواب باشد در شب ۔ و نوازل حار دفع کند، نہایت مجرب است

حضرت شاہ صاحب کی ایک خود نوشت بیاض جو "بیاض صدری" کے نام سے موسوم ہے خاص طور پر قابلِ ذکر ہے ۔ یہ مختلف موضوعات کا مرقع ہے ۔ اس بیاض میں آپ نے اپنا شجرۂ نسب بھی تحریر فرمایا ہے ۔ وھو ھذا

سید محمد شاہ بن سید محمد سلیم بن سید محمد صالح بن حاجی حرمین شریفین سید عبد الکریم بن سید کُل محمد

بن شاہ حفیظ اللہ بن شاہ اسد اللہ بن شاہ عبداللہ بن سید صوفی[1] بن شاہ جعفر بن سید محمد اصغر بن سید محمد اکبر بن سید محمد چشتی گیسو دراز[2] بن سید یوسف بن سید علی بن سید محمد بن سید یوسف بن سید حسن بن سید محمد بن سید علی بن سید زکریا جیلی بن سید عبداللہ بن سید داؤد بن سید حسین بن سید محمد بن سید عبدالرحمٰن بن سید عمر بن سید یحییٰ بن سید حسین بن سید زید بن امام زین العابدین بن امام حسین بن اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ،

وصلی اللہ علیٰ رسولہ الکریم سیدنا محمد وآلہ واصحابہ و آبائہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔"

شجرہ کے نیچے ترقیمہ یہ ہے :

"بدستخط محمد شاہ بن محمد سلیم قوم سید ، ساکن اٹھڑ، بتاریخ ۲ جمادی الثانی ۱۲۲۵ ہجری روز منگل"

راقم الحروف کے پاس حضرت شاہ صاحب کے ایک خطی نسخہ "زاغنامہ" کا آخری ورق موجود ہے۔ یہ نسخہ آپ نے اپنے فرزند سوم سید کرم شاہ صاحب کے لیے تحریر فرمایا تھا۔ چنانچہ اختتام پر "بپاسِ خاطر برخوردار سید کرم شاہ" لکھا ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے اٹھڑ کے مشرق میں ایک مسجد تعمیر کرائی جو برسوں آپ کے اذکار و اشغال سے معمور رہی۔ مسجد کے ساتھ ہی آپ نے ایک کنواں بھی کھدوایا۔ آج سے تقریباً چالیس پچاس سال پیشتر جب اس کنوئیں کی مرمت کی جانے لگی تو اسکی دیوار سے ایک کتبہ برآمد ہوا۔ لوگ اٹھا کر حضرت مولانا سید عبدالغنی شاہ صاحبؒ کے پاس لائے۔ انہوں نے صاف کرا کے بغور پڑھا تو اس پر حضرت شاہ صاحب کا نام مبارک کندہ تھا۔ حضرت شاہ صاحب حیاتِ مستعار گزار کر اٹھڑ ہی میں فوت ہوئے اور اپنی تعمیر کردہ مسجد کے مشرقی جانب آسودۂ خاک ہوئے۔ آج کل مزار مبارک مسجد کے صحن میں ہے۔

---

[1] "تاریخ محمدیہ" میں سید صوفی سے حضرۃ خواجہ گیسو دراز تک شجرۂ نسب یوں ہے، "سید صوفی حسینی بن سید احمد حسینی بن خواجہ ابوالفیض شاہ من اللہ بیدری بن سید محمد اصغر حسینی بن قطب الاقطاب حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز الشہیر بہ "خواجہ بندہ نواز"، رحمہم اللہ تعالیٰ

[2] عمدۃ الطالب، ریاض الانساب، نظام الانساب اور کنز الانساب میں حضرۃ سید محمد گیسو دراز کا نسب نامہ حسب ذیل ہے :
السید محمد بن السید یوسف بن علی بن محمد بن یوسف بن حسین بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن ابی الحسن زید الجندی بن ابی عبداللہ الحسین الفداء بن ابی منصور محمد الاکبر بن عمر بن یحییٰ بن الحسین ذی الدمعہ بن زید الشہید بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہم

صحیح تاریخ وفات آپ کی معلوم نہیں ہو سکی۔ البتہ حسب ذیل شواہد سے زمانۂ وفات دریافت ہو گیا ہے:

(۱) ریکارڈ محکمۂ مال کے مطابق اراضی خانقاہ (شاہ تاج اولیؒ) خسرہ ۷۴۸/۷۴۹ مورخہ ۲ جولائی ۱۸۵۳ء (۲۴ رمضان المبارک ۱۲۶۹ھ) کو تاحیات آپ کے نام معاف ہوئی۔

(۲) آپ کی ایک قلمی کتاب کے حاشیے پر آپ کی حسب ذیل یادداشت مرقوم ہے:

"بتاریخ ۱۵ ہاڑ سمت ۱۹۱۷ مطابق ۶ ذوالحجہ ۱۲۷۶ھ ۲۶ جون ۱۸۶۰ء دن منگلوار کے آونا اندھیری کا لیکا یادداشت رہی"

اس تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تاریخ مذکور تک آپ زندہ تھے۔

دیگر قرائن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۶۰ء کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ نے وفات پائی خصوصاً آپ کے فرزند آخرین سید بڈھن شاہ صاحبؒ کی عمر کے حساب سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہی زمانہ آپ کے وصال مبارک کا ہے۔

آپ کے چھ صاحبزادے تھے۔ جو بالترتیب حسب ذیل ہیں:

سید رحم شاہ، سید احمد شاہ، سید کرم شاہ، سید نواب شاہ، سید ملک شاہ اور سید بڈھن شاہ

اوّل الذکر تینوں فرزند زوجۂ اوّل سے تھے۔ زوجۂ اوّل کے انتقال کے بعد آپ نے دوسری شادی بیک بل علم قریشی خاندان میں کی۔ زوجۂ ثانی سے آخر الذکر تین فرزند پیدا ہوئے۔ سب سے چھوٹے فرزند سید بڈھن شاہ صاحب ابھی گودوں پرورش پا رہے تھے کہ آپ نے رحلت فرمائی۔ وصال کے وقت فرزندان زوجۂ اوّل جوان ہو چکے تھے اور سید رحم شاہ صاحب کی تو شادی بھی ہو چکی تھی۔ لیکن فرزندان زوجۂ ثانی صغر سنی کے عالم میں تھے۔

حضرت شاہ صاحب کی وفات کے بعد زوجۂ ثانی اپنے میکے چلی گئیں۔ کچھ عرصہ بعد والدین نے موضع کھوڑیالہ غربی (تحصیل ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ) کے مولانا سلطان احمد صاحب سے ان کا نکاح ثانی کر دیا۔ لہٰذا وہ اپنے یتیم بچوں (سید نواب شاہ، سید ملک شاہ، سید بڈھن شاہ) کو اپنے ساتھ ہی کھوڑیالہ غربی لے گئیں۔ وہ تینوں بچے اُس وقت تخمیناً آٹھ، پانچ اور تین برس کے تھے۔

مولانا سلطان احمد مرحوم کھوکھر قوم سے تھے۔ کھوڑیالہ غربی کی امامت وغیرہ انہیں کے سپرد تھی۔ وہ بمع اولادِ نرینہ سے محروم رہے۔ چنانچہ انہوں نے ان یتیم سید زادوں (سید نواب شاہ، سید ملک شاہ، سید بڈھن شاہ

کو بالکل اپنی اولاد ہی کی طرح عزیز رکھا اور پوری دلچسپی سے ان کی پرورش کی، یہاں تک کہ سیّد بُڈھن شاہ صاحب کو خاص طور پر اپنا متبنّیٰ بنا لیا اور موروثی زمین بھی ان کے سپرد کر دی۔ یہ تینوں بھائی جب جوان ہو گئے تو مولانا سلطان احمد مرحوم نے ضلع سیالکوٹ ہی کے مختلف دیہات میں ان کی شادیاں کرا دیں۔

سیّد نواب شاہ، سیّد ملک شاہ اور سیّد بُڈھن شاہ صاحبان گھوڑیالہ ہی میں مقیم رہے اور زھد و توکّل کی زندگی گزار کر عالمِ پیری میں فوت ہوئے۔ ان کے مزارات گھوڑیالہ غربی میں چاہ وڑائچاں والا کے قریب چھوٹے سے ایک خاص قبرستان میں ہیں۔ چاہ وڑائچاں والا، گاؤں کے جنوب مشرق میں تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر واقع ہے۔

سیّد رحم شاہ، سیّد احمد شاہ اور سیّد کرم شاہ صاحبان کے مزارات قبرستان شاہ تاجاولیؒ موضع الٹھر میں واقع ہیں۔

وفیات

(۱) سیّد رحم شاہ صاحبؒ : المتوفی تخمیناً ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء بمقام الٹھر، عُمر ساٹھ برس سے متجاوز تھی

(۲) سیّد احمد شاہ صاحبؒ : المتوفی ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ ۲۰ ستمبر (۱۹۱۰ء) بمقام الٹھر، بروز منگل، کبر سنی میں وفات پائی۔

(۳) سیّد کرم شاہ صاحبؒ : المتوفی یکم محرم الحرام ۱۳۱۹ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۰۱ء بروز یک شنبہ بوقت اشراق بمقام الٹھر، عُمر ساٹھ برس سے اُوپر تھی۔

(۴) سیّد نواب شاہ صاحبؒ : المتوفی ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ مطابق ۲۹ فروری ۱۹۰۴ء بوقت عصر بمقام گھوڑیالہ، پچاس برس کی عُمر میں رحلت کی۔

(۵) سیّد مُلک شاہ صاحبؒ : شعبان ۱۳۴۸ھ مطابق جنوری ۱۹۳۰ء بمقام گھوڑیالہ شرقی۔ عُمر کم و بیش پچھتر برس تھی۔

(۶) سیّد بُڈھن شاہ صاحبؒ : ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء بروز اتوار بوقت طلوعِ فجر، بمقام گھوڑیالہ غربی، عُمر پچپن برس سے کچھ اوپر تھی۔

اولاد سیّد رحم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تین فرزند ، دو دُختر ۔

سیّد عبداللہ شاہ ، سیّد عطا محمّد ، سیّد محمد مسعود ، برکت بی بی ، سیّد بیگم

سیّد عبداللہ شاہ :۔ بزرگان چورہ شریف کے سلسلہ طریقت میں بیعت و خلافت سے سرفراز تھے۔ ۵ ذیقعد ۱۳۳۱ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء کو اٹھڑ میں وفات پائی ۔قبرستان شاہ تاجاولی میں مدفون ہیں ۔ آپ لاولد رہے

سیّد عطا محمّد :۔ سیّد احمد شاہ صاحب چورہ شریف کے مرید و خلیفہ تھے ۔ ۱۴ شوال ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۶۰ء کو لاہور میں فوت ہوئے ۔جسدِ خاکی اٹھڑ لے جا کر قبرستان شاہ تاجاولی میں دفن کیا گیا ۔ آپ کے ایک ہی فرزند ضلع گوجرانوالہ میں ہیں ۔

سیّد محمد مسعود :۔ جامع مسجد سانگلا ہل (ضلع شیخوپورہ) کے خطیب تھے ۔ حضرت سیّد جماعت علی شاہ صاحب ثانی قدس سرہٗ (۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء) کے مرید و خلیفہ تھے ۔ ۲۴ رجب المرجب ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۴۰ء کو جمعرات کے دن سانگلا میں وفات پائی ۔کمپنی باغ سانگلا ہل میں مدفون ہیں ۔آپ کی اولاد زیادہ تر لائلپور میں آباد ہے ۔

اولاد سیّد احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ایک فرزند ، ایک دختر :

برکت علی شاہ ، عائشہ بی بی

برکت علی شاہ صاحب نے ۱۹ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ ، ۵ مارچ ۱۹۰۷ء کو اٹھڑ میں وفات پائی ۔قبرستان شاہ تاجاولی میں مدفون ہیں ۔ آپ کی اولاد سیالکوٹ ، لائلپور اور کراچی میں آباد ہے ۔

اولاد سیّد کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

چار فرزند، دو دختر :

شاہ عبدالکریم، شاہ عبدالغنی، سیّد عبدالحکیم، سید عبدالواحد، شاہ بیگم، حاکم بی بی

شاہ عبدالکریمؒ :۔ حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب ثانی نقشبندی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ اولیاء کاملین میں سے تھے ۔ الٰہ ڑ میں ۲۳ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ، ۲۰ مئی ۱۹۳۳ء جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب کو ایک بجکر ۱۲ منٹ پر وصال فرمایا ۔ عمر شریف ۶۵ سال سے زیادہ تھی۔ مزار مبارک قبرستان شاہ تاجاولیؒ کے جنوب میں تقریباً سو گز کے فاصلے پر تالاب کے قریب شاہ عبدالحکیم صاحب کے مکان کے سامنے واقع ہے، آپ کی اولاد تمام تر شہر لائلپور میں آباد ہے۔

شاہ عبدالغنیؒ :۔ راقمِ سطور کے نانا بزرگوار، پیدائشی ولی تھے ۔ بڑے جاہ و جلال کے مالک تھے۔ حضرت سیّد جماعت علی شاہ صاحب ثانیؒ علیپوری کے خلیفۂ اعظم تھے۔ ۱۵ مئی ۱۸۷۱ء (۲۴ صفر ۱۲۸۷ھ) کو بمقام الٰہ ڑ پیدا ہوئے ۔ ۲۸ شوال ۱۳۵۹ھ، ۲۹ نومبر ۱۹۴۰ء بروز جمعۃ المبارک الٰہ ڑ میں واصل بحق ہوئے ۔ قبرستان شاہ تاجاولیؒ میں مدفون ہیں ۔ آپ کی اولاد لائل پور شہر میں آباد ہے ۔

شاہ عبدالحکیمؒ :۔ ایک بزرگ شیر علی شاہ صاحب کے مرید تھے ۔ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۲ھ، ۱۸ جنوری ۱۹۵۳ء کو الٰہ ڑ میں فوت ہوئے ۔ قبرستان شاہ تاجاولیؒ میں اپنے برادرِ بزرگ شاہ عبدالغنی صاحبؒ کے پاس مدفون ہیں ۔ آپ کی اولاد لائلپور شہر میں آباد ہے ۔

شاہ عبدالواحد :۔ یکم ذیقعد ۱۳۶۱ھ، ۱۱ نومبر ۱۹۴۲ء کو پسرور میں وفات پائی ۔ جسدِ خاکی الٰہ ڑ لیجایا گیا ۔ قبرستان شاہ تاجاولیؒ میں اپنے برادر بزرگ شاہ عبدالغنیؒ صاحب کے پہلو میں مدفون ہیں۔ آپ کی اولاد بھی لائل پور شہر میں سکونت پذیر ہے ۔

اولاد سیّد نوّاب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تین فرزند ، تین دختر :

حکیم سیّد محمد عالم ، حکیم سیّد نیک عالم شاہ ، سید عبدالعزیز ، جنّت بی بی ، طالع بی بی ، فاطمہ بی بی

حکیم سیّد محمد عالم ، یکتائے روزگار طبیب اور بلند پایہ خوشنویس تھے ۔ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۰۱ھ ، ۱۷ نومبر ۱۸۸۳ء کو بمقام گھوڑیالہ پیدا ہوئے ۔ حضرت پیر حیدر شاہ صاحب چشتی جلالپوری کے مرید تھے ۔ اُن کے وصال کے بعد اپنے تایا زاد بھائی حضرت مولانا سیّد عبدالغنی شاہ صاحب قادری نقشبندی (نانا بزرگوار راقم سطور) سے بیعت کی ۔ ۴ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ ، ۸ جون ۱۹۴۳ء کو منگل کے دن گھوڑیالہ میں وفات پائی ۔

مزار قبرستان خاص نزد چاہ وڑائچاں والا میں ہے ۔ آپ لاولد رہے ۔

حکیم نیک عالم شاہ :۔ قرآنِ پاک کے سریع القلم خوشنویس تھے ۔ ۱۸۹۵ء میں بمقام گھوڑیالہ پیدا ہوئے ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ ، ۴ ستمبر ۱۹۶۷ء کو لاہور میں انتقال فرمایا ۔ قبرستان گڑھی شاہو نزد جھگیاں کرم دین میں مدفون ہیں ۔ آپ کی اولاد لاہور اور کراچی میں موجود ہے ۔

سیّد عبدالعزیز :۔ صغر سنی میں فوت ہوئے ۔

اولاد سیّد مُلک شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تین فرزند ، ایک دختر ،

سیّد عالم مخدوم ، سیّد نور عالم ، سیّد فیروز عالم ، رسول بی بی

سیّد عالم مخدوم ، ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے ۔ تا ہنوز سیالکوٹ شہر میں بقید حیات ہیں ۔ اور صاحبِ اولاد ہیں

سیّد نور عالم : صغر سنی میں فوت ہوئے ۔

سیّد فیروز عالم : بیس سال عمر میں نکتہ فوت ہوئے ۔

اولادِ سیّد بڈھن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سات فرزند، تین دُختر

سیّد محبوب عالم، سیّد برخوردار عالم، سیّد محمد شریف، محمد شریف ثانی، سید محمد اشرف علی، سیّد محمد صادق
سیّد محمد اکبر، ریشم بی بی، برکت بی بی، نور بیگم

محبوب عالم، برخوردار عالم، محمد شریف، محمد شریف ثانی اور محمد اکبر نے صغر سنی میں وفات پائی۔

سیّد محمد اشرف علی صاحب[1] مدظلہ، راقم سطور کے والد بزرگوار ہیں۔ ۱۹۰۷ء میں بمقام گھوڑیالہ پیدا ہوئے۔ قرآنِ پاک کے یگانۂ روزگار خطّاط ہیں۔ تاہنوز کتابتِ قرآنِ پاک میں مشغول ہیں۔

قطب الارشاد حضرت مولانا و مرشدنا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری قدّس سرّہٗ (م ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) سے نسبتِ بیعت رکھتے ہیں۔ لاہور ہی میں سکونت پذیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ تا دیر سلامت رکھے!

آپ کے چاروں فرزند صاحبِ اولاد ہیں۔

سیّد محمد صادق :۔ ۱۵ شوال ۱۳۵۲ھ، ۳۰ جنوری ۱۹۳۴ء کو بمقام گھوڑیالہ ۲۲ سال کی عمر میں ناگہانی فوت ہوئے۔ قبرستان خاص نزد چاہ وڈا پچاں والا میں مدفون ہیں۔

[1] المتوفیٰ ۳۰ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ / ۲۸ اگست ۱۹۹۵ء بعمر ۹۲ سال

برادرانِ عزیز سیّد منور حسین زیدی ایم اے، سیّد دلاور حسین جاوید اور سیّد محمد سرور حسین شکریے کے مستحق ہیں کہ زیرِ نظر رسالہ ان کے تعاون سے شائع ہو رہا ہے۔ آخر اللہ کرے کتابت کے فرائض انجام دیے؛

باہتمام
حلقۂ معارفِ گیسو دراز ○ ۱۷۷۔ بلاک ۱۳، کریم پارک، لاہور
شائع کردہ

جواہرِ نفیسہ

گلبرگہ سے شائع ہونے والی دو کتابوں "تاریخِ محمدیہ" اور "سیرۃ بندہ نواز" میں حضرت خواجہ گیسُودراز قدس سرّہ کی اولاد و احفاد کا بیان ہے۔

"تاریخ محمدیہ" کے مولف جہاں نما علی شاہ نے بہت محنت اور جستجو سے کام لیا ہے مگر اس کے باوجود بہت کچھ ان کی دسترس میں نہ آسکا۔

گماں مبر کہ یہ پایاں رسید کار مغاں
ہزار بادۂ ناخوردہ در رگ تاک است

راقم سطور کو ایک عرصہ کی تحقیق و جستجو سے جو جواہرِ نفیسہ ہاتھ آئے ہیں۔ ہدیۂ قارئین کرام کیے جاتے ہیں۔

سادات گیسُودراز کی بعض شخصیات ایسی بھی ملی ہیں جو خود اہل روضتین گلبرگہ شریف کے لیے بھی نوادر کی حیثیت رکھتی ہیں مثلاً سید ید اللہ کا تذکرہ حضرت شاہ مُحمّد غوث لاہوری نے اپنے "رسالہ بیانِ سلوک" میں کیا ہے جس کا اردو ترجمہ "اسرار الطریقہ" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ تذکرہ شعرائے اردو" میں میر حسن نے دلّی کے ایک شاعر ابو الحسن بن عبداللہ کا ذکر کیا ہے ایک رباعی بطور نمونہ کلام بھی دی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے گیارھویں صدی ہجری میں ساداتِ گیسُودراز کی بعض شاخیں شمالی ہند میں موجود تھیں۔ ہم ان کی اقتباسات "جواہر نفیسہ" میں دیے ہیں۔ اسی طرح "مآثرِ عالمگیری" میں بھی بعض بزرگوں کا ذکر موجود ہے۔

کراچی میں سخاوت مرزا مرحوم اور مورخ بیدر سیّد مُحمّد بیدری مرحوم سے بعض نادر شجرات دستیاب ہوئے۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو اور نیشنل میوزیم کراچی سے بھی خاطر خواہ استفادہ کیا گیا۔ لاہور کی لائبریریوں اور سب سے بڑھ کر اپنے کتب خانہ "کنز لغائس" ور بالخصوص اپنی "بیاضِ نفیس" سے "شمائم گیسُودراز" کی تالیف میں بیش بہا مدد ملی۔

ہندوستان کے مختلف اسفاد میں راقم سطور نے دار العلوم دیوبند اور ندوۃ العلما لکھنؤ کے کتب خانے دیکھے۔ ۱۹۶۱ء اور ۱۹۷۵ء میں گلبرگہ شریف کے سفر کی سعادت حاصل ہوئی۔ گلبرگہ

اور بیدر کے علاوہ حیدر آباد میں بھی قیام کا موقع ملا۔ گلبرگہ میں کتب خانہ روضتین اور کتب خانہ شیخ جنیدی سے استفادہ کیا۔

بیدر میں خانقاہ خواجہ ابو الفیض رحمہ اللہ سے بھی متاعِ انس و محبت ملی۔ حیدر آباد میں کتب خانہ آصفیہ (جواب سنٹرل لائبریری کے نام سے موسوم ہے) اور کتب خانہ سالار جنگ سے بہت کچھ مقصود حاصل ہُوا۔ بہر حال میری تگ و دو، کدو کاوش اور تحقیق و جستجو آپ کے سامنے ہے۔ کوتاہیوں پر عفوو کرم کا امید وار ہوں

امید ہست کہ بیگانگی عرفی را
بدوستیٔ سخن ہائے آشنا بخشد

احقر نفیس الحسینی
نفیس منزل کریم پارک لاہور۔

۱۱ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ

حضرت سیّد مُحمّد صوفی رحمہ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ)

آپ سُلطان صوفی کے نام سے بھی معروف ہیں۔ صاحبِ ارشاد بزرگ تھے۔ ۹۱۱ھ میں وفات پائی۔ ساداتِ گیسُودراز پنجاب آپ ہی کی اولاد سے ہیں۔ شجرۂ نسب وطریقت حسبِ ذیل ہے۔

سیّد مُحمّد صوفی حسینی (۹۱۱ھ)
سیّد احمد حسینی (۸۷۹ھ)
ابو لفیض شاہ من اللہ حسینی (۸۷۹ھ)
سیّد مُحمّد اصغر حسینی (م ۸۲۸ھ)
خواجۂ دکن حضرت سیّد مُحمّد حسینی گیسُودراز قدس سرہ (۸۲۵ھ)

حضرت سیّد صوفی حسینی کے دو بیٹوں کا پتہ ملتا ہے سیّد عبداللہ حسینی اور سیّد مُحمّد سیر سمندر آپ کی اولاد ایک عرصہ تک گلبرگہ شریف میں آباد رہی پھر رفتہ رفتہ مختلف علاقوں میں پھیلتی چلی گئی۔ بیدر۔ بیجاپور۔ حیدر آباد۔ اورنگ آباد اور پنجاب میں اس خاندان کی مقتدر شاخیں موجود ہیں۔ ان کے چند شجرات "جواہرِ نفیسہ" میں شامل ہیں۔ ساداتِ گیسُودراز پنجاب میں شاہ حفیظ اللہ حسینی پہلے بزرگ ہیں جو ۱۱۳۴ھ میں وارد پنجاب ہوئے۔

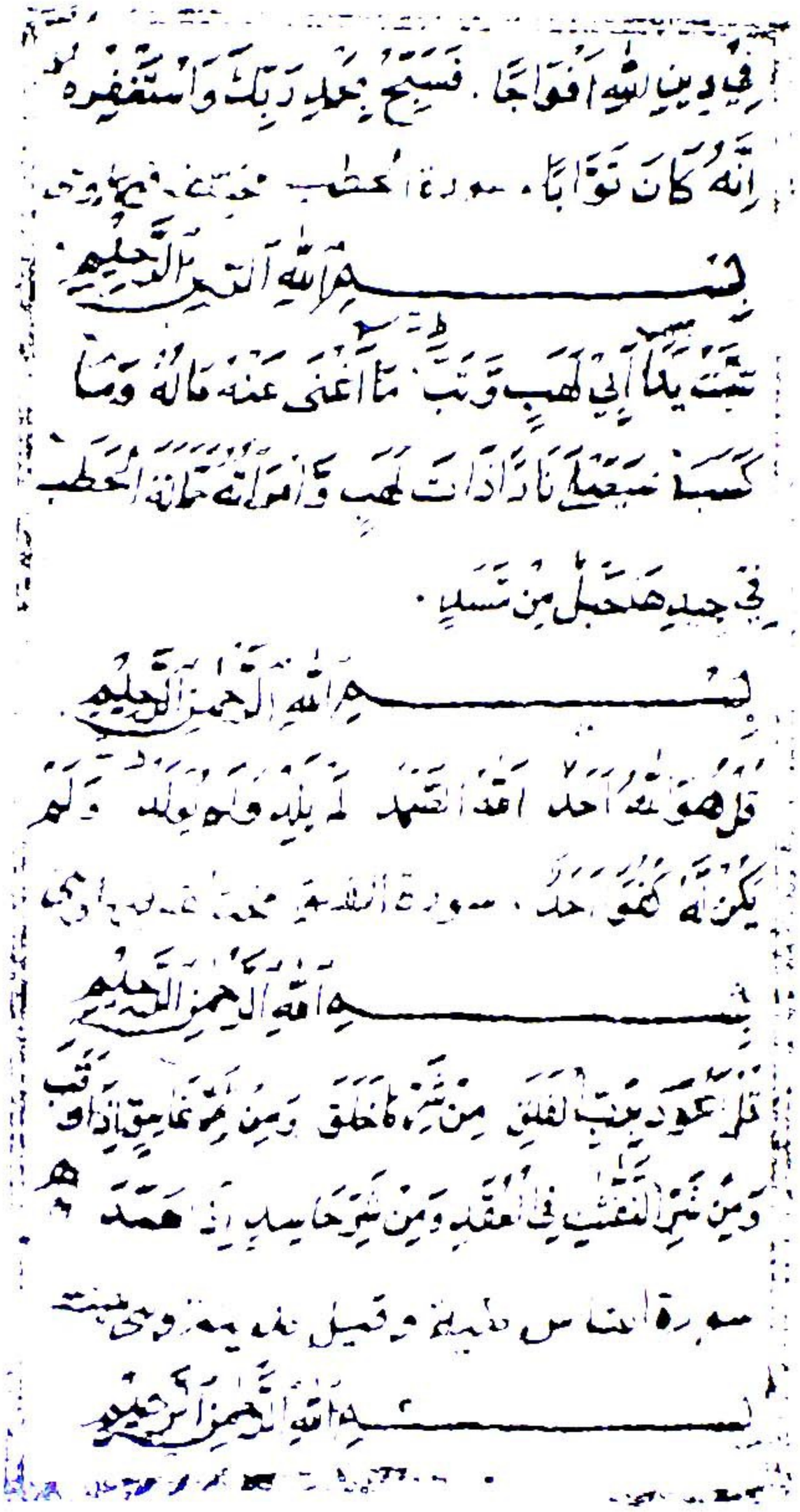
فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا. فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ
إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا. سورة الحطب مكية وهي
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ. مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا
كَسَبَ. سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ. وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ
فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ.
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ. اللّٰهُ الصَّمَدُ. لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ. وَلَمْ
يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ. سورة الفلق مكية وهي
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ. وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ.
وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ. وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ.
سورة الناس مكية وقيل غير ذلك وهي
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

۱- حمائل شریف نوشتهٔ یکے از جدود [illegible]

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ
اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ
الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ
صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ع

تمت قد فرغ من تحرير القرآن
المجيد بعون الملك الحميد
على يد احقر الناس فقير كريم بخش
اصم هذه السورة الاخرى فقط

سنہ ۱۲۸۶ ہجری
سنہ ۱۸۶۹ عیسوی
۲۶ اگست
۱۲ بھادوں

ولد رحیم شاہ برادر بزرگ
سید مدھن شاہ جد
این فقیر

حضرت سیّد علی الحسینی قدس سرہٗ کے تین فرزند تھے :

(۱) سیّد یوسف حُسینی (۲) سیّد جلال الدین بُرج الاولیاء (۳) سیّد گُل بہار

سیّد یوسف حسینی شاہ راجو قتال کے لقب سے مشہور ہیں ۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے مُرید تھے ۔ ۵ شوال ۷۳۱ھ کو وفات پائی ۔
مزار مبارک زیارتگاہ خلائق ہے ۔ آپ کے چار فرزند اور ایک دختر تھی

(۱) سیّد حُسین المعروف بہ چندن حسینی رحمۃ اللہ علیہ
(۲) سیّد محمد حُسینی گیسُو دراز رحمۃ اللہ علیہ
(۳) سیّد احمد کمسنی میں فوت ہوئے
(۴) سیّد علی
(۵) بی بی رانی

سیّد جلال الدّین بُرج الاولیاء کے ایک فرزند سیّد علی بُرج العشاق تھے ۔

سیّد گُل بہار کے دو فرزند : سیّد اسمٰعیل اور سیّد بابُو تھے ۔

نظم الدولہ حضرت سیّد فتح علی گیسُو دراز قدس سرہٗ عالم ظاہر میں خواجہ بندہ نواز کے لقب سے مشہور ہیں ۔ حضرت خواجہ امیر ابن چراغ دہلی قدس سرہٗ (م ۷۵۷ھ / ۱۳۵۶ء) کے خلیفہ و خلیفہ وفات سے بیشتر
حضرت چراغ دہلی نے اکثر اپنا جانشین مقرر فرمایا ۔ تفصیل سیر محمدی (ص) اور تاریخ حبیبی (ص) میں مذکور ہے ۔

آپ کی شادی مولانا سید جمال الدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ (معاصر ابن بطوطہ) کی پوتی بی بی رضا خاتون بنت سید احمد سے ہوئی۔ آپ کے دو فرزند اور تین دختر تھیں:

(۱) سید حسین عرف سید میر اکبر حسینی (۲) سید یوسف المعروف بہ میر اصغر حسینی

(۳) بی بی فاطمہ (۴) بی بی بتول (۵) بی بی اُمّ الحسن

○ سید میر اکبر حسینی کی شادی ملک چھجو (نواسۂ حاتم خان برادر سلطان علاء الدین خلجی) کی صاحبزادی بی بی تنزیل سے ہوئی

○— سید میر اصغر حسینی کے گھر میں مولانا سید علاء الدین سید اجل دہلی کی دختر بی بی فاطمہ تھیں۔

○— بی بی فاطمہ عرف ستی صاحبہ زوجہ سید ابن رسول برادر زادۂ حضرت خواجہ گیسو دراز رح

○— بی بی بتول زوجہ سید سالار لاہوری رح

○— بی بی اُمّ الحسن زوجہ سید بضع رسول برادر زادۂ حضرت خواجہ گیسو دراز رح

۸۲۵ھ

حضرت خواجہ گیسو دراز قدس سرہٗ نے گلبرگہ شریف (دکن) میں ۱۶ ذیقعدہ کو ۱۰۴ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ مزارِ مبارک زیارتگاہ خلائق ہے۔

سید میر اکبر حسینی رحمۃ اللہ نے حضرت خواجہ گیسو دراز قدس سرہٗ کی حیات ہی میں ۸۱۲ھ بتاریخ ۱۵ ربیع الثانی کو گلبرگہ شریف میں وفات پائی۔ سید میر اصغر حسینی کی تاریخ وفات ۲۱ محرم الحرام ۸۲۸ ہجری ہے

مخدوم زادہ بزرگ سید میر اکبر حسینیؒ کے ایک فرزند سید سفیر اللہ حسینیؒ اور ایک دختر بی بی رقیہ تھیں۔

حضرت سید سفیر اللہ مخدوم زادہ خرد سید میر اصغر حسینیؒ کے داماد تھے۔ بی بی رقیہ کی شادی حضرت شاہ کلمۃ اللہ سے ہوئی جو حضرت خواجہ گیسو درازؒ کی صاحبزادی بی بی بتول کے فرزند تھے۔

حضرت سید سفیر اللہؒ کی وفات ۲۷ ذیقعدہ ۸۷۰ھ کو گلبرگہ شریف میں ہوئی۔ حضرت خواجہ گیسو دراز کے پائیں میں مدفون ہیں۔

مخدوم زادہ خرد سید میر اصغر حسینی کے سات فرزند اور ایک دختر تھی۔

(۱) حضرت شاہ ید اللہ حسینی (المتوفی ۸۵۲ھ صاحب روضہ خرد گلبرگہ شریف)

(۲) حضرت شاہ یمین الرحمٰن

(۳) حضرت شاہ یمین اللہ

(۴) میاں للہ

(۵) میاں باللہ

(۶) حضرت خواجہ الطیف شاہ من اللہ حسینی (المتوفی ۸۶۹ھ مدفون بیدر)

(۷) حضرت شاہ صبغۃ اللہ

(۸) بی بی رضا خاتون

حضرت شاہ ید اللہ حسینی اور حضرت خواجہ الطیف شاہ من اللہ حسینی [illegible] سلسلہ شاخ میں سے تھے۔

---

(۱) حضرت شاہ یداللہ حسینی رح (۸۵۲ھ) صاحب روضۂ خرد گلبرگہ شریف

شاہ یداللہ ابن مخدوم زادہ خرد حضرت سید امیر اصغر حسینی بن حضرت مخدوم سید امیر حسنی گیسو دراز قدس سرہ۔
حضرت خواجہ گیسو دراز کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کا شمار دکن کے برگزیدہ اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ خلفاء میں خواجہ ابوالفیض شاہ من اللہ بیدری اور شاہ کمال الدین بھروچی (۸۱۲ھ) اور شیخ پیارا (۸۶۵ھ) رحمہم اللہ جیسے مشائخ شامل ہیں۔ آپ کے پانچ فرزند اور دو دختر تھیں۔

(۱) شاہ ندیم اللہ (۲) سید احمد حسینی (۳) شاہ علی مرتضیٰ (۴) شاہ منجھلے مقت
(۵) سید ندیم اللہ ثانی (۶) بی بی اللہ (۷) بی بی ام الدین

آپ کے ملفوظات "محبت نامہ" کے نام سے محفوظ ہیں۔
آپ نے ۲۳ ربیع الثانی ۸۵۲ھ کو رحلت فرمائی۔ مزار مبارک گلبرگہ شریف میں زیارتگاہ خلائق ہے۔

---

(۲) حضرت شاہ سفیر اللہ حسینی رح (م ۲۷ ذیقعد ۸۷۰ھ)

مخدوم زادۂ بزرگ سید امیر اکبر حسینی کے فرزند ارجمند اور حضرت خواجہ گیسو دراز رحمہما اللہ کے پوتے ہیں۔ دادا بزرگوار کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔ ارادت و خلافت بھی انھیں سے تھی۔ آپ کی دو شادیاں ہوئیں۔ زوجۂ اول مخدوم زادہ خرد سید امیر اصغر حسینی کی صاحبزادی بی بی رضا خاتون تھی۔ زوجۂ ثانی سلطان احمد شاہ بہمنی کی دختر بی بی رانی تھی۔ آپ کے نو فرزند اور چھ دختر تھیں:

(۱) شاہ عسکر اللہ (۲) شاہ حسین (۳) سید سلیم اللہ (۴) سید ولی اللہ
(۵) سید رحیم اللہ (۶) سید تقی اللہ (۷) فوندمیر (۸) سید شاہ مخدوم محمد ثانی
(۹) سید لقی اللہ (۱۰) خدیجہ منت اللہ (۱۱) ام الدین (۱۲) سیدہ
(۱۳) سید فاطمہ (۱۴) بی بی تنزیل (۱۵) بی بی ستی

شاہ سفیر اللہ حضرت خواجہ گیسو دراز کے پائین میں مغربی جانب آسودۂ خاک ہیں

حضرت شاہ حسین کلاںؒ کا سلسلۂ طریقت یہ ہے -

حضرت شاہ حسینؒ گلبرگہ از ناصح الدین علی الثانی شاہ کلیم اللہ بیدری از خواجہ امین الدین حیدر الثانی ابوالحسن علی بیدری

از حضرت خواجہ شاہ علی بن محمد از خواجہ صدر الدین ثانی سید محمد الملقب بشاہ کلاں از خواجہ

امین الدین ابوالحسن علی از خواجہ نصیر الدین محمد بن احمد از حضرت شاہ علی قطب ثانی بیدری

از ناصح الدین ابوالحسن بیدری از خواجہ ابوالحسن ناصر الدین کلیم اللہ بیدری از حضرت خواجہ ابوالحسن ضعیف

از حضرت شاہ عبداللہ حسینی از خواجہ اوکن حضرت سید مہر حسینی گیسو دراز قدس اللہ اسرارہم -

۱۱ رجب المرجب ۱۱۵۱ھ کو گلبرگہ شریف میں وفات پائی

آپ کے دو فرزند تھے : شاہ اسد اللہ اور شاہ راجو

شجرۂ شاہ قطبی حسینی گلبرگوی رح معاصر سلطان اورنگ زیب عالمگیر رح

قطب الاقطاب حضرت سید میر حسینی گیسو دراز مدفون گلبرگہ شریف م ۸۲۵ھ

مخدوم زادہ فرد سید میر اصغر حسینی م ۸۲۸ھ

خواجہ ابوالفیض شاہ من اللہ حسینی مدفون بیدر م ۸۷۹ھ

حضرت سید احمد حسینی " م ۸۷۹ھ

حضرت سید صوفی حسینی مدفون گلبرگہ م ۹۱۱ھ

حضرت سید محمد حسینی سرسمندر " م ۹۴۱ھ

حضرت شاہ من اللہ حسینی " م

حضرت سید محمد حسینی چوکی نشین " م ۹۸۱ھ

حضرت سید علی حبیب اللہ " م ۱۰۲۱ھ

حضرت سید محمد حبیب ثانی " م ۱۰۴۵ھ

حضرت سید علی اسد اللہ " م ۱۰۷۱ھ

حضرت سید قطب الدین عرف شاہ قطبی حسینی مدفون گلبرگہ شریف

معاصر سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

حیدرآباد دکن (آندھرا پردیش)

(۱) حضرت سید نور اللہ حسینی رح (م ۱۰۱۵ھ)

ولادت بیجاپور میں ہوئی - وہیں پروان چڑھے - بزمانۂ سلطان ابراہیم قطب شاہ گولکنڈہ تشریف لائے - سلطان محمد قلی کے زمانے میں حیدرآباد شہر میں منتقل ہوگئے مشائخ وقت میں شمار ہوتے تھے - ۲۸ ذی الحجہ ۱۰۱۵ھ کو وفات پائی حیدرآباد شہر میں مدفون ہیں —— (تذکرۂ اولیائے حیدرآباد ص ۳۷ ج ۱ مولفہ سید حماد علی طالع)

(۲) سید شاہ مخفی الحسینی رح (م ۱۰۳۵ھ)

مخدوم سالار کے لقب سے مشہور ہیں

حضرت شاہ ابوالحسن حیدر الثانی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے : ۷ صفر المظفر ۱۰۳۵ھ کو بعہد سلطان محمد قطب شاہ گولکنڈہ فوت ہوئے - بیرون لال دروازہ حیدرآباد حضرت مزار مرجع خلائق ہے - تاریخ مزارات آصفیہ ص ۳۶۰ تذکرہ اولیائے حیدرآباد ص ۴۹ ج اول

(۳) حضرت حسین شاہ ولی رح (م ۱۰۶۸ھ)

بلند پایہ شائخ طریقت میں سے ہیں شہر بیدر میں پیدا ہوئے اور گلبرگہ شریف قطب شاہی دور کے میں نشو و نما پائی شجرۂ نسب حسب ذیل ہے :

شاہ حسین بن شاہ سفیر اللہ ثانی بن شاہ اسد اللہ بن شاہ عسکر اللہ بن شاہ سفیر اللہ اول بن سید محمد اکبر حسینی بن خواجۂ دکن حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ اسرارہم -

حضرت حسین شاہ ولی رح ۱۴ جمادی الاخرہ ۱۰۶۸ھ کو ستر برس کی عمر میں واصل بحق ہوئے - مزار مبارک قلعۂ گولکنڈہ سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے -

تذکرۂ اولیائے حیدرآباد ص ۷۵ ج ۱

——————

بیجاپور

اکید شجرہ

قطب الاقطاب حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ

حضرت سید یوسف المعروف بہ محمد صغیر حسینی

حضرت خواجہ ابوالعلیف شاہ من اللہ بہمنی

حضرت سید احمد حسینی

سید محمد صدقی سلطان

سید محمد حسینی ذوالنون

سید علی حبیب اللہ بن سید محمد

سید محمد حسینی ثانی

شاہ علاء الدین

شاہ محمد ثانی

شاہ حسن حسینی

شاہ سفیر اللہ حسینی

شاہ محمد حسینی ثالث

شاہ [illegible] اللہ حسینی

سید محمد حسینی

(۴) **حضرت سیّد شاہ یُوسُف الحسینی المعروف بہ شاہ راجُو** (م ۱۰۹۲ھ)

سلسلۂ نسب حسب ذیل ہے :

سیّد یوسف بن شاہ سفیر اللہ ثانی بن شاہ راجو بیجاپوری

بن شاہ سفیر اللہ بن شاہ اسد اللہ بن شاہ عسکر اللہ بن شاہ سفیر اللہ

بن سیّد میر اکبر حسینی بن حضرت خواجہ سیّد محمد گیسو دراز قدس سرّہٗ

بیجاپور میں پیدا ہُوئے - سیّد سلطان عبد اللہ قطب شاہ کے زمانے میں حیدرآباد تشریف لائے - اپنے وقت کے بلند پایہ شیخ طریقت تھے - ابو الحسن تانا شاہ تاجدار دکن بھی آپکے حلقۂ بیعت سے وابستہ تھے - مزار مبارک فتح دروازہ حیدرآباد کے باہر واقع ہے

تذکرہ اولیاء حیدرآباد ص ۱۱۵

---

(۵) **حضرت بندگی حُسینی** (م ۱۱۰۷ھ)

۱۰۴۹ھ میں شہر بیدر میں پیدا ہُوئے - ۱۰۶۵ھ میں بعہد سلطان عبد اللہ قطب شاہ حیدرآباد تشریف لائے - ۵۸ سال کی عُمر میں ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۰۷ھ کو فوت ہُوئے - فتح دروازہ کے باہر مدفون ہیں - نسب نامہ حسب ذیل ہے :

سیّد بندگی حسینی بن خواجہ من اللہ ثانی بن صبغۃ اللہ بن ۵ خواجہ ابو الحسین شاہ من اللہ بن سیّد میر اصغر حسینی بن خواجۂ خواجگانِ دکن حضرت سیّد محمد حسینی گیسو دراز قدس سرّہٗ

تذکرۂ اولیاء حیدرآباد ص ۲

---

(۶) حضرت شاہ علی عباس رح (م ۱۱۳۶ھ ۷ محرم الحرام)

اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ابوالحسن حیدر الثانی بیدری رح کے مرید و خلیفہ تھے۔
شجرۂ نسب یہ ہے:

شاہ علی عباس بن شاہ ابوالحسن حیدر الثانی بن شاہ من اللہ بن شاہ ابوالحسن حیدر بن شاہ کلیم اللہ بن شاہ من اللہ بن سید محمد اصغر حسینی بن حضرت سید محمد گیسو دراز رحمہم اللہ

تاریخ اولیاء ص ۳۵ — تذکرۂ اولیاء حیدرآباد ص ۴۳ تذکرہ اول ۲۸۴

---

(۷) حضرت شاہ راہی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۳ھ ۱۶ محرم الحرام)

اصل نام سید شاہ ولی اللہ۔ شاہ راہی کے نام سے مشہور ہیں۔ شجرۂ نسب یہ ہے:

سید شاہ ولی اللہ چشتی بن شاہ برہان الدین بن سید شاہ درویش بن سید محمد حسینی بن شاہ یداللہ بن سید گیسو دراز ثانی بن شاہ حسن بن شاہ یداللہ حسینی بن سید محمد اصغر حسینی بن حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز رح

محلہ جوہری گنج حیدرآباد میں مدفون ہیں۔

آپ کے تین فرزند تھے: شاہ درویش، شاہ محی الدین، شاہ فقیر

شاہ درویش اپنے والد بزرگوار کے جانشین ہوئے

تذکرۂ اولیاء حیدرآباد ص ۱۱۰ ۲

شاہ درویش ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۰۵ھ کو فوت ہوئے اور اپنے والد ماجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔ ان کے دو فرزند تھے:

(۱) شاہ عبد النبی (۲) شاہ ولی

تذکرۂ اولیاء دکن ص ۳۴۷ — تذکرہ اولیائے حیدرآباد ص ۱۳۱ ۳

تاریخ ظہور کلیم بھی دیکھئے

سلسلۂ مواضع شاہ راہی از سید احمد حسینی از شاہ علی حسینی از حضرت حسین۔ ولی تونگری از

بیجاپور

(۱) حضرت شاہ اصغر حسینی (م ۱۰۱۹ھ)

آپ کا نسب پانچ واسطوں سے حضرت شاہ سفیراللہ حسینی بن سید مہر اکبر حسینی بن حضرت خواجہ گیسودراز قدس سرہ کو پہنچتا ہے۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ کے زمانے میں بیجاپور تشریف لے گئے۔ مشائخ طریقت میں سے تھے۔

مزار مبارک بیجاپور میں مکہ دروازہ کے قریب ہے۔ (روضۃ الاولیاء بیجاپور ص ۳۹)

---

(۲) حضرت شاہ ھدایت اللہ حسینی (م ۱۵ رمضان المبارک ۱۰۱۸ھ)

عادل شاہی زمانے میں گلبرگہ شریف سے بیجاپور تشریف لے گئے۔

سلسلۂ نسب حسب ذیل ہے:

شاہ ھدایت اللہ بن شاہ رزاق اللہ بن شاہ ھدایت اللہ بزرگ بن
شاہ رزاق اللہ بن مخدوم سید محمد ثانی بن شاہ سفیراللہ حسینی بن مخدوم زادہ بزرگ
سید مہر اکبر حسینی بن حضرت سید مہر حسینی گیسودراز قدس سرہ۔

آپ کے صاحبزادے سید رزاق اللہ ثالث بھی بڑے پائے کے عارف تھے۔ خواجہ محمود بکری (م ۱۱۳۰) کے معاصر تھے۔

آپ کا شجرۂ طریقت یہ ہے:

شاہ ھدایت اللہ از سید جنید ثانی از سید راجی محمد ناگوری از سید حاجی اسحٰق ناوندگی
از شاہ برہان الدین جانم از میراں شمس العشاق از شاہ کمال الدین بیابانی از
سید عبداللہ لغری از خواجہ خواجگان دکن حضرت سید مہر حسینی گیسودراز
رحمہم اللہ تعالیٰ۔

[illegible] (روضۃ الاولیاء بیجاپور ص ۳۸)

(۳) حضرت شہباز حسینیؒ (م ۱۰۱۵ھ)

ابراہیم عادل شاہی کے معاصر تھے

حضرت شاہ ہدایت اللہ حسینی قدس سرہٗ کے ہوتے ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے بلند پایہ اولیاء اللہ میں سے تھے۔ مزار مبارک شہر بیجاپور کے [illegible] واقع ہے۔

(روضۃ الاولیاء بیجاپور ص ۳۸)

(۴) حضرت شاہ ابوالحسن فخرآبادیؒ

بیجاپور کے مشائخ میں سے تھے۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ آپ کے [illegible] اعزاز و اکرام سے پیش آتا تھا۔ مزار مبارک زہرہ پور بیجاپور میں ہے۔

سال وفات : ۱۰۱۰ھ

(روضۃ الاولیاء بیجاپور ص ۳۹)

شجرۂ ساداتِ گیسودراز اورنگ آباد دکن

قطب الاقطاب حضرت سیّد محمد حسینی گیسودراز قدس سرّہٗ

حضرت سیّد یوسف المعروف سیّد مہر اصغر حسینی

حضرت خواجہ ابوالفیض شاہ من اللہ حسینی

حضرت سیّد احمد حسینی

" سیّد محمد سلطان صوفی

" سیّد محمد حسینی

" سیّد شاہ من اللہ ثانی

" سیّد محمد حسینی

" سیّد شاہ عبد اللطیف بزرگ

سیّد مہر اسحٰق حسینی — " سیّد شاہ حیدر حسینی بزرگ (م ۱۱۶۳ھ) مزار اورنگ آباد، بیرون پٹن دروازہ المعروف بہ بڑا تکیہ

سیّد عبد الکریم حسینی — " سیّد شاہ عبد اللطیف ثانی

سیّد محی الدین حسینی — " سیّد شاہ حیدر ثانی

سیّد عبد اللہ حسینی — " سیّد محمد اسحٰق

" سیّد شاہ عبد الرزاق

" سیّد شاہ محمد اولیاء

" سیّد شاہ محمد اسحٰق ثانی

" سیّد شاہ عبد الوہاب

" سیّد شاہ محمد اسحٰق ثالث

اورنگ آبادی شاخ کا ایک اور شجرہ

قطب الاقطاب حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ

حضرت سید محمد اصغر حسینی

حضرت خواجہ الواثق شاہ من اللہ حسینی

حضرت سید احمد حسینی

" سید محمد سلطان صوفی

" سید من اللہ حسینی

" سید محمد حسینی

" سید محمد حسینی

" سید اسحٰق حسینی

" سید نبی شاہ حسینی

" سید محمد حسینی شاہ علی

تذکرہ مخدوم حسامی گاؤں گشت

مؤلفہ سید وقت مرزا ۳۵۹ھ

شجرۂ ساداتِ گیسودراز لاہور پنجاب

قطب الاقطاب حضرت سیّد محمد حسینی گیسودراز قدس سرّہٗ

مخدوم زادۂ فرزند حضرت سیّد محمد اصغر حسینی رح گلبرگہ

حضرت خواجہ ابوالفیض شاہ من اللہ حسینی بیدری

حضرت سیّد ابوالفضل رکن الدین احمد حسینی بیدری

حضرت سیّد محمد صوفی حسینی گلبرگہ

حضرت سیّد عبداللہ حسینی

حضرت شاہ اسداللہ حسینی

حضرت شاہ حفیظ اللہ حسینی

حضرت سیّد شاہ گل محمد حسینی

حضرت شاہ عبدالکریم حسینی مہاجر مکی

حضرت سیّد شاہ محمد صالح رح

حضرت سیّد شاہ محمد سلیم رح

حضرت سیّد محمد شاہ حسینی رح

حضرت سیّد بدھن شاہ رح

حضرت سیّد محمد اشرف علی

سیّد نفیس الحسینی

۱۷۷ کریم بلاک لاہور

سید انیس الحسن

سید زید الحسینی

اقتباس از رسالہ "نوشیہ" تالیف حضرت شاہ، المرحوم قاری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

ابتدائیہ۔ اما بعد میگوید بندۂ ضعیف احقر عباد اللہ طالب بہ اہل اللہ مسمّون لعبیب لوث محمد نوشہ قاری ابن سید حسین ..... آمد

انتساب

و دیگر عزیزی میر سید بید اللہ از اولاد حضرت سید محمد گیسو دراز متوطن شاہ کمال

کہ لیاقتِ نوکری و منصب داری بادشاہ در پشاور رسیدہ بودند، در علم تصوف و حقائق و معارف خیلے مہارت تام داشتند، چنانچہ فصوص الحکم و فتوحاتِ مکیّہ و دیگر کتبِ تصوّف حفظ و اضبط العین داشتند۔ و نیز شیخ مرحوم دکھنی بطورِ سپاہ گیری می بودند۔ میر بید اللہ مذکور ہم در علمِ تصوّف استفادہ از شیخ مذکور مرقوم می نمودند۔

فقیر را ہم ہ اتفاقِ ملاقاتِ این عزیزان اگر شد بعض از عمل و احوال ایشاں چیزے بر فقیر ظاہر شد، آنرا در فصوص آنم ا

درآں اینہم مطالعہ آں مہ کردم۔ اگر اشیاں لے بخاطر میرسید،

این عزیزاں گفتہ می شد۔ ایشاں سوال نمی کردند۔ چنانچہ

؟ دے فصوص الحکم را از ابتداء تا انتهاء مطالعه کردم - بفضلِ الٰہی موافق
فہم و حوصلهٔ خود فہمیده شد - الّا دو مقام شبهه شده بود -
یکے در تحقیقِ وجود مطلق و کیفیتِ صدورِ کثرت ازو - دوئم
در مسئلهٔ خاتم الاولیاء که شیخ می فرماید که خاتم الانبیاء هم در
مرتبهٔ ولایت اخذ از خاتم الاولیاء می کند - هرگز خاطر تسلی نمی شد -
هر چند باین عزیزان تفحص کرده شد، حسبُ الدّعا واضح نشد - آخر
یک شبی حضرت شیخ ابنِ عربی و شیخ صدرالدین قونوی را که احبّهٔ اهلی بود
شیخ اکبر بودند بعبه نوری جامی در خواب دیده شد و این هر دو مسئله
کما ینبغی بر فقیر کردند و کما حقّه فہمانیدند - چون بیدار شدم تشفی کامل
شده بود بعبه از سبب آن رؤیا بر مقدمهٔ که درین علم وارد می شود گویا
مرئی میگردد - چنان مفہوم می شود که گویا از وجدانِ خود حاصل شده است
و مشکلات آن چنان واضح گشته که احدِ شبهه نمی شود - و اگر دیگرے را

هم می شود - منشاء آن هم معلوم می گردد که قصورِ فهم است و حجاب او
همان دقت سلوک تأمل (یا الهام) می شود و مقدمات این علم لفضلِ
الله رضی العسین شده است - چنانچه چنین رسالہ درین علم مصنف
کرده شد - کیلے اسرار التوحید که عربی است - دوئم رسالہ دیگر فارسی
و رین کلی در کسبِ سلوک و بیان حقیقت و طریقت شده است -"

——— ختم اقتباس

[نسخۂ خطی رسالہ مذکور نزد فقیر قدری دیر بود که جناب سید امیر شاہ قادری دیپ
من فقیر در آخر سفرِ پیش ور خدمت ایشان رفتم و اقتباس باید رقم کردم -
——— احقر نفیس العسینی]

ترقیمۂ رسالہ خطی مذکور حسبِ ذیل است :

"در شهر شعبان ۱۸۲۱ عیسوی نسخۂ حضرت پیر مرشدیم جناب حضرت سید شاہ امیر کلوشاہ قادری
قدس اسرہ بدست خط کمترین غلامان عبدان سگِ این درگاہ روسیاہ سید غلام شاہ قادری
(المعروف بمیرجی) ابن حضرت سید علیم شاہ قادری نور اللہ مرقدہ برائی توجیش برخوردار و
سعادت مند رفیم میر سید اکبر شاہ - امیدوار هستم که حق تعالیٰ توفیق خواندن
این رسالہ شریف بدہد - و عمل بران کند تا بهره مند در دین و دنیا گردد مرحمتک یا ارحم الراحمین -

ترجمہ

مَیں پھر جہان آباد میں لوٹا تو خواجہ قطب الدین کے مزار پر چند مدّت گذاری۔ انہوں نے عنائتیں اور مہربانیاں کیں۔ دوسرے بزرگوں کے مزارات پر بھی کچھ مُدّت رہا۔ پھر پشاور کو واپس ہوا۔

حضرت سیّد محمّد گیسو دراز ساکن شاہ جہان آباد کی اولاد میں سے میر سیّد یداللہ نام ایک بزرگ میرے دوست تھے۔ نوکری اور سپاہ گری کرتے تھے۔ بہادر شاہ کے ساتھ پشاور میں آئے۔ علم تصوّف اور حقائق و معارف کے بیان میں ماہر کامل تھے چنانچہ فصوص الحکم و فتوحات مکّی اور دوسری تصوّف کی کتابیں انہیں ازبر یاد تھیں۔ اور شیخ محمّد اعظم درویش ساکن دکن فوجی ملازمت کے سلسلے میں تھے۔ عموماً میر سیّد یداللہ اور یہ دونوں ملکر فائدہ اُٹھاتے تھے۔ یہ تصوّف کی کتابوں میں پُوری مشغول رکھتے تھے اس نے بھی شیخ مذکور سے فائدہ اٹھایا تھا۔ مجھے ان دوستوں سے بھی ملاقات کا موقعہ ملا۔ مگر ان دوستوں میں عمل اور حال کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا تو ممکن ہے کہ مجھ کو معلوم نہ ہوا ہو۔ لیکن ان میں ہوگا۔ ہاں حقائق و معارف کے مقدمات کے بیان اور تصوّف کی کتابوں میں تو یہ بے نظیر تھے۔

مَیں بھی ان دنوں فصوص کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ اور جب کبھی کوئی مشکل پیش آتی اُن عزیزوں کے پاس بیان کرتا۔ اور شافی جواب پاتا۔ چنانچہ دوبارہ فصوص کا مطالعہ ہوا۔ اور خدا کے فضل سے اپنی سمجھ اور لیاقت کے مطابق سمجھا گیا۔ لیکن دو مقام میں شبہ باقی رہا:۔

ابراہیم نامہ: بیجاپور

ترجمہ روضۃ الاولیاء بیجاپور ـــ مطبوعہ

مطبوعہ صنعۃ اثنی پریس
رائچور حیدرآباد دکن
۱۳۱۴ھ

ترجمہ از
شاہ سیف اللہ قادری شطاری ۱۲۴۱

عادل شاہی خاندان کے بزرگ

حضرت شاہ صنع اللہ حسینی قدس سرہٗ : آپ عالی نسب گرامی پانچ واسطوں سے

جناب ملاذ الخلائق غوث العالم عاشق شہباز بلند پرواز سدرہ نورد کلیسہ دراز حضرت

سید محمد حسینی قدس اللہ سرہ العزیز کے پوتے حضرت قطب آکوناق شاہ سفیر اللہ دکنی

کو پہنچتا ہے ۔ یہ بزرگ خلافت اور اجازت اپنے بزرگوں سے رکھتے تھے ۔ حضرت شاہ

صنع اللہ حسینی قدس سرہ اپنے طریقۂ عالیہ کے کامل اور اپنے خاندان کے شان خاص تھے

اور کمالات ظاہری و باطنی کے جامع تھے ارشاد و تلقین کی مجلس گرم رکھتے تھے ۔

طالبوں اور مریدوں کو فیض پہنچانے میں مشغول تھے ۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ کے

زمانہ میں بیجاپور تشریف لاکر قیام فرمائے اور ذی الحجہ کی ستر ھویں کو سرائے فانی

سے عالم بقا کی طرف کوچ فرمائے ۔ مرقد مبارک آپ کا شہر بیجاپور کے اندر

[1] گنبد درودزہ کے قریب واقع ہونے سے آپ کچہری مکام و عمال بیجاپور کے احاطہ کے اندر ہے

ترجمہ: آپ کی اولاد سے اس وقت بیجاپور میں سید صفی اللہ حسینی اور سید اسد اللہ حسینی موجود ہیں۔

[1] یہ درودزہ علی عادلشاہ نے ۹۷۳ھ میں بنایا۔

(ص ۳۸)

---

(۲) حضرت شاہ ہدایت اللہ حسینی قدس سرہ:

آپ قطب السالکین مرشد العین حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز کی اولاد میں سے ہیں۔ عادل شاہی بادشاہوں کے زمانہ میں آپ بیجاپور تشریف لائے۔ اپنے اجدادِ عظام کے طریقہ پر مسند مشیخت و ارشاد پر ہمیشہ طالبوں اور مریدوں کی تکمیل و ہدایت جاری رکھی۔ آپ کا روضۂ مبارک شہر پناہ کے باہر زہرہ پور میں ابراہیم عادلشاہ ثانی کے مقبرہ کے نزدیک جنوب کی طرف واقع ہے۔ اور مزار مبارک پر ایک چھوٹا سا قبہ بنا ہوا ہے

ص ۳۸

---

(۳) قطب الاقطاب حضرت مشباز حسینی قدس سرہ:

آپ اپنے زمانہ کے بڑے اولیا اور مشہور بزرگوں سے ہیں اور حضرت شاہ ہدایت اللہ حسینی قدس سرہ کے پوتے ہیں۔ آپ کا روضہ شہر پناہ کے اندر شاہ پیٹھ سے ورتے ہے۔ ۲۰ ذیقعدہ کو وصال کی آپ کا عرس ہوتا ہے۔ ص ۳۸

---

(۴) حضرت شاہ ابوالحسن فخر آبادی قدس سرہ :

آپ جناب خواجہ سید میر حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز کے اولاد امجاد سے ہیں۔ کمالاتِ ظاہری و باطنی کے حامل تھے اور بڑے متمکین اور بردبار تھے۔ مجلس ارشاد و مشیخت گرم رکھتے تھے۔ طالبوں اور مریدوں کی تلقین بھلائی میں مشغول تھے۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ حلت کرد اور ان کے بیٹے سلطان محمد عادل شاہ آپ کا بڑا اعزاز و وقار کرتے تھے۔ اور آپ فخر آباد کی مشہور دینگی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے زہرہ پور میں معمورۂ مخصوصہ بنا فرما کر فخر آباد نام رکھا اور وہیں دفن ہوئے۔ ص ۳۹

استفادہ از رسالہ "معارف" مارچ ۱۹۲۷ء ، مرتبہ سید سلیمان ندوی رح

"گنبد شریف اور درس کا نورج" مصنفہ بشیر سید یمین کاظمی صاحب

خواجہ کا گنبد محلہ روضۂ منورہ بزرگ میں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کا گنبد ہے۔ یہ گنبد ان کے انتقال کے بعد ۸۲۷ھ سے بننے شروع ہوا۔ اس کی تعمیر سلطان احمد شاہ بہمنی نے شروع کی اور علاء الدین بن احمد شاہ بہمنی نے ختم کی۔ صرف سات سال میں گنبد کا اندرونی استرکاری ختم ہوئی ہے۔ ابراہیم قطب شاہ نے بیرونی استرکاری کرائی۔ محمود عادل شاہ نے ۱۰۵۵ھ میں ان کے گنبد کا کلس نکال کر ان کے صاحبزادے سید مہراب حسینی کے گنبد پر چڑھا دیا اور ان کے گنبد پر نیا کلس لگا دیا۔ افضل خان سابق بیجاپور نے ۱۶۸۷ء بیجاپور نے پائین میں ایک بڑی دکان اور مسجد اور سرائے بنائی، شہنشاہ عالمگیر نے ۱۶۸۷ء میں اندرون احاطہ درگاہ ایک مسجد اور مدرسہ بنوایا۔ گنبد کے بیچوں بیچ میں حضرت کا عیال ان کا طویل مزار ہے جس کے اطراف میں جالی لگی ہوئی ہے۔ پیشانی پر یہ شعر کندہ ہے ؎

نقرۂ این باب والی لبطغرائے طلا — شد بنا از شہ یداللہ الحسینی با نیاز

منسلخ ہم تاریخ باب آن ولی اللہ نوشت — باب جنت ہست باب درگہ بندہ نواز

کتبہ

نیست کعبہ در دکن جز درگہ گیسودراز بادشاہِ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المومنون لا یموتون بل ینقلبون من دار الفناء الی دار البقاء و من جوار الشیطان الی جوار الرحمٰن و من جوار الغرور الی دار السرور

چاندی کے کٹرے پر کندہ ہے :-

والذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت فی روضات الجنّٰت ۔

درگاہ شریف کے دروازے پر چوکھٹ کے نیچے حصہ میں :-

ھو الذی ارسلہٗ

حضرت فردوس کے مزار کے داہنے جانب آپ کے فرزند سید شاہ صغیر حسینی اور بائیں جانب

سید شاہ صفی اللہ حسینی مدفون ہیں

۲ سید اللہ

گنبد اکبر حسینی | حضرت سبزہ نورزؒ کے گنبد کے محاذی ایک گنبد حضرت کے صاحبزادے شاہ اکبر حسینی اور اُن کی بیوی کا ہے، اور ایک دو چھوٹے گنبد بھی ہیں جو قابلِ ذکر نہیں

گنبد حضرت قبول اللہ حسینی | حضرت خواجہ کے گنبد کے بازو دوسرا تیسرا (دوسرا) حضرت کے پوتے سید امین حسینی کے فرزند شاہ قبول اللہ حسینی (شاہ مدار اللہ حسنی) کا یہ نشان گنبد۔ یہ گنبد حضرت خواجہ کے گنبد سے کسی قدر چھوٹا ہے۔ گنبد کے اندر درگاہ کے چاندی کے کٹہرے پر "نصر من اللہ وفتح قریب" و یہ عجیب نورزؒ سنہ ۱۲۸۴ھ کندہ ہے۔ یہ دونوں گنبد "قبہ" شریف سے بارہ چودہ میل کے فاصلہ سے بھی نظر آتے ہیں۔ خاص حضرت خواجہ صاحب فرزند ثالث گنبد مبارک۔

صفت گنبد | شاہانِ بھنیہ کے مزارات : درگاہ حضرت خواجہ سبزہ نورزؒ کے جانب جنوب واقع ہیں۔

گنبد چاند سلطانی | درگاہ حضرت خواجہ سبزہ نورزؒ کے جنوب مشرقی گوشہ میں علی عادل شاہ بیجاپور کی بہادر بیوی چاند بی بی کا گنبد ہے۔ اس کے متعلق اور ستون شہ خوار اور گجر سے بنائے گئے ہیں۔ تعمیری نقطۂ نظر سے یہ گنبد بہترین اور سب سے زیادہ سجا ہوا ہے۔

مزار چمن شاہ | گنبد کے درخت کے پاس ان کا مزار ہے۔ ان کا اسم گرامی شاہ صدرالدین تھا۔ حضرت خواجہ سبزہ نورزؒ کے ہم عصر تھے۔

استفاده از تحقیقات
سن وست مزراک

شجره چشتیه منبعه زرزر

سید مهر امیر حسینی
سید من الله بزرگ
سید احد الله حسینی
سید عبد مجید ؟
سید مهر سلطان صوفی المتوفی ۹۱۱ھ طبرہ شریف
سید شاہ مہر سیر سمندر ۹۴۱ھ "
سید شاہ من الله ثانی
سید شاہ مہر حوکی نشین ۹۸۱ھ طبرہ شریف
سید شاہ عبد اللطیف بزرگ ؟
سید علی حبیب الله ۱۰۲۱ھ
سید مہر حبیب ثانی ۱۰۴۵ھ
سید شاہ علی اسد الله ۱۰۷۱ھ
سید شاہ قطب من صرعالمگیر
سید شاہ علی حسینی
سید شاہ قطب الدین ثانی
سید اصغر حسینی عارف کامل
حسن حسینی حاشیہ
سید محمد حسینی

تاریخ محمدیہ صفحہ ۱۵۲ / ۱۵۳

۱۷۲۰ء / ۵۵۶ / ۵۵۵ تصوف فارسی تذکرہ

سید شاہ حیدر بزرگ
سید شاہ عبد اللطیف ثانی
سید شاہ حیدر ثانی رح
سید شاہ مہر اسحٰق
سید شاہ عبد الرزاق
سید شاہ مہر اولیاء
سید شاہ مہر اسحٰق ثانی
سید شاہ عبد الوہاب
سید شاہ اسحٰق حسینی ثالث المعروف
سید شاہ یعقوب حسینی

لبرہ شاہ یعقوب حسینی ثانی

خلفاء حضرت سید مہر اصفہانی رح۔ میاں لہرہ خلفِ اصغر فرزند ہندال رح

(۱) سید شاہ یداللہ حسینی تلمبوی

(۲) سید شاہ من اللہ المعروف خواجہ ابوالمعالی بدری

(۳) سید کمال الدین لہردجی

(۴) سید اسمٰعیل برادر صفی الملک

(۵) سید ابن یمین

(۶) تاج الدین دہلوی

(۷) ملک زادہ خضر ترابی

(۸) ابوالفضل علاؤ الدین ابن خواجہ میر ایرجی

(۹) مولانا ادریس بدری

(۱۰) میراں یعقوب سندھی

خلفائے حضرت سیدؒ ۔ سید اللہ حسینی نبیرہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز

(۱) سیّد محمود بن فضل اللہ حسینی
(۲) شاہ ابوالحسنین من اللہ حسینی
(۳) شاہ سراج الدین ثانی نوکنڈہ
(۴) سید منجھلے
(۵) شیخ عبید بھمنی
(۶) مولانا قدر
(۷) سید یحییٰ
(۸) میراں یعقوب سندھی
(۹) میراں سکندر
(۱۰) شہاب الدین خادم
(۱۱) مولانا یوسف
(۱۲) شیخ دانیال
(۱۳) سید کمال الدین بہرودی
(۱۴) سید زکریا
(۱۵) شیخ نورالدین بن سراج الدین خادم
(۱۶) مولانا بہاء الدین لنگوٹ سبز

لعل ۔ فضل الٰہی
خلیفہ
شیخ پیارہ
خلیفہ
شاہ اللہ
خلیفہ
خواجہ بندہ نواز

کتبہ عون بنگال
شکوۃ الغربت
۱۹۴
۲۷۹ ۔ ۲ ۔ ۱۰ ۔ ۱۶

سیّد ۔ شیخ محمد حنیف شاہ ۔ بیول گوانی
مولف مصباح السالکین (گوا سے نقل ۱۰ دسمبر)

میراں جیو مالوہ مدفن بیک واسطہ ہدیہ خورد محمد
۴۴۴ ۔ ۱۰

شاہ مخفی رح عرف خواجہ سالار از اولاد سید مسعود رح

مرید و خلیفہ شاہ ابوالحسن ثانی رح

وفات ۷ صفر سنہ ۱۱۴۰ھ

بیرون بلدہ حیدرآباد لعل دروازہ۔

اردو بدکن مکاتیبی جلد ۲ ص ۸۳۵

سید شاہ مصر حسینی بزرگ قریشی الترقی ۹۸۱ھ خلیفہ قطب ثانی بیدری کے

متوفی ۱۰۷۱ھ روضہ بزرگ الترقی ۱۰۷۱ھ خلیفہ مصر حسینی کے

شاہ علی اسد اللہ حسینی کے خلیفہ

شاہ مصر حسینی کے خلیفہ

شاہ علی حبیب اللہ ۱۰۲۱ھ

شاہ علی حبیب اللہ رح کے خلیفہ (م سنہ ۱۰۲۱ھ)

شاہ مصر حسینی اور اُن کے خلیفہ (م سنہ ۱۰۴۵ھ)

شاہ علی اسد اللہ حسینی رح (م سنہ ۱۰۷۱ھ)

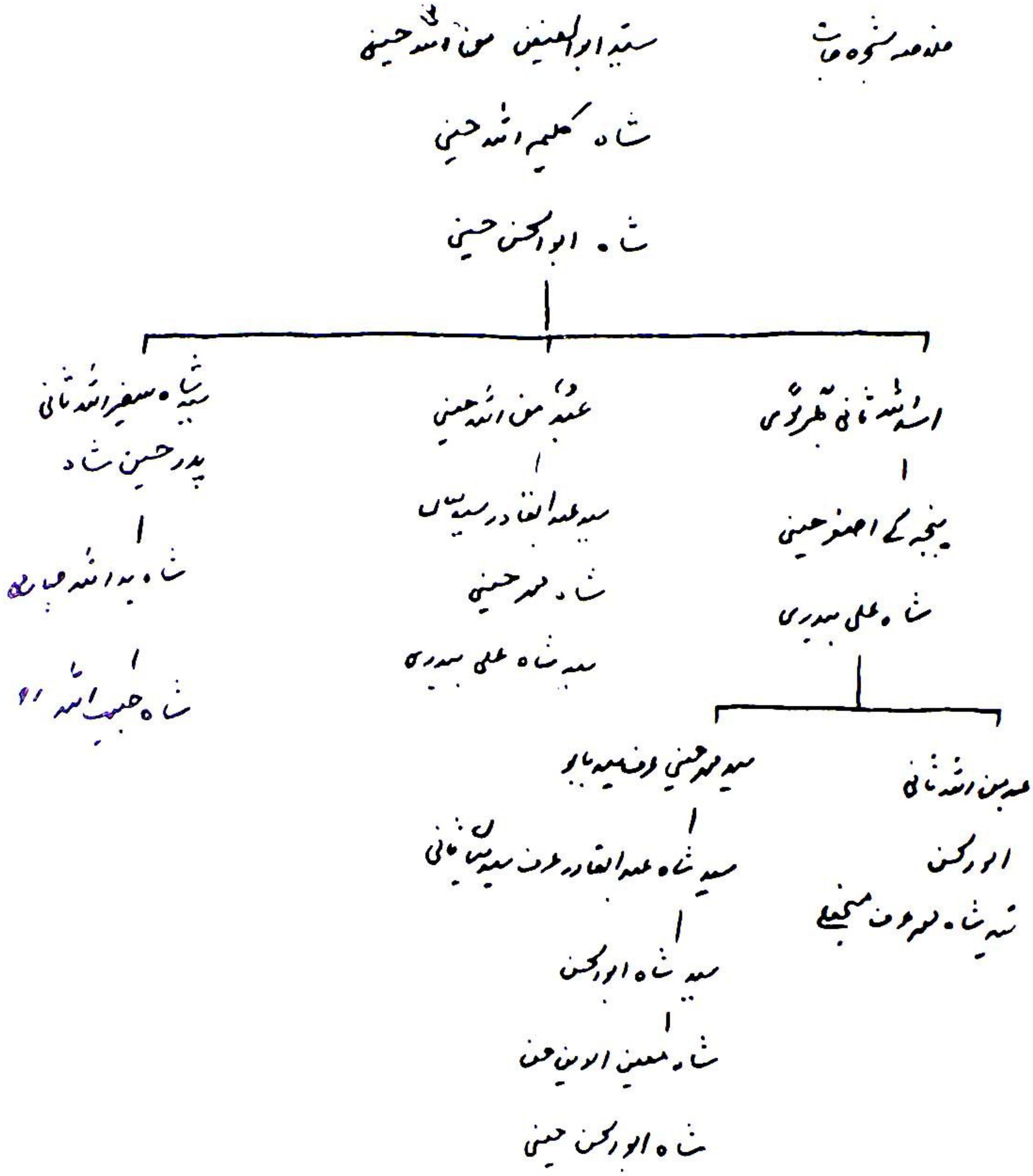
مذہب شیعہ
سید ابوالحسن عبداللہ حسینی
شاہ کلیم اللہ حسینی
شاہ ابوالحسن حسینی
اسد اللہ ثانی طبرزدی
پنجہ کے اصفر حسینی
شاہ علی بیدری
عبدہ من اللہ حسینی
سید عبدالقادر سید سالار
شاہ فہر حسینی
سید شاہ علی بیدری
سید شاہ صفی اللہ ثانی
پدر حسین شاہ
شاہ عبداللہ صاحب
شاہ حبیب اللہ "
عبداللہ ثانی
ابوالحسن
شیخ شاہ فہر عرف منجھلے
سید محمد حسینی عرف سید بابو
سید شاہ عبدالقادر عرف سید سالار ثانی
سید شاہ ابوالحسن
شاہ معین الدین حسن
شاہ ابوالحسن حسینی

شجره

خواجه ابوالعتیق بیدری قدس سره

شاه کلیم الله

شاه ابوالحسن

شاه اسدالله

سفیر الله ثانی

جعفر الدین

سید شاه رسدالله

خواجه معین الدین

قدوة الدین عسکر سوم ثانی

ابوالعتیق کمال الدین

خواجه نصیر الدین

سید عنایت الله

رزق الله معاصر کبری

سید حسین (حسین شاه دلی تونکنوی)

سید راجو برادر حسین شاه دلی

سید میر اکبر

سید راجو تونکنوی

سید میر اکبر

مرید خلیفه سید الله ثانی برادر خود

سید سفیر الله حسینی ثانی ابن اسدالله بزرگ

خلیفه شاه ابوالحسن بن شاه کلیم الله بن خواجه ابوالعتیق

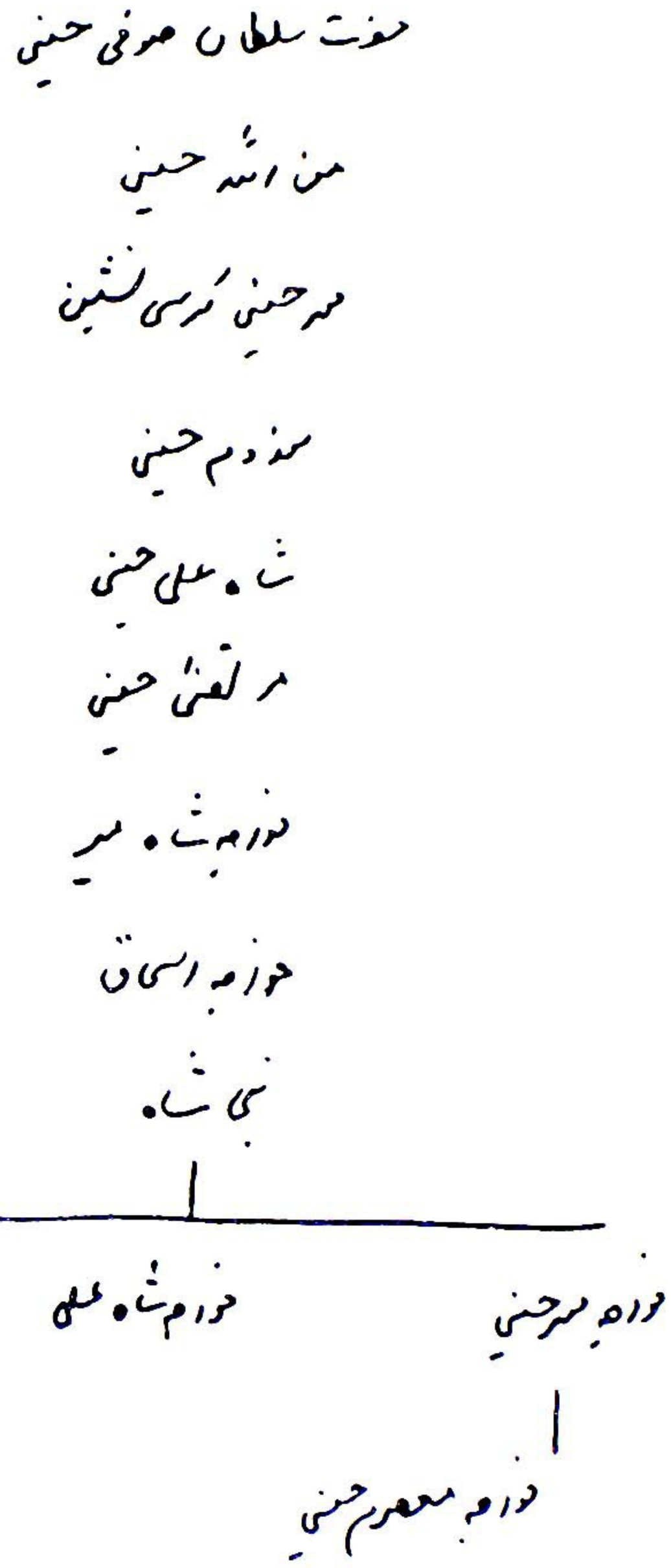
صفوت سلطان صوفی حسین
من اللہ حسین
مہر حسین مرسی لشین
سعدوم حسین
شاہ علی حسین
مرتضیٰ حسین
خواجہ شاہ میر
خواجہ اسحاق
نبی شاہ
خواجہ مہر حسین
خواجہ شاہ علی
عائشہ بی بی
خواجہ معصوم حسین

شجرهٔ شریف حضرت نورالدین علی قطب اشانی رح

خواجه معین الدین شاه محمد بن من الله حسینی رح

خواجه امین الدین ابوالحسن علی من الله رح

سید محمد شاه کلان ابوالمفخر

شاه علی حبیب الله بن شاه محمد

شاه محمد بن علی

شاه علی اسد الله

خواجه راجو خاندان شاه قطب الدین محمد بخاری بن علی بن محمد رح

سید عبدالشهید حسینی بن شاه حسین من الله محمد الحسینی

شاه ابوالحسن

شاه کلیم الله ابن ابوالفتح قدس سره ۱۷۲۰/۵۵۵ تصوف نارسی قلمی (آصفیه)

حسنان حسینی گوهری بن قطب شاهی

بادشاه حسینی

من الله حسینی گوهری

شجرہ — حضرت سید سلطان حرفی

سید شاہ مہر سمندر

سید شاہ من اللہ حسینی

شاہ مہر موکی نشین ۹۸۱۲ھ

سید شاہ عبد اللطیف بزرگ برادر سید علی حبیب اللہ حسینی

سید شاہ حیدر بزرگ (معاصر سید احمد حسینی سی ڈی روضہ بزرگ)

سید شاہ عبد اللطیف ثانی

سید شاہ حیدر ثانی ۱۱۶۳ھ ماحد طعرا الاولیاء

شاہ مہر اسحٰق اورنگ آبادی تکیہ نزد اقبال پارک جنگ

مدفن اورنگ آباد

بیرون ٹیلی دروازہ

شجرہ — سفیر اشرفی گڑھوی

سید شاہ جعفر الدین

سید شاہ اسد اللہ حسینی

فواد معین الدین حسینی

قدوۃ الدین عسکر اللہ حسینی

ابو الفتح کمال الدین

فوزی نصیر الدین

سید ہدایت اللہ حسینی

سید شاہ رزق اللہ حسینی معاصر محمود بحری

ایک شجرۂ طریقت :

شاہ ہدایت اللہ حسینی رح
شیخ پیارہ رح (م ۸۶۵ھ)
شاہ علاؤ الدین گجراتی رح
شیخ مقرب بلدنوہ (قنوج) ۹۰۰ھ
شیخ سعد اللہ رح
شیخ رزق اللہ — شاہ عبد الحق محدث دہلوی (م ۹۸۹ھ)
شاہ وجیہ الدین گروی فیروزآبادی
حسن صوری بدوسرائی

ایک شجرۂ طریقت

خواجہ بندہ نواز
۳ ۵ نام ندارد
شاہ سلیمان جیو — وصال بعمر ۱۲۰ سال
شاہ نجم الدین امین وزیر شاہ غیاث الدین مندوی
وصال بعمر ۱۳۰ سال
قبر اجمیر روبرو حجرہ خواجہ اجمیر

(بیعت جیون پور)

شیخ بن حکیم اودھی رح
مزار شیخ آباد اودھ
۱۴ کمال ۹۳۷ وصال

وفات سید ہمیر اللہ بن خواجہ ابو المعین نبیسہ خواجہ محمد "کاوہ ن ۸۸۶ھ

سیر سمندر سید میر حسین معاصر قلب الکہ "کنڈای ۹۴۱ھ

سید علی حبیب اللہ حسینی ابن خوگی نشین ۱۰۲۱ھ معاصر میر قلی قطب شاہ۔

سید میر حبیب شاہ عرف میر کرس نشین ۱۰۴۰ھ عہد سلطان ابراہیم و عبد اللہ قطب شاہ

شاہ علی / سید اللہ حسینی معاصر عبد اللہ قطب شاہ

شاہ قطبی (سید قطب الدین) ——— معاصر ہ تیسیر

قبر عسکر اللہ ثانی متصل روضۂ برادرش حسین شاہ ولی متصل قلعہ میر نگر عرف "کنڈا" ہے

شاہ اللہ بزرگ بن شاہ عسکر اللہ بزرگ : ۹۴۳ھ تک بقید حیات تھے۔

ان کا رقعہ مسلمانہ ۵ ربیع الثانی ۹۴۳ھ کا ہے۔

حضرت شاہ اکبر حسینی خلف اکبر خواجہ حبیب اللہ کے تصنیفات سے ہندی اشعار سے مشتمل ہیں

منقبت، زندگی نامہ، سمندر سرکار۔ اشلوک ہندی، اے بی، ادی

زرگری، بارہ ماہ، چھ موسم، سترہ پہیلیاں۔

سید قطب الدین عرف شاہ قطبی (معاصر میر تیسیر) کا مزار لقا رخانہ روضہ بزرگ کے نیچے واقع ہے۔

شاہ ریحان محمد ۱۰۴۹ھ

ع ۶۸ متفرقات نسبنامه اولیاء بیجاپور

استفاده از سخاوت وزیر خان

خواجه ابوالفتح شاه من الله

شاه احمد حسینی (غالب کرامات)

خواجه محمد عرف من الله ←(یہ نام یہاں زائد ہے - نفیس)

شاه محمد مولی سلطان حسینی

سید شاه محمد حسینی چوکی حسینی

شاه علی صبیب الله عرف سیر سمندر

شاه محمد کلان

شاه علاء الدین

شاه محمد ثانی

شاه حسن حسینی عرف شاه حضرت حسینی

شاه سفیر الله حسینی بیجاپور آمد

خواجه محمد حسینی ثانی

شاه عبدالله حسینی عرف صاحب

شاه محمد حسینی ← خواجه اسد الله حسینی عرف میاں مدد صاحب

(۲) خواجه دستگیر بادشاه حسینی

(۳) خواجه هاشم حسینی

جزو سنہ تصنیف — مراد از دین محبت جمیل سے برآمدہ تاریخ

۸۶ ۱۰ ھ

بعہد سلطان سکندر عادل شاہ تصنیف ہوئی

دکھنی زبان میں یہ پہلی تصنیف ہے — ارشادنامہ — حسب اشارۂ روحانی مورخہ بندہ نواز

سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز

شاہ حسین سرکار حسینی بن شاہ ذوالله حسینی المتخلص بہ خیر

ولادت قبل ۱۳۱۸ھ - مولانا انور اللہ خان المخاطب بفضیلت جنگ مرحوم

انور اساتذۂ وقت سے پائی۔ تاریخ وفات: آہ شاہ حسین خیر بندہ نوازی

تاریخ وفات از راقم سطور نفیس الحسینی (۲) عاقبت بخیر

الشیخ جمال الدین الگجراتی بن رکن الدین العُمری الچشتی الگجراتی رحمہما اللہ

احد المشائخ المشہورین، ولد سنۃ ثمان و ثمانین و الف

باحمدآباد - مات لست خلون من ربیع الثانی سنۃ اربع و

عشرین و مائۃ و الف - کما فی "لبوب ذی المنن"

مؤلفات:

(۱) شرح اسماء الاسرار للسید محمد بن یوسف الحسینی رح

(۲) شرح علی جام جہاں نما -

"تذکرۂ الخواطر"

استفاده از مسافرت مرزا نامه

سید رزاق الله ثالث قدس سره پادشاه ابوالحسن حسینی ابن شاه سعادت الله ثانی

از اولاد سید محمد دوم حسینی ملقب بثانی ابن سفیر الله دکن مشهد مقدس سره

علی عادل شاه ثانی ۱۰۶۷ھ / ۱۰۸۳ سکندر عادل شاه ۱۰۸۳ھ / ۱۰۹۷ او. طالب ۱۰۶۹ھ / ۱۱۱۷

کے معاصر تھے ۔ "ہزار مشرب میں دولت ہائی" ۔ مجمع علوم تھا ۔

فرید محمود بحری نے عروس عرفان میں اس طرح تذکرہ کیا ہے :-

میاں شاہ رزاق اللہ از اولاد حضرت گیسو دراز قدس سرہ با مریدان خاص و معتقدان

با اختصاص بگلبرگہ رسیدند ۔ فقیر جہت اکتساب فیض کہ مقصود اصلی شان رفتہ ۔ ذکرے بود در میان

احوال اولیاء ۔ چون بفقیر دیدند ۔ فرمودند ، درین سرزمین کہ معدن ولایت است و

منبع ہدایت بسیاری از اولیاء آسودہ اند از بعضی کلمے دارد است و از بعضے نہ ،

و مرا یقین است کہ غلط کہ باشد ، لیکن از وقوع حوادثات روزگار گم شدہ و کسے از ملازمانش

نگاہداشت ننمودہ ۔ چونکہ حال البتہ بقال آورد و قال ہر آئینہ حال ۔ این عجب کہ ولی باشد

و حال نباشد و نیز ممکن بقال رجوع کند ۔ اگر کسے را حال باشد و قال نبود ۔ مراد حال با و

دہے است یعنی نخواندہ بود ۔ گفتم اے اسوۂ سادات اکثر مردماں حال را بر قال ترجیح میدہند ،

اما ہیچدان مطابق سخنان شما و موافق گفتگوئے گرامی ہمیں میدانند کہ حال بسیار مفت است

و قال دراورں متکفل چنانچہ گرد حریف ممدوح عادت جبلی ننمود عوضش بر حال کنند و خدمتانش از

دل بظہور آرند ۔ اما قال را از سر حرف صد ہزار تا بیت می باید تا قبول مقبلاں گردد و

مطبوعہ صاحبہ لاہور ص۵

حال را دانند مردم بہ زقال　　لاکنم در دل چنین سرزد خیال

حال پس معفت است نزد عارفاں　　قال را صد مایہ باشد اے جواں

آں درست آید بہ بیک دیوانگی　　ایں نیرزید جز لبصد فرزانگی

عروس عرفان ص۱۷ قلمی مصنفہ

کری ۱۱۳۰ میں فوت ہوئے اور شاہ رزاق اللہ اُس کے بعد ۔

——— استفادہ از بیاض دست مرزا محمد شہ

حضرت مرزا مظہر جانجاناں کے پوتے سید محمد عبداللہ حسینی بھی اپنے جد بزرگوار کی

طرح متقی انسان تھے وہ بھی بڑے صوفی اور بزرگ مانے جاتے ہیں ۔ وہ احمد شاہ بہمنی

ثانی کے عہد میں حضرت عبداللہ درمحی الدین حسینی کی مشہور کتاب کنز الطالبین

کا ترجمہ بھی تفسیر اردو میں کیا تھا۔ اس کا ایک نسخہ نفیس خود ہمیں سلطان کے کتب خانہ

میں محفوظ تھا شاید اب بھی وہاں موجود ہو ۔

——— اردو شہ پارے ڈاکٹر زور،

صبا لاہور ص ۲۰

سعید شاه ابوالحسن ابن شاه علی قطب ثانی ره (استفاده از سخاوت مزار است.)

ولادت قبل ۹۹۲ هـ در بیدر

سعید شاه علی عباس نورسن ولادت قبل ۹۵۱ هـ در بیدر - در صدد عاقبت عفیفه ها اوراق نشانه

بالتفاق سادات عظام و دیگر تحقیق کردم و فقرای عالی مقام و مومنین ذوی الاحترام

سجاده نشین سلسله زبانان خاندان فرخنده و املاک نذری سلطان محمد قطب شاه

خلد الله ملکه، به تولیه گان سعادت و دیگر صدف نجابت ارشاد ارجمند سعید شاه علی نورسن

فرزند خود را مقرر کردیم و تبرکات سپرد و گفت (حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم)

قرة العین و تبرکات وارث ولایت نزد شان کمتر ساداتِ عالی تبار

موصوف نمودم مهر مظفر خان میر حسینی

مهر شیخ ابراهیم ولد احمد

مهر خادم شرم مهر حسین

استفادہ از
سخن شعرائے ہند

مشتاق بیدری
قصیدہ در مدح سید میاں صاحب (سید عبدالقادر حسینی)

فیض کا ساقی دیا دل کے تئیں جب کا شراب
طبع دیا ہو نسیم فہم کے گل کون شباب

راز کا شاہد سنور شوق کے زیور ستی
ناز کر شمے سوں آ غمزے کا کھولیا نقاب

مطرب عرفان کا ناد بجانے کیتیں [1]
ساز اہر عقل کے ہات ستیا با صواب

سینے کی مجلس منے شوق کے اصحاب [2] انگے
لطف سخن سے ہلوں جیب کا باجا رباب [3]

روح کا صوفی کیا مست ہو کر رقص اد [4]
ہات جہنک حال تے کیتا اشارت کا داب [5]

نوج ولایت ستی شاہ شہاں کا ہے او [6]
فہم کے ہمت سوں اب مدح نے ہو ہم رکاب

نقد علی ہور بتول نور ہے عین رسول [7]
حسن ہے سید میاں عالی سنور خطاب [8]

آنکہ مسدود انصاف کے دیکھ لعبارت ستی

عین ہے نبض نورز دوجے ۹ نین ہاں حساب

نادر قادر کا جی راز کا گوہر اہے

سینے کے درجک تھے اس صاف جھلکتا پُرآب

حکم سو اس شاہ کا حکم الٰہی اہے

نیچ منگے تک دعا حق نہ کرے مستجاب

ہوش یہ کرسی تک اس کے نظریوں دسے

مکڑی جیون جالا بنے مون ستی لے کر لعاب

ادہی[1] چک مارے تک سیر کرے لامکاں

ہاں ستی واں تک اسے نیں ہے قدم کا حجاب

آنکو؟ معشوق اگر شرمہ غضب کا کرے

جل کے اے ساتو گگن گر پڑیں جیوں کہ شہاب

قہر کے فوجاں انگے رحم ہرا دل ہوا

شمع تھے جیوں کہ شعاع دوڑے انگے ہو شتاب

خیمہ مراتب کا اس تانے نوین[2] گہن اپر

بادر سہ[3] چاندچ کہکشاں اس کا طناب

[1] ادہی - آدھی [2] نوین آسمان یعنی عرش پر [3] رسی

گراد ضمیر منیر تاب[1] کا افسوں پڑے
دیو سپید رات کا شیشے میں پاوے عذاب

شب کے شکم تلے کرے نطفہ سورج کا ہو لہو
گیسوئے مشکیں کرے سایہ کا گر پیچ و تاب

نیزے کا پھل دیکھتے مغز گلیا عقل کا
کیا یہ قیامت اہے نیزے اپر آفتاب

سدا وشب قدر کے رات منے ہے عصا
نیزے پو پرچم جو ہے رنگ سیہ مشکناب

کفن نے جو صیقل گر ہو مصقلہ لے چاند کا
تیغ کون صیقل کرے رنگ جھڑی سو شتاب

شاہ کرم کی نظر گر کرے پشتے اُپر
بازو میں اُس کے بھٹے شہ پر بازو عقاب

حیف جو زنی کا ہیں اس کے عدو پر رہیا
پودا نیچ میں اد ہے بالاں کون کیتا خضاب

بیت کے ہر حرف پر لہو کے نیں پانی کیا
تو ہے قصیدے کا بیت ہر اک ہوا انتخاب

[1] تاب معنی روشنی اُفتاب۔

باغ تھے ہر سبت کے حرف گلدان ہو گیلے

بوے دہرین خاص او جبین کہ ہے مشک و گلاب

کھول نہ کر اب سخن بے ادبی اس میں ہے

مجلس ہے نازک سمجھ راک طریق ادب

شاہ کہیں گے جو سن مرحبا مشتاقیا

ادبی مجھے ہے حوصلہ ادبی اہے منحکوں لدب

ص ۴۰، ۴۱

مضمون : قدیم اردو کی ایک نایاب بیاض

مضمون نگار : محمد حسنی وت مرزا حیدر آبادی بار ایٹ لا (ایس ایس)

شمارہ : رسالہ "اردو" اکتوبر سنہ ۱۹۵۰ء

مشتاق نے اپنی طویل عمر پائی ۔ محمود شاہ بہمنی (۹۲۴ھ م) کے عہد اور بعدی سلطین کے زمانہ تک حیات رہے ۔ اس نے اپنے دور کے مذہبی پیشواؤں حضرت شاہ خلیل اللہ بت شکن ثانی رح اور ان کی اولاد اور نیز حضرت حوزہ ابو الفتیح من اللہ حسینی قدس سرہ کی اولاد و احفاد کی مداحی اور عقیدت سندی کو اپنا شعار بنایا ۔ اس نے حضرت خلیل اللہ بت شکن ثانی کی عقیدہ

ذکر اولاد حضرت شاہ عبداللہ بن سید اصغر حسینی بن فرزند منیر ۵ ص ۳۷

سید شاہ حسن صغیر حسینی

سید شاہ گیسو دراز صغیر حسینی

فرزند سید اسد اللہ صغیر حسینی

فرزند سید بندگی شاہ حسینی صغیر

فرزند سید شاہ درویش اکبر حسینی

فرزند سید شاہ مرکز الدین اکبر حسینی

فرزند سید شاہ ولی اللہ حسینی عرف شاہ رای حسینی قادری قدس سرہ

سید شاہ رای حسینی قادری کا مزار شریف قریب سرائے بھوا پیر حیدرآباد دکن متصل ڈاکٹر علیم الدین

احاطہ سید شاہ جھوپیران حسینی ۳۸ ص

اولاد سید شاہ ولی اللہ حسینی عرف شاہ رای حسینی قادری

|

سید خواجہ شاہ ابی عبداللہ محمد حسینی عرف شاہ درویش حسینی

|

خواجہ سید شاہ نبی شاہ محمد حسینی

|

خواجہ سید شاہ احمد اللہ حسینی

|

خواجہ سید شاہ بادشاہ حسینی قادری چشتی ——— سید مخدوم حسینی قادری چشتی

|

خواجہ سید شاہ احمد اللہ حسینی عرف شیخ صاحبی

بستی بڈھ درگاہ حضرت سید شاہ رای حسینی قدس سرہ

واضح ہو کہ سید شاہ رای حسینی کی اولاد میں سید شاہ علی حسینی بن سید ولی محمد حسینی بن سید مخدوم درویش حسینی دفنہ موجود ہیں۔ — ۳۸ ص

مطالعۂ شرف الانساب ختم شد

○ شاہ عسکراللہ بن شاہ سفیراللہ بن مخدوم زادہ بزرگ سید میر اکبر حسینی

مرید شاہ من اللہ و خلیفۂ شاہ محب اللہ

(تبصرۃ الموالید ث قلمی ۱۴۵)

○

○ اسداللہ بن شاہ عسکراللہ

خلافت و ارادت میان اسداللہ بشاہ منجملہ نبیسہ شاہ یمین الرحمن بن مخدوم زادہ خود

تبصرہ ص ۱۴۵

—○—

○ سفیراللہ ثانی بن شاہ اسداللہ بن عسکراللہ

مرید و خلیفۂ شاہ ابوالحسن بن شاہ حلیم اللہ بن شاہ حسن اللہ

تبصرہ ص ۱۴۵

○

یادداشت

۱۳۸۱ھ
۱۹۶۱ء

سیاحت نامۂ بیدر۔

(۱) مقبرہ حضرت شاہ حبیب اللہ کرمانی رح ——

حوالہ نمبر ۵ حضرت شاہ خلیل اللہ کرمانی صاحب شرق — بہ عہد سلطان علاؤالدین بہمنی ثانی

---

(۲) مقبرہ ہائے سلاطین بہمنیہ

سلطان احمد شاہ ولی بہمنی

علاؤالدین ثانی

ہمایوں شاہ

نظام شاہ

محمد شاہ

احمد شاہ

محمود شاہ

اسد اللہ

کلیم اللہ — صاحب شرق

---

(۳) خاندان بریدشاہی

سلطان قاسم برید —— علی برید — امیر برید — ابراہیم وغیرہ

مسجد و حمامات جانب شمال قاسم برید بانی سلطنت بریدشاہی

(۴) سیدالسادات حنیف ۱۰ چشمہ

مقبرہ حضرت سیدالسادات میر حنیف رحمۃ اللہ علیہ جو، پر ان دنوں سکھوں کا قبضہ تھا
چشمہ کو اب نانک جھرہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (شمالی حصہ)

(۵) // //

فرح بخش المعروف بہ سہیل جھرہ — مسجد کی تعمیر حسن پرفارسی کتبہ لگا ہوا

مسجد کی حفاظت پر مامور ہے۔ (جانب شرق)

(۶)

شیخ نور محمد ولی علیہ الرحمۃ کی سمادی جانب جنوب (چشمہ و مقابر زوجہ)

(۷) مقبرہ حضرت شمس الدین قادری ملقب بہ شاہ جانب شمال معہد سلطان محمد ابراہیم ثانی

(۸) پیلے کا درخت

(۹) درخت شیشم و دون :

پرائمری مدرسہ برائے عورتاں : فقہ

دوسری منزل : ریاضی - فلسفہ - علم کلام وغیرہ

تیسری منزل علماء و طلباء کی قیام گاہ

تعداد طلبہ اندرون دار الاقامہ ۳۰۰

سالانہ خرچہ ۷ لاکھ ۲۰ ہزار روپیہ

صدر مدرس مفتی جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) بیدری کام کے کارخانے اور مورخ بیدر سید قمر بیدری کے نوادرات اور کتب خانہ دیوڑھی

(۱۱) برج نفستنفری :

(۱۲) قلعہ درک — زنگ محل - چینی محل - تخت محل - شاہی حمام - مسجد

پانی کے حوض — توپ ونیزہ تیار کردہ احمد شاہ ولی بہمنی - ترکش کمانی محل دیوڑھی

کتبہ عالمگیری مسجد بیدر

بنا کرد مسجد بپائے گذشت برابرش اِنّا فَتَحْنَا نوشت

شاہ شمس الدین محمد قادری کنیت ابوالفتح ، لقب ملتانی بادشاہ

ولادت ۸۶۲ ھ — وفات ۹۳۵ ھجری

مزارات خاندان حضرت خواجه ابوالفتح قدس سره

روضهٔ بزرگ بیدر

(۱) لنبد خواجه ابوالفتح حضرت شاه من الله حسنی قدس سره

(۲) حضرت سید شاه کلیم الله حسینی بن خواجه ابوالفتح رح (اندرون گنبد خواجه ابوالفتح)

(۳) ابوالحسن بن کلیم الله بن خواجه ابوالفتح رح "

جانب شرق چوکهنڈی حضرت سید احمد حسینی خلف اکبر حضرت خواجه ابوالفتح رح

روضهٔ خرد

حضرت سید شاه علی مطلب ثانی رحمة الله علیه

حضرت شاه کلیم الله رح فرزند

حضرت شاه ابوالحسن رح نبیره

حضرت شاه مهر حسین فرزند حضرت سید احمد حسینی رح

فرزندان حضرت خواجہ ابوالفیض قدس سرہٗ :

(۱) حضرت شاہ سمیع اللہ حسینی

(۲) " " ندائی

(۳) " " صبغۃ اللہ

(۴) " " احمد حسینی غالب کرامات

(۵) " " کرامت اللہ حسینی

شاہ مومو حسینی

ولادت خواجہ ابوالفیض ۸۱۱ھ

وصال " ۸۷۹ھ

وصال شاہ علیم اللہ بن خواجہ ابوالفیض

۸۹۲ھ

وصال حضرت شاہ ابوالحسن بن شاہ علیم اللہ بن خواجہ ابوالفیض

۹۰۳ھ

آپ گنبد جانب مغرب میں حسب ذیل مزارات ہیں

(۱) حضرت شاہ عبداللہ حسینی قدس سرہٗ

(۲) " " یمین الرحمٰن "

(۳) " " یمین اللہ "

(۴) " " عبدالقادر "

(۵) " " عبدالرحمٰن "

(۶) " " لطیف اللہ "

(۷) " " عتیق اللہ "

شجرهٔ طریقت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوهی قدس سره

(چشتیه گیسودرازیه قدوسیه)

حامئ خلافت حضرت قطبی (شیخ عبدالقدوس گنگوهی رحمه الله) را از

شیخ الاسلام حضرت بندگی میاں شیخ بن حکیم اودهی رح

و ایشانرا از پدر خود و شیخ خود شیخ صدر الدین بود

و ایشانرا از شیخ و پدر خود شیخ علاء الدین بود

و ایشانرا از پیر خود سید السادات سید محمد گیسودراز بود

لطائف قدوسی
۴۶
۸۵
نسخه مرقوم ششم ماه شوال ۱۲۴۹ هجری

میر ابوالحسن ولد میر عبداللہ

از اولاد سید نور گیسودراز ، چون قبلہ گاہِ این فقیر از نبیسہ ہائے بندہ نوازند اند - بنا بریں یک رشتہ داری ہا ہم با وی است - مولدش شہر کہنہ کہ در شاہجہان آباد مشہور است در محلۂ لاپلنگ از فیضِ صحبت خان عالیشان جان عالم خان صاحب گاہ گاہے شعرے و بیتے موزون می نماید - حق تعالیٰ سلامت دارد - این یک قطعہ کہ بہ نگارش می آید ، الحق کہ مضمونِ تازہ یافتہ است ، از دست صہ

ساکنانِ فلک نے کچھ تنہا شہرت اس حسن کی نہیں ڈالی
مدتہ بوجہ ہجومِ انجم سے ، پھرتی ہے آسمان پر تعالی

---

۵۸ صہ

تذکرہ شعرائے اردو
از میر حسن دہلوی
مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ
علیگڑھ ۱۳۴۰ھ
۱۹۲۲ء

بہ تصحیح و تنقیح
مولوی صہبائی ابوالحسن خان شروانی

شجرۂ نسب

سید محمد اشرف صاحب[1] بن سید شیر علی شاہ بن سید محمد شاہ بن سید محمد سلیم
بن سید محمد صالح بن شاہ عبدالکریم بن حرمین شریفین بن سید محمد حسین
بن شاہ حفیظ اللہ حسینی بن شاہ اسد اللہ حسینی بن شاہ عبداللہ حسینی بن
سید صوفی حسینی بن سید لعل حسینی بن شاہ دین اللہ حسینی بن شاہ محمد اصغر حسینی
بن خواجہ مکن سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز بن سید یوسف حسینی راجو قتال بن
سید علی بن سید محمد بن سید یوسف بن سید حسین بن سید محمد بن
سید علی بن سید حمزہ بن سید داؤد بن ابی الحسن زید المجتبیٰ بن
ابی عبداللہ الحسین بن ابی منصور محمد الاکبر بن سید ناصر بن سید ناحیی
بن سید ناحسین ذوالدمعہ بن سید نا زید شہید بن سید نا امام علی زین العابدین
بن سید نا امام حسین بن سید نا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم زوج سیدۃ النساء
فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت سید الاولین والاخرین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً

[1] سید محمد اشرف صاحب

سید انور حسین نفیس رقم	سید مسعود حسین ادیب	سید داؤد حسین ادیب	سید مظفر حسین عرف سید سرور حسین
حافظ قاری انیس الحسن			

سید محمد اشرف صاحب مقیم میانوالی کالونی لاہور
۴ شوال المکرم ۱۳۹۰ھ بعمر ۵۰ سال

اضافہ از انیس الحسن ←
سید زید
سید خلیل الرحمٰن
سید جلیل الرحمٰن
سید جمیل الرحمٰن

سید ندیم الرحمٰن
سید کلیم الرحمٰن
سید نعیم الرحمٰن
سید رحیم الرحمٰن

حبیب الرحمٰن

اقتباس "ھو المعظم"

سید انور حسین، نفیس رقم ——— حسینی سید اور حضرت بندہ نواز خواجہ گیسو دراز کی اولاد میں سے ہیں، سیالکوٹ کے رہنے والے، لیکن عرصہ دراز سے لاہور میں قیام پذیر ہیں۔ ظاہر و باطن میں اسمِ بامسمّیٰ ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر رائے پوری سے نسبت و ارادت و خلافتِ مشائخ چشتیہ صابریہ رکھتے ہیں۔ انتہا درجے کے ذہین و فطین اور عالم و فاضل ہونے کے علاوہ شاعرِ خوش طبع بھی ہیں۔ اردو غزل میں شاہ صاحب سے بھی مَیں اصلاح لیتا ہوں۔ فنِ کتابت میں، لاریب، صاحبِ ید بیضا ہیں۔ پاکستان کے مشہور رسم الخط پروینی نستعلیق میں آپ نے ایرانی نستعلیق کی پیوند کاری سے ایک نئی طرزِ نفیس اختراع کی ہے، جسے نوک پلک کی نزاکت کی وجہ سے بیحد پسند کیا گیا ہے۔

حضرت شاہ صاحب کے بارے میں کافی عرصہ پہلے، میں نے ایک مضمون لکھا تھا، جو پندرہ روزہ نیا پیام لاہور میں شائع ہوا تھا۔ نہ اس مضمون کی نقل مجھے مل سکی ہے اور نہ ہی رسالے کی کوئی کاپی۔ صرف ایک قطعہ یاد رہ گیا ہے، جو شاہ صاحب کے لیے میں نے کہا تھا:۔

سیّدِ حق شناس، کانِ کرم.
صاحبِ لوح، شہر یارِ قلم
شاعرِ با عمل، حکیم حِکَم
کاتبِ بے بدل، نفیس رقم

○

"ھو المعظم"
تالیف صاحبزادہ
نظام الدین

قطعه در حال حضرت شیخ الاسلامی شیخ امین الدین ابوالحسن حیدر آلتانی

ابوالحسن شاه دین و عارف حق
کز دلی دینی سرشت آمد

حبذا لقبی که مرکز او
گوئی نور است کز بهشت آمد

تألیف نیک گفت تاریخش
خاتم خواجگان چشت آمد

۱۰۴۱ ه

شجرہ طریقت :- چشتیہ عالیہ گیسو درازیہ کلیمیہ

الی آخرہ

(۱) خواجہ صدر الدین ابو الفتح الی ابو بکر الصادق سید محمد یوسف الحسینی الملقب بگیسو دراز رح

(۲) خواجہ ابو الرشد حبیب اللہ مقبول الحضرت ربانی ولی اللہ محمد محمد الحسینی رح

(۳) خواجہ امین الدین ابو الحسنین امنعف العباد من اللہ محمد محمد الحسینی رح

(۴) خواجہ کلیم اللہ بن من اللہ محمد محمد الحسینی رح

(۵) خواجہ ناصر الدین شاہ ابو الحسن خویم الفقرا الی اللہ الغنی بن کلیم اللہ من اللہ محمد محمد الحسینی رح

(۶) خواجہ ناصح الدین ابو الرشد شاہ فصیح اللہ ابو الحسن علی کلیم اللہ من اللہ محمد محمد الحسینی رح

(۷) خواجہ شاہ علی قطب الثانی ابو الحسن علی کلیم اللہ من اللہ محمد محمد الحسینی رحمہم اللہ

(۸) خواجہ نصیر الملت والدین شاہ محمد ابن احمد من اللہ محمد محمد الحسینی رحمہم اللہ

(۹) خواجہ امین الدین ابو الحسن علی من اللہ ابو الحسن علی کلیم اللہ من اللہ محمد محمد الحسینی رحمہم اللہ

(۱۰) خواجہ صدر الدین الثانی ملہم الربانی ابو الحنیف سید محمد الملقب بہ کلان بن ابو المعجز امین الدین ابو الحسن علی من اللہ ابو الحسن علی کلیم اللہ من اللہ محمد محمد الحسینی رح

(۱۱) خواجہ شاہ علی بن شاہ محمد من اللہ محمد محمد الحسینی رح

(۱۲) خواهر امین الدین حمید الثانی ابوالحسن علی بن الله ابوالحسن علی کلیم الله من الله مهر مهر الحسینی

(۱۳) خواهر ناصح الدین خویدم الفقراء علی الثانی بن ابوالحسن علی ابوالحسن علی کلیم الله من الله مهر مهر الحسینی

(۱۴) خواهر من المهدین ناصح الدین خوادم الفقراء علی الثانی شاه کلمة الله بن ابوالحسن علی ابوالحسن علی کلیم الله من الله مهر مهر الحسینی ؟؟

(۱۵) خواهر ناصح الدین ابوالفیض سید محمد الملقب بشاه کلان بن شاه کلمة الله بن ابوالحسن علی ابوالحسن علی ابوالحسن علی کلیم الله من الله مهر مهر الحسینی

(۱۶) خواهر ناصح الدین امام الدامین خویدم الفقراء شاه کلمة الله بن ابوالحسن علی ابوالحسن علی من الله ابوالحسن علی کلیم الله من الله مهر مهر الحسینی —

استفاده از کتب خانه برادر بیدرسید محمد بیدری صاحب

حال مقیم کراچی

۱۹۶۵ء

۲۹ شوال ۱۳۸۴ھ

بخشنده

برشته

اینکه دقیقه نوشته قلمی

مرحوم بیدری صاحب پاکر موجود تھا

الشیخ السید حیدر الثانی القادری نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اورنگ آبادی (از اولاد حضرت غوث اعظم)

و ھو عن ابیہ و شیخہ السید الشیخ عبد اللطیف الثانی القادری

و ھو عن ابیہ و شیخہ السید الشیخ حیدر القادری بزرگ

و ھو عن ابیہ و شیخہ السید الشیخ عبد اللطیف الثانی بزرگ القادری

و ھو عن شیخہ السید اشاہ الحاج شریف زندانی القادری

و ھو عن شیخہ السید الشیخ قطب الولایت عبد الرحمٰن القادری

و ھو عن شیخہ السید الشیخ عبد الرحمٰن حبیب اللہ القادری

و ھو عن شیخہ السید الشیخ یوسف القادری

و ھو عن شیخہ السید الشیخ شمس الدین عارف القادری بسہ شریف

و ھو عن شیخہ السید الشیخ یونس القادری

و ھو عن شیخہ السید الشیخ عبد الرحمٰن الثانی القادری

و ھو عن شیخہ السید الشیخ یونس الثانی القادری کلبرگہ شریف

و ھو عن شیخہ السید الشیخ یوسف الحاج الحسین القادری کلبرگہ شریف

و ھو عن شیخہ السید الشیخ حسن القادری

وهو عن شيخه السيد الشيخ محمد آرمعت احد القادري

وهو عن شيخه السيد الشيخ ابي نصر محي الدين القادري

وهو عن شيخه السيد الشيخ عماد الدين القادري

وهو عن ابيه وشيخه سيدنا معدن العشق والوفاء تاج الدين ابي بكر عبد الرزاق القادري

وهو عن ابيه وشيخه سيدنا غوث الاعظم محي الدين عبد القادر الجيلاني الحسني الحسيني

(بیلری) نوٹ

۱ شاہ حیدر القادری کے خلیفہ تھے شاہ ولی اللہ قادری / اورنگ آبادی جو محرم ۱۱۷۶ھ
(۱۹ اگست ۱۷۶۲ء)

شاہ مستجاب رقم ہوئے کے صدر اعلیٰ تھے۔ آپ کے ایک اور خلیفہ شاہ علی نہری اورنگ آبادی تھے

شاہ حیدر القادری کے ایک صاحبزادہ شاہ عبد اللطیف تھے۔

برہان دہلی - ۵۰ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ مطابق مارچ ۱۹۶۶ء

مضمون : تاریخ پیدائش و وفات حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ
اور خانوادہ سید و سید اشرف پر شعبۂ فارسی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

اقتباس : ص ۲۲۱

(مفتاح سمنانی)

لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی دونوں میں آپ کے سفر "طبرستان" اور خانقاہ سید حسن گیسو دراز
سید قاسم کا ذکر ملتا ہے[1] - سید حمید الدین کے نام اپنے خط میں حضرت سید اشرف لکھتے ہیں

"ازاں جملہ سادات گیسو دراز اند ..... نسبت عالی شان کہ تصنیفات رائقہ و تالیفات
لائقہ از آنحضرت سر بر زدہ اند، سیر النبی اخیر التصنیفات حضرت میراست .....
در سیر نخستیں کہ بجانب مرسلہ ملازمت حضرت میر بدل خواہ شدہ - در سیر ثانی
بحضرت شاہ یداللہ و شاہ مصطفی اللہ ملازمت، و شرف یافتہ"

ا مندرجہ بالا بیان سے حسب ذیل نتائج نکلتے ہیں :

(و) حضرت سید اشرف نے "طبرستان" کا سفر اس وقت کیا جب کہ حضرت "گیسو دراز"
"طبرستان" میں مقیم رہ چکے تھے۔ یعنی ۸۰۴ھ کے بعد[2]

---

[1] لطائف اشرفی جلد اول، ص ۳۶۷ اور مکتوبات اشرفی مکتوب ۳۲

[2] مکتوبات اشرفی - مکتوب ۳۲ [3] تاریخ حبیبی

(ب) اس وقت حضرت گیسو دراز نے اپنی کتاب "سیر النبی" تصنیف کر رہے تھے جو ۸۱۰ھ کے بعد پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس لیے آپ کا بیدر سفر دکن ۸۱۰ھ کے بعد ہوا ہوگا۔

(ج) "ملفوظ" کے دوسرے سفر میں حضرت گیسو دراز کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ آپ نے لکھا ہے کہ شاہ بیدار اور شاہ حنفی اللہ کا ذکر ہے۔ حضرت گیسو دراز کا وصال ۸۲۵ھ میں ہوا۔ اس سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ آپ کا دوسرا سفر "ملفوظ" ۸۲۵ھ کے بعد ہوا ہوگا۔

(۳) لطائف اشرفی میں حضرت گیسو دراز کی تاریخ وفات نہیں موجود ہے۔ یعنی حضرت سید اشرف حضرت گیسو دراز کی وفات کے بعد (۸۲۵ھ کے بعد) بقید حیات تھے۔

لہ تصنیف و تالیف فقر قطبی دو قسم ہے اول آنست کہ بہم در وطن و اندراثنای راہ احسن آباد بوقوع پیوستہ۔ قسم دوم کہ در برکت شہر احسن آباد نوں پیدا شدہ بودند۔ قسم اول آنکہ در ... قسم ثانی آنکہ در احسن آباد (مدرسہ) نوں پیدا شدہ۔ یکی ملفوظ شارق در ایام سفر ۸۱۰ھ۔ دوم سیر النبی ... کہ در سنہ ... ہجری الملقب بہ ... خادم نوں پیدا شدہ ۔ (ورق ۸۰ - ۱۹۸)

اقتباس انساب الاشراف مطبوعہ کراچی

سادات حسینی حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ اور انکے اخلاف

خاندان مولانا سیّد شاہ نفیس الحسینی لاہور صوبہ پنجاب پاکستان

مولانا سید نفیس الحسینی لاہور کی ایک بزرگ شخصیت ہیں آپ اپنے وقت کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ کی اولاد کی نسل سے ہیں۔ اردو اور فارسی کے بہترین شاعر، متعدد کتابوں کے مصنّف و مرتب اور موجودہ دور میں خوش نویسی اور فن خطاطی کے ایک امام کی حیثیّت سے پاکستان کی مشہور و معروف شخصیّت ہیں۔ وہ اپنی سیرت و اخلاق اور زہد و ورع میں اپنے سلف صالحین کا نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شعر و ادب اور تاریخ و مذہب کے اعلیٰ ذوق سے نوازا ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری سے نسبت سلوک اور سلسلہ بیعت و ارشاد نے ان کے قلب کو پُر نور و جان کو پُر سوز اور ان کی شخصیّت کو ظاہر و باطن میں مجموعۂ محاسن بنا دیا ہے۔ طبعاً نہایت مستغنی اور فراخ قلب ہیں۔ بیشتر معمولات زندگی اپنے اسلاف کے رنگ میں قائم کئے ہوئے ہیں حضرت رائے پوری رح کے مجاز خلیفہ ہیں۔

خانوادۂ ولی اللہی کے علوم و معارف کا خاص ذوق ہے۔ سید احمد شہید اکیڈمی کا قیام اُن کے اسی ذوق کا نتیجہ ہے آپ ہی اکیڈمی کے ناظم اعلیٰ ہیں اور اس سلسلے میں کئی مفید علمی کام انجام دے چکے ہیں۔ حضرت سید شہید کی ذات اپنے عہد میں صحابہ کرام کی خصوصیت فی اللیل رہبان و بالنہار فرسان کی مثال تھی۔ سید نفیس الحسینی نے بھی ذوق تسبیح و تہلیل کے ساتھ ذوق اصلاح احوال کی صورت میں اس سعادت سے حصہ پایا ہے۔ سید شہید سے عشق کی حد تک تعلق قلبی ہے۔

مکتوبات سید احمد شہید مرتب فرما چکے ہیں شجرہ طیبات کے مؤلف ہیں، ایک رسالہ تصوف کے بیان میں ہے اور آج کل اسی سلسلہ کی تالیف و تالیف میں مصروف اور لاہور میں مقیم ہیں۔

آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔

اقتباس "انساب الاشراف" مطبوعہ کراچی

شجرۂ ساداتِ گیسو دراز پنجاب

قطب الاقطاب حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ، مخدوم زادۂ
خرد حضرت سید محمد اصغر حسینیؒ گلبرگوی، حضرت خواجہ ابوالفیض سید شاہ من اللہ
حسینیؒ بیدری، حضرت سید احمد حسینیؒ بیدری، حضرت سید محمد صوفی حسینی
گلبرگوی، حضرت سید عبداللہ حسینی، حضرت شاہ اسد اللہ حسینی، حضرت شاہ
حفیظ اللہ حسینی، حضرت سید شاہ گل محمد حسینیؒ حضرت شاہ عبدالکریم حسینی مہاجر مکی،
حضرت سید شاہ محمد صالحؒ، حضرت سید شاہ محمد سلیمؒ، حضرت سید محمد شاہ حسینیؒ
حضرت سید بڈھن شاہؒ
حضرت سید محمد اشرف علی

سید نفیس الحسینی
۱۷۳ کریم پارک لاہور

سید انیس الحسن الحسینی

مدفنِ متبرکہ اش در صحنِ مسجدِ انار است" سید مرید الحسینی

تاریخ حبیبی قلمی صفحہ ۱۴

جوامع الکلم (ملفوظات حضرت خواجہ گیسو درازؒ) میں یہ بھی صراحت ہے کہ
زیرِ حصار دہلی، متصل دروازہ شکار، مقبرۂ حضرت سید است" ص ۲۱۳

باسمہٖ سبحانہٗ

قطب الاقطاب حضرۃ سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ مدفون گلبرگہ شریف (المتوفی ۸۲۵ھ) کا سلسلۂ نسب ریحانۃ النبی حضرت سیدنا حسین بن ابی طالب رضی اللہ عنہم تک پہنچتا ہے۔ وھو ھٰذا :

سید محمد حسینی بن یوسف بن علی بن محمد بن یوسف بن حسین بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن ابی الحسن زید الجندی بن ابی عبداللہ الحسین الفدان بن ابی منصور محمد الاکبر بن عمر الاعلیٰ بن ابی الحسین یحییٰ المحدث بن الحسین ذی الدمعۃ بن ابی الحسین زید الشہید بن علی الاوسط زین العابدین بن ابی عبداللہ الحسین الشہید السبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (سیر محمدی صفحہ ، : تاریخ حبیبی قلمی صفحہ ۱۰)

حاشیہ عمدۃ الطالب صفحہ ۲۶۴

؎ بہ آفتاب نبوت رسانمہ ایم نسب تواں ز ذرہ ما دید نور خوش نسبی

حضرت خواجہ گیسو دراز قدس سرہٗ کے آبائے کرام میں حضرت ابوالحسن زید الجندی رحمۃ اللہ علیہ بڑے بزرگ ہیں جو برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوئے وہ ایک لشکر کے ساتھ خراسان سے علم جہاد بلند کئے ہوئے فتح دہلی کے لئے تشریف لائے۔ اور ایک معرکہ عظیم میں خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے۔ یہ ترکوں کی فتح دہلی سے پہلے کا واقعہ ہے یعنی یہ چوتھی صدی ہجری کا زمانہ ہے۔ تاریخ حبیبی میں حضرت خواجہ گیسو دراز قدس سرہٗ کا یہ بیان منقول ہے :

"می فرمودند : دہلی فتح کردہ ترکان است و پیش ازاں سید ابوالحسن جندی کہ دوازدہم کرسی فرجد من باشد، چند کرت از خراسان برائے فتح دہلی آمد۔ انبوہے ہندوان اقلیم ہند و شوکت چند ہزار سالہ فراہم آمدہ و ایشان نتوانست فتح کردن۔ چون در آخرین کرت کہ آمد شہادت یافتہ

اولاد سید محمد نواز گیسو دراز

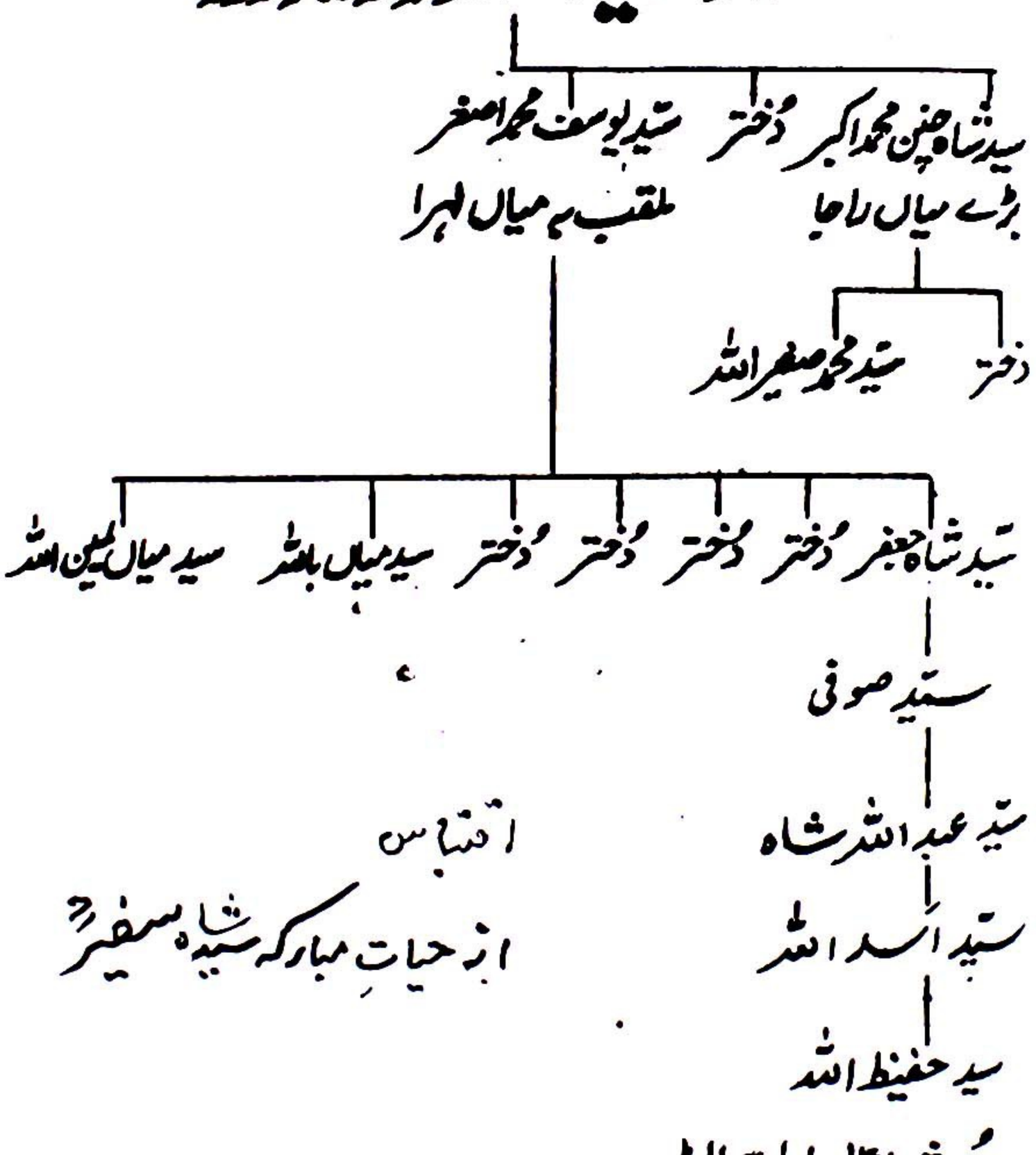

اقتباس

از حیاتِ مبارکہ سید شاہ سفیرؒ

مورثِ اعلیٰ سادات البڑو

گوریالہ سیالکوٹ

معارف ص ۱۲۶ / اعظم گڈھ
جلد ۱۶ شمارہ ۲
ماہ رجب المرجب ۱۳۴۴ھ فروری ۱۹۲۶ء

کھمبات یا کھمبائت کے آثار

مصنفہ مسٹر جیمس برگیس سی۔آئی۔ای (Jas Burgess. C.I.E)
(ورلڈ ٹب "مغربی ہندوستان کے دیسوی آثار، جلد ششم)
ترجمہ: مولوی عبدالستار صدیقی فاروقی رحمن خیل لائلپور، ایم۔سی۔پی

کھمبات یا صحیح تر کھمبائت جیسا کہ عام طور سے کہا جاتا ہے اور جسے مارکوپولو (۱۲۹۰ء) نے کمبایت کھا ہے اور سترھویں صدی سے کمبیا یا کمبیا کے نام سے مشہور تھا۔ اس کو موجودہ

معارف ص ۱۲۶

یورپین لکھے کہتے ہیں۔

یہ ماہی مدی کی وادی میں شمالی جانب احمد آباد سے تقریباً ۵۲ میل اور تقریباً ۴۲ میل بڑودہ کے جنوب میں واقع ہے۔

۱۳۱۰ھ میں مرینو سنوڈر سیاح کا یہاں آنا درج ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ

ہندوستان کے دو بندرگاہوں میں سے ایک ہے"

ڈی کانتی کا بیان ہے کہ یہ جزیرہ میل کے پھیر کا بہت عمدہ بندرگاہ

(جو خصوصاً صدیوں تک

کے آخر تک

تذکرة السلاطین چغتا : سانحات سال سوم از جلوس حضرت شاه عالم بهادر شاه غازی ۴۳ ص

۱۲ محرم الحرام ۱۱۲۱ھ — "دوازدهم ضریح جدید معه مردم محل برای زیارت روضهٔ حضرت منبعه نور گیسودراز تشریف برده دوازده هزار روپیه نیاز گزرانیدند. خلاصهٔ خاندان نبوت سید فخر حاجب سجاده دو شمشیر و دو کمان و دو دستار و چند فرمان صلوات تبرک داده۔" ص ۴۷-۴۸

از پیشگاه فضل و کرم دوازده هزار روپیه از نقد و جنس برای روضهٔ مبارک سرآمد عارفان حضرت سید محمد گیسودراز قدس سرہ و ده هزار روپیه عوض قیمت فیل داده به میر محمد حسین سجاده نشین آنجا ..... انعام شد۔ ص ۶۸

تذکرة السلاطین چغتا (تذکرهٔ جانشینان اورنگ زیب) تالیف مهر علی کامور خان مرتبه لطف علی (مرزا لطافت تاریخی) دانشگاه جواهر لعل نهرو - دهلی نو۔

نسب نامہ جدی خود

۸۱۶

سید[1] محمد سلیم بن سید محمد صالح بن سید عبدالکریم بن سید کمال محمد بن
شاہ حفیظ اللہ بن شاہ اسد[2] بن شاہ عبداللہ بن سید صوفی[3] بن شاہ جعفر
بن سید محمد اصغر بن سید محمد اکبر بن سید محمد حسینی گیسو دراز بن سید یوسف
بن سید علی بن سید محمد بن سید یوسف بن سید حسن[4] بن سید محمد
بن سید علی[5] بن سید زکریا جیلی بن سید عبداللہ بن سید داؤد
بن سید حسین بن سید محمد بن سید عبدالرحمن[6] بن سید عمر بن سید
یحییٰ بن سید حسین بن سید زید بن امام زین العابدین بن امام حسین
بن اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ وجہہ بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم
رصلے اللہ علیہ وسلم علی رسولہ الکریم سلسلہ نا محمد و الہ و صحابہ و ازواجہ بہ ایں جہتک یا
ارحم الراحمین۔

تحقیقات و تصحیحات : از جعفر نفیس الحسینی

[1] سید زین نفیس الحسینی بن سید محمد اشرف علی بن سید حسن شاہ بن سید محمد شاہ بن سید محمد سلیم رح

[2] شاہ اسد اللہ

[3] سید صوفی بن سید احمد حسینی بن شاہ من اللہ بن سید محمد اصغر بن حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز رح (تاریخ محمدیہ و سیرہ سدہ نواز) ←

[4] سید حسین

[5] سید علی بن حمزہ بن داؤد بن ابوالحسن زید الجنی بن سید حسین

[6] یہ نام زاید ہے۔ ← (عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب)

اس شجرۂ نسب کا عکس حضرۃ شاہ عبدالکریم رح (م ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء) بن سید کرم شاہ بن سید محمد شاہ بن سید محمد سلیم رح کے خود نوشتہ مجموعۂ کلام "گلدستۂ کرم" سے لیا گیا ہے۔
یہ شجرہ حضرۃ سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی "بیاضِ صدری" مکتوبہ ۱۲۲۵ھ کے عین مطابق ہے۔

اقتباس مآثر عالمگیری

قبلۂ عالم ۲۱ر جمادی الاوّل کو کورہ گاؤں میں جو بعد کو فتح آباد کے نام سے موسوم کیا گیا تشریف فرما ہوئے اور ۲۹ر تاریخ ماہ مذکور کو سنبھاجی مع اپنے رفیق طریق کب کلس کے تہ تیغ کیا گیا۔

ایک واقعہ اس واقعہ سے قبلہ عالم کی حق شناسی وحق آگاہی کا کامل ثبوت ملتا ہے، واضح ہو کہ قبل اس کے کہ سنبھاجی کی گرفتاری کی افواہ بھی زبان زد عام نہ ہوئی تھی، بلکہ اس قسم کی خبر محال سمجھی جاتی تھی، حضرت سید فتح محمد جو خواجہ بندہ نواز حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں، گلبرگہ شریف سے خدمت شاہی میں حاضر ہوئے، سید صاحب نے عرصہ تک فوجی ملازمت کرکے اپنے وطن میں خلوت نشینی اختیار کرلی تھی قبلۂ عالم کو اولیائے کبار کے ساتھ جو عقیدت وخلوص ہے وہ ظاہر ہے اور ان برگزیدہ نفوس کے اسلاف و خلاف تمام افراد جہاں پناہ کی نگاہ میں بے حد معزز و مکرم ہے ہیں، بادشاہ دیں پناہ نے حضرت سید فتح محمد کے ترک دنیا کے بعد ان کے خلفِ رشید سید یداللہ کو جس کے چہرہ سے آثار رُشد ظاہر اور جوہر طرح بزرگان دین کی سجادگی کے لائق ؛ اپنے روضہ خرد کا سجادہ نشین مقرر فرما کر علاوہ دیگر انعامات کے چند مواضعات کی سرکاری آمدنی بطور معافی عطا فرمائی، حضرت سید فتح محمد آستانہ والا پر حاضر ہوئے اور انھوں نے جہاں پناہ سے عرض کیا کہ میں نے سنبھاجی کے معاملہ اور اس کی تباہی کے متعلق بارہا حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ مبارک پر مراقبہ کیا، عرصہ کے بعد ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ اپنے نیک ارادے کے مطابق متبرک مقامات کی زیارت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں اور اکثر خدام کو اعانت وامداد کے لئے حکم صادر ہوا ہے حضرت نے اس فقیر کو دیکھ کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم کہاں جا رہے ہو میں نے اپنا ارادہ بیان کیا حضرت

نے مجھ سے فرمایا کہ ہماری راہ میں ایک خوک عرصہ سے حائل ہے جس سے نہ صرف مجھ کو بلکہ دیگر مسلمانوں کو بھی ناقابل برداشت تکلیف پہونچ رہی ہے تم بھی اس ناپاک وموذی جانور کے ہلاک کرنے میں ہماری مدد کرو، میں خواب سے بیدار ہوا اور مجھ کو یقین آگیا کہ بہت جلد شاہی لشکر مرہٹہ فتنہ پرداز کی سرکوبی کے لئے روانہ ہونے والا ہے، چونکہ فقیر کو خواب میں ارشاد ہوچکا ہے کہ اس کارخیر میں شریک ہو، لہٰذا اس کام کو انجام دینے کے لئے آستانہ والا پر حاضر ہوا ہوں،

قبلۂ عالم یہ خواب سُن کر بے حد مسرور ہوئے خدا کی شان ملاحظہ ہو کہ اس واقعہ کو ایک ہفتہ ہی گزرا تھا، کہ سبھاجی گرفتار ہوا، جہاں پناہ نے حضرت سید محمد کو اپنے حضور میں طلب فرمایا اور شاہانہ نوازش سے سرفراز فرما کر سید صاحب کو سفر خرچ عنایت کیا اور گلبرگہ شریف واپس جانے کی اجازت عطا فرمائی،

قبلۂ عالم باوجود انتہائی شوکت دنیا حاصل ہونے کے ہمیشہ ہر امر میں خالق بے نیاز کی بارگاہ میں رجوع فرماتے ہیں اور حلِّ مطالب کے لئے مقبولانِ بارگاہ ایزدی سے طالب امداد ہوتے ہیں

قبلۂ عالم کی حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ سے عقیدت

جہاں پناہ کو جو عقیدت حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے، قبلۂ عالم نے حضرت سید فتح محمد کو جو انعام وعطیات مرحمت فرمائے اس کے علاوہ دس ہزار روپے مزید عطا فرما کر حکم دیا کہ یہ رقم روضہ گلبرگہ شریف کے مجاوروں اور دیگر حاجت مندوں کو تقسیم کی جائے،

حضرت سید نفیس شاہ صاحب دامت برکاتہم ذیقعدہ ۱۴۱۳ھ/اپریل ۱۹۹۳ء میں ہرات کے سفر پر تشریف لے گئے وہاں آپکا ریاست ارشادِ اسلامی ولایت ہرات میں قیام ہوا، اسی سفر میں مرکزِ ولایت چشت بھی جانا ہوا، قیامِ ہرات کے دوران یہ نظم موزون ہوئی واپسی پر آپنے ادارہ کو یہ نظم عنایت فرمائی، حواشی و تعلیقات کے ساتھ یہ نظم حضرت کے شکریہ کے ساتھ شاملِ اشاعت کی جارہی ہے

باسمہٖ تعالیٰ

تاقیامت رہے آبرُوئے ہرات

ایک مُدّت سے تھی آرزُوئے ہرات
راہ دِکھلائی قسمت نے سوئے ہرات

حبّذا شہرِ عرفان و علم و ہنر
سارے عالم میں ہے باوَہُوئے ہرات

ہے فضا اِس کی پاکیزہ و خُوشگوار
زندگی بخش ہے آب جُوئے ہرات

سارا ماحول ایمان افروز ہے
بادۂ حق سے پُر ہے سبُوئے ہرات

عشق ہی عشق ہے چشت کا رنگ و نور
حُسن ہی حُسن ہے خُلق و خُوئے ہرات

اپنے آباء و اَجداد کی جُستجُو!
پھر رہی ہے لیے کُو بہ کُوئے ہرات

حضرتِ زید جُندی کا عزمِ جہاد
تا بہ دہلی گئی مُشکبُوئے ہرات

ہند پر غزنوی اور غوری کا راج
آج بھی مانتا ہے عدُوئے ہرات

اے مُبصر ذرا چشمِ بینا سے دیکھ
پُر ہے خُونِ شہیداں سے جُوئے ہرات

اب لہُو سے شہیدوں کے گلرنگ ہے
کِس قدر خُوبصُورت ہے رُوئے ہرات

عظمتِ رفتہ مؤمن کو پھر ہو نصیب
اب یہی ہے فقط جُستجُوئے ہرات

اب بفضلِ خدا فردوس کی کیا مجال
ہو سکے پھر کبھی زد بر رُوئے ہرات

کس کی ہمت ہے مدِ مقابل بنے
لے کے دِکھلائے میداں میں گُوئے ہرات

اے خوشا قید سے اب تو آزاد ہے
چہچہا بُلبلِ خُوش گلُوئے ہرات

نشأۃِ دین اسلام اب تجھ سے ہے
مرحبا غازیِ سُرخرُوئے ہرات

دِل کی گہرائیوں سے دُعا ہے نفیس
تاقیامت رہے آبرُوئے ہرات

دیباچہ "باغِ ہشتم" از قطب ربانی حضرت مولانا سید عبدالغنی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بقلم خود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدایا مطلع انوار رحمت ساز جانم را

کلید مخزنِ اسرار دل گردان زبانم را

الحمد للہ رب العلمین، والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین

وعلی الہ واصحابہ اجمعین اما بعد

میرے دلمیں ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے

کہ میں اپنی قلم سے اپنے سوانح حیات تحریر کروں

اور کئی دفعہ اپنی زندگی کے گذشتہ ایام میں پورا ارادہ

کر کے قلم و کاغذ لیکر بیٹھا ہوں مگر ہر دفعہ

تاخیر ہوتی رہی ہے خدا کا ہزار ہزار شکر ہے

کہ اوسکی مہربانی اور فضل شامل حال ہوا۔ اور آج جذبات

قلب کا ترجمان ہوکر قلم کو صفحہ قرطاس پر

اظہار مقصد کی توفیق ملی ہوئی ہے۔

اور یقین کامل ہے کہ میرے بیٹے اور آئندہ آنیوالی

نسلیں اس سے خاص دل چسپی حاصل کرینگی

اور اس پر فخر کرینگی میں اُن کے لئے ایک شاہراہ

جبھوڑتا ہون جس پر کہ فرین ہونے سے دنیا و عقبیٰ
کی منزلین بالکل قریب اور آسان تر ہو جائینگی
اور مین اپنی مابعد کی نسلون اور موجودہ بزرگون اور بچونکو
تاکید کرتا ہون کہ میرے نوشتہ کو پوری توجہ اور غور
سے مطالعہ کرین۔ مینے اُن کے لئے ایک مشعل روشن
کردی ہے جو ابدالاباد تک سورج اور چاند اور ہر روشنی
پر غالب رہیگی اور کوئی تاریکی اُن پر اثر انداز نہ ہوسکیگی
مینے ایک نورانی چادر تیار کی انکو اوڑھا دی ہے۔
جسکا دامن اسقدر وسیع ہے کہ ہمیشہ کے لئے
اُن کے واسطے کافی ہے۔ بس یہ روشنی
اُن کو دین و دنیا مین بے نیاز اور مستغنی کردیگی
مین امید کرتا ہون کہ اس روشنی مین چلنے والے کبھی گمراہ
نہ ہونگے جب تک کہ وہ خود تاریکی کا رستہ اختیار نہ کرینگے
اور مین یہ دیکھ رہا ہون کہ یہ روشنی بانی کے قلمرون خاکی کے فرزون شجر مجروشت پر
بلکہ ہمیشہ پردہ کبریائی ہے جس نے مجھی ڈھانپ لیا ہے۔
مین دعا کرتا ہون کہ خدائے قدوس میرے پسماندون کو چشم
بصیرت عطا فرماوے۔ آمین

ہمین سب سے پہلے اپنا نسب تحریر کرتا ہون
ہمارا نسب بواسطہ حضرت امام شہید مرکز سادات
پر ختم ہوتا ہے - اگرچہ فخر نسب بے فائدہ ہے
کیونکہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک مکرم وہ ہے جو اسرے
بہت ڈرنے والا ہو - لیکن نسب ایک واسطہ ہے اور اگر
کوئی واسطہ کارآمد ہو سکتا ہے تو پھر اس سے بڑھ کر
اور کیا فخر ہو سکتا ہے جبکہ مخبر صادق علیہ الصلوٰت
والتسلیمات ارشاد فرماتے ہین کل سبب ونسب
منقطع الا سببی ونسبی - الٰہی ان پاک نامون کی
وسیلہ اور برکت سے ہمارا ہر دو جہان مین حامی ومددگار ہو جیو

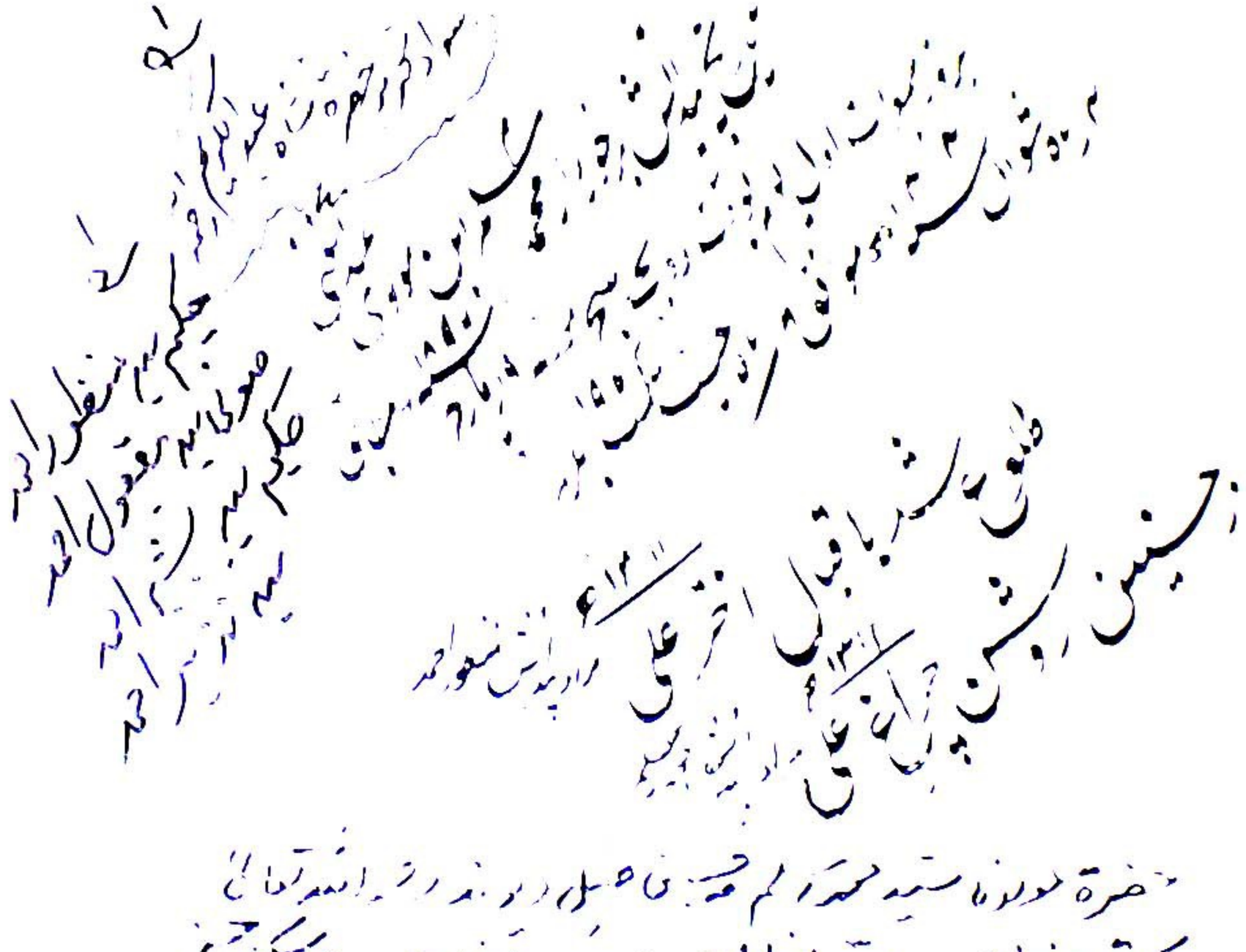

حضرۃ مولانا سید محمد کرم حسین صاحب دام ظلہ العالی
کے تین فرزند : سید مظفر حسین ، سید اختر حسین ، سید کبیر

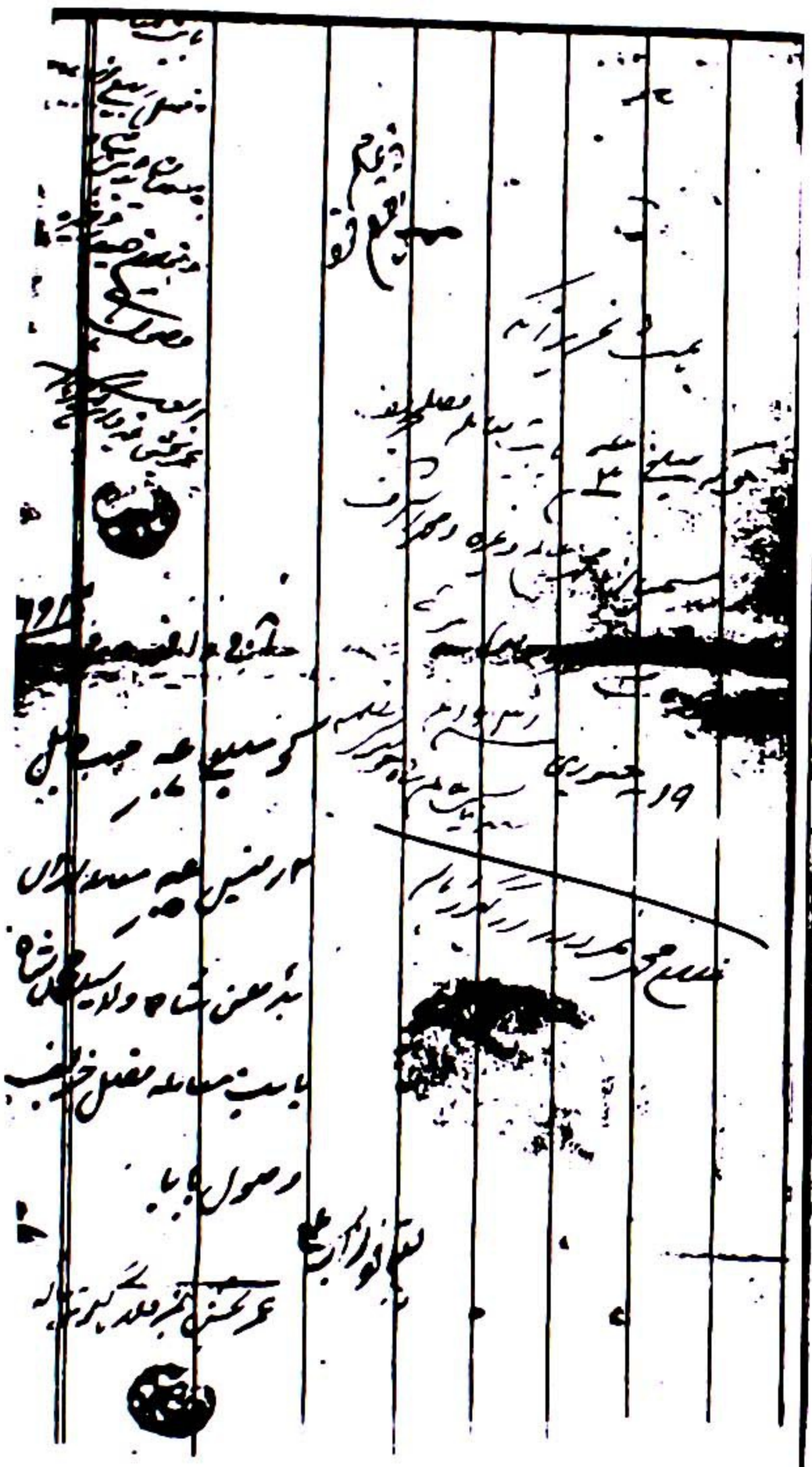

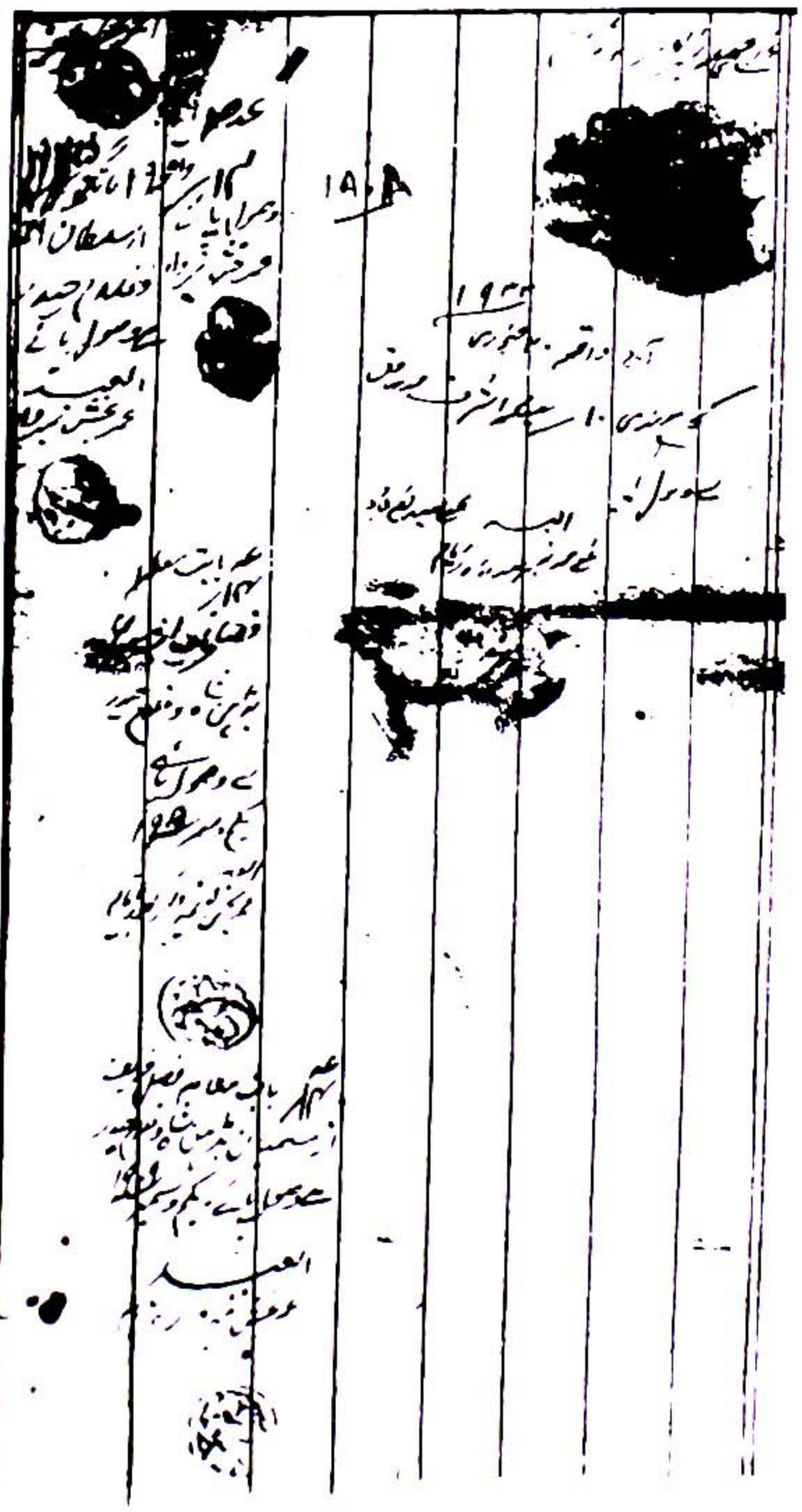

اقتباس از "کہوانِ صحرا" تالیف ڈاکٹر عبادت بریلوی مرحوم

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ سے شاہ صاحب کی دلچسپی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ خود اُن کا تعلق اسی خاندان سے ہے۔ شاہ صاحب نے مجھے بتایا کہ "عرصہ ہوا خواجہ صاحب کے خاندان کے کچھ لوگ پنجاب آگئے اور ضلع سیالکوٹ میں آباد ہوئے۔ ہم لوگ انہیں کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ خیال ہے کہ اس خاندان سے کچھ افراد تبلیغ دین اور مسلکِ تصوف کی ترویج و اشاعت کی غرض سے یہاں آئے۔ سید انور حسین شاہ کے خاندان کے لوگ انہیں کی اولاد ہیں، اور آج تک اس علاقے میں کسی نہ کسی طریقے سے تبلیغ دین اسلام اور تصوف و روحانیت کے فروغ کے لئے کام کر رہے ہیں۔

اقتباس تذکرہ خطاطین از محمد اللہ شیخ

سید انور حسین نفیس رقمؔ (نفیس رقم) المعروف بہ سید نفیس [illegible]
سے بزرگ ترین خطاط ہیں۔ آپ کا سلسلہ حضرت خواجہ بندہ نواز [illegible]
دراز کی اولاد میں ایک بزرگ شاہ حفیظ اللہ [illegible] سنہ ۱۱۳۴ھ میں گلبرگہ شریف سے بغرض تبلیغ [illegible]
سیالکوٹ آ بسے تھے۔ سید نفیس شاہ صاحب انہی بزرگ کی اولاد میں سے ہیں۔ شاہ صاحب سے [illegible]
سید محمد اشرف علی سید [illegible] آپ سے [illegible] حکیم سید نیک عالم [illegible]
[illegible] کی تعلیمات قرآن مجید سے خاص تعلق تھا اور وہ [illegible] سے زیادہ [illegible]
مجید ہی کا [illegible]

اقتباس از "کنز الانساب" ملتان کی ایک قدیم

حکیم سید محمد عالم شاہ، سید نیک عالم شاہ پسران نواب شاہ بن سید محمد شاہ بن سید محمد [illegible]
سید محمد صالح بن سید حاجی عبدالکریم بن سید محمد بن سید شاہ حفیظ اللہ بن سید
نادا سید اللہ بن سید شاہ عبداللہ بن سید صوفی بن سید شاہ جعفر بن سید محمد اصغر
بن سید عبدالکبر بن سید محمد گیسو دراز بن سید یوسف بن سید علی بن سید محمد بن سید یوسف
بن سید حسین بن سید محمد بن سید علی بن سید حمزہ بن سید داؤد بن سید ابوالحسن
زید الجعفری بن سید ابی عبداللہ الحسین بن سید ابو منصور محمد الاکبر بن سید عز الاعلی بن
علیہ الرحمی محدث بن سید حسین ذوالدمعہ بن سید زید شہید۔ بن سید امام علی زین العابدین
[illegible] ان کے تر بھائی مکرم شاہ و ابید شاہ [illegible]

کے دو پسر سید عطا محمد و سید محمد مسعود۔ اور احمد شاہ کا ایک لڑکا برکت الٰہی شاہ۔ کرم شاہ کے
سید عبدالکریم و سید عبدالمغنی شاہ و سید عبدالحکیم شاہ و سید عبدالواحد شاہ صاحب۔ اور نواب شاہ صاحب کے دو بھائی [illegible]
و سید ملک شاہ کا ایک پسر سید عالم شاہ و بڈھن شاہ صاحب کا ایک پسر سید اشرف علی

موجود ہے۔

سید محمد عالم شاہ صاحب لاولد رہے۔
سید نیک عالم شاہ صاحب کے دو فرزند: سید حسین شاہ و سید ثقلین شاہ رحم

ایک مثالی مومنہ صالحہ خاتون علیہا الرحمہ

مرشدنا حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے خواص مسترشدین و مجازین میں ایک سید شاہ نفیس صاحب (ادام اللہ فیوضہم) ہیں جن کا مستقر اب لاہور ہے۔ شوال کے پہلے ہفتہ میں ان کا ۲۳ رمضان کا مرقومہ گرامی نامہ ملا، اس میں تحریر فرمایا تھا :-

"رمضان مبارک کی سانویں تاریخ کو اس عاجز کی والدہ ماجدہ نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی، مرحومہ عابدہ، زاہدہ، صالحہ، شاکرہ، ذاکرہ تھیں۔ آخر وقت میں اللہ پاک کے ذکر سے ان کی زبان معمور تھی۔ ان کی زندگی میں دو چیزیں نمایاں تھیں، ایک نماز کا شدت سے انتظار اور دوسرے موت کا اشتیاق۔ رحمہا اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃ دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔"

اللہ تعالیٰ مرحومہ کے ساتھ مغفرت و رحمت کا خاص معاملہ فرمائے اور ان ایمانی صفات کا کچھ حصہ اس عاجز راقم سطور کو بھی عطا فرمائے اور اپنے خاص کرم سے امت محمدیہ میں ان صفات کو عام فرمادے۔

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

صوبہ سرحد کے بعض افغان قبائل

جو سیّد مُحمّد نام کے کسی بزرگ کی اولاد سے ہیں اپنے آپ کو حضرت خواجہ سیّد مُحمّد گیسُودراز قدس سرّہ کی اولاد میں ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن یہ سراسر غلط فہمی پر مبنی ہے۔ چنانچہ عہدِ عالمگیری کے ایک افغان مصنّف عبداللہ خویشگی قصوری نے اپنی کتاب اخبار الاولیاء میں جو افغان بزرگوں کا ایک تذکرہ ہے اس دعویٰ کی نہایت واضح تردید کی ہے۔

خویشگی کا بیان ہے:۔

"وآنکہ در بعضے نسخ" تواریخِ افغانی" سیّد مُحمّد گیسُودراز نوشتہ از سہو ناسخ است کہ ازمشارکت اسمی مشارکت مسمای فہمیدہ لقب سیّد مُحمّد گیسُودراز کہ یکے ازخلفاے ارشد حضرت شیخ نصیر الدّین چراغ دہلی است بریں سیّد مُحمّد افزودہ است"

عبداللہ خویشگی۔ اخبار الاولیاء (صفحہ ۲۲۹)

مخطوطہ ۱۱۱۴ھ عبدالباقی قصوری

شکریہ

سیّد انیس الحسن نے سرورق، انتساب اور شجرۂ نسب لکھا۔
افتخار احمد نے خطِ نفیس میں کمپوزنگ کی۔
محمد یونس نے سیرت خواجہ گیسُودراز کی کتابت کی۔
محمد جمیل حسن نے ریڈیائی نشریہ تحریر کیا۔
سیّد ندیم الرحمٰن، سیّد خلیل الرحمٰن اور منیر احمد صاحب نے فوٹو کاپی تیار کی
سیّد اظہار احمد گیلانی صاحب نے مفید مشورے دیے۔
حافظ عبدالباسط نے خواندگی وغیرہ میں معاونت کی۔
محمد عاشق ندیم نے کاپی پیسٹنگ کا کام سرانجام دیا۔
محمد ریحان نے خورد و نوش کی سہولت بہم پہنچائی۔
محمد اشفاق الرحمٰن مدیر مکتبہ سیّد احمد شہیدؒ نے ماخذ کی معلومات مہیا کیں
برادران عزیز سیّد منور حسین، سیّد دلاور حسین اور سیّد محمد سرور نے بھی پوری پوری دلچسپی لی۔
محمد فضل صاحب نے طباعت سے شادکام کیا۔

سب کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ جزاءِ خیر سے نوازے

۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ احقر نفیس الحسینی

ذخیرۂ محمد وہاب مجددی لاہور

قلب الاقبال بزمِ دانش

کے حالات و کلام

نیز مضامین گرامی کلام اور

علاوہ حضرت خواجہ صاحب کی اور اشعار

آخر میں یادِ رفتگاں

سید نفیس الحسینی

○

حلقۂ معارفِ گیسو درازؒ

نفیس منزل ○ کریم بلاک ○ لاہور